تحقیقات ضیا
معروف
تصحیح الدستور
مولفہ شاعر شیرین زبان و محقق زبان دان جناب حافظ مرزا منیر الدین صاحب ضیا دہلوی
در مطبع ... طبع شد

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U20010

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد و
اجمعین اس کے بعد عرض کرتا ہی یہ خوشہ چین شعرا حافظ مرزا منیر الدین صبا خلف او
مسلم الثبوت غواص بحار معانی غریق رحمت سبحانی صاحب عالم شاہزادہ حافظ مر
رحیم الدین حیا گورگانی کہ کتاب دستور الفصحا جسے محمد مہدی صاحب
المتخلص بہ کمال خلف جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال لکھنوی نے تالیف کیا
اور متروک و مستعمل غلط و صحیح الفاظ کے بیان میں لکھا ہی جس سے خودستا
پیدا ہی اور ہجو میں دیگرے میت کا مضمون ہویدا فَضَّلْنَا بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْض
سے کیا کام ہی یہ سمجھ لیا ہی کہ کتاب لکھنے سے شہرت ہی نام ہی اس ناچیز نے کتاب مذکور
اول سے آخر تک دیکھا اکثر جگہ غلط بلکہ غلط تر پایا پیرایہ وہ اختیار کیا ہی کہ ایک زمانہ ہو کا کہا سے
راست چھوڑ کر کجروی پر آئے اکثر الفاظ جنکو متروک و غلط لکھا ہی شعرائے ہند و فارس

کلام مین اون کا تیا ہے شاعران ماضی وحال یہان تک کہ حضرت جلال سلمہ کی غلط گوئی
ثابت کی ہے جس سے کلام مستند پہنچتی ہے استادان ماضی کی روح کو صدمہ پہنچایا ہے اور
موجودہ استادون کا دل دکھایا ہے شعراے عجم کی شان مین بے ادبی کی ہے مولفین
لغات کی بھی دعا لی ہے اپنے والد کی استادی کو بھی برباد کرنے کا خیال کیا ہے ماشا اللہ
کمال صاحب نے کمال کیا ہے بازی بازی باریش بابا ہم بازی باپ نے جن لفظون کو
جائز رکھا ہے بیٹے نے اون کو متروک وغلط لکھا ہے جس سے ظاہر ہے کہ بیٹے نے باپ
کے مٹانے کی کوشش کی ہے یہ بات اس کتاب کے دیکھنے سے ثابت ہو جائیگی چونکہ
صاحب نے حضرت جلال مدظلہ سے علم عروض وبیان وبدیع حاصل کیا ہے یہانتک اوس کا
پاس[1] ہو مناسب ہی تھا ہے پس لازم ہوا کہ جو باپ کے علم وفضل کے درپے ہوا ایسے
بیٹے کو ضرور ہدایت کیجائے جس سے علی العموم ایک خلق کو فائدہ پہنچے ایک
عالم راست پر آئے خصوصا شعرا کے نہایت ہی کار آمد ہو۔ کمال صاحب کی غلط بیانی
رد ہو اسلئے اس ہیچمیرز نے بڑی محنت ومشقت سے یہ کتاب تالیف کی اور تحقیقات
ضیا اس کا نام رکھا چونکہ یہہ دستور الفصحا کے جواب مین ہے اسلئے تصحیح الدستور
عرف مقرر کیا اسکے دو حصے ہین پہلا حصہ دستور الفصحا کے حصہ اول کے جواب مین ہے
اور متروک ومستعمل الفاظ کے باب مین ہے دوسرا حصہ کتاب مذکور کے حصہ[2] دوم کا جواب ہے

سلہ حضرت موصوف کو اوسکا لحاظ مطلق نہین رہا ہے اپنی تالیفات مین ایک جگہہ والد مرحوم پر مضحکہ کیا ہے۔ ضیا ۱۲
سلہ۲ دیباچے مین مشفق نے اپنی کتاب کو تین حصون پر منقسم کہا ہے مگر تفصیل مین دو حصون کا بیان کیا ہے - یا تو دو کو تین لکھنا
کتابت کی غلطی ہے یا تو دو کو تین لکھنا مشفق نے کوی خاص اصطلاح مقرر کی ہے اگر یہہ دونون امر نہین تو کتاب ناقص ہے

بلحاظ تصحیح الفاظ کے متعلق خطاب ہو اہل فضل سے امید ہے کہ جہاں کہیں سہو و خطا
و انہیں خطا سے بچائیں یا اصلاح سے مؤلف کو مطلع فرمائیں اور جو لوگ دشمن حضرت
جلال ہوں جواب لکھیں بر فرار جناب کمال ہوں محقق تر ہے کہ کمال صاحب نے اپنے
والد پر جو اعتراض کئے ہیں کہ تعلیم کہلا نہیں ہیں نام نہیں لیا ہے درست نہیں کی ہے جو کچھہ
لکھا ہے کنایۃً لکھا ہے اسلئے مؤلف نے اس کتاب میں یہ ترکیب کی ہے کہ جتنے الاشکال آپ کے
والد کے کلام سے زیادہ سند دی ہے کہ اگر اوسکو نہ مانیں تو اعتراض کا انکشاف
ہو اور اگر مانیں تو دوسروں کے واسطے رستہ صاف ہو کسی پر اعتراض نہ آسکے
کمال صاحب کی زیادہ گوئی ثابت ہو جائے واضح ہو کہ اکثر دیکھا جاتا ہے جو لوگ جن
الفاظ کے تارک ہیں اپنے کلام میں نہیں لاتے ہیں جب اون میں سے کوئی لفظ
کسی دوسرے کے ہاں پاتے ہیں تو اوس کو اس نظر سے دیکھتے ہیں جیسے بہت بڑا خطاوار
ہے لائق سزا ہے واجب القتل ہے قابل دار ہے اگر مشاعرے میں ایسا لفظ کسی کے کلام میں
ہو تو اکثر لوگ مشاعرہ مو منہ آتے ہیں اور پیچھے تو بہت ہی کچھہ اعتراض
کئے جاتے ہیں مؤلف کے نزدیک تو اگر کوئی شخص کسی لفظ کا تارک ہو اور دوسرا شخص
پابند ہے تو کچھہ قباحت نہیں اعتراض فضول ہے یہہ کیا ضرور ہے کہ جس لفظ کو ہم ترک
کر دیں دوسرا بھی نہ لکھے اسپر نکتہ چینی بے حصول ہے ممکن ہے کہ جس کا ترک ایک شخص

بقیہ حاشیہ صفحہ (۳)

یعنے جب تک نثر احمد نہو کامل نہیں ہو سکتی شاید شفقتی نے نثر احمد وہ کتاب قرار دی جس میں دستور العمل
کی صحت کیا ہے چونکہ یہ نثر کی کتاب میں ہی چاہیے کہ شفقتی خوش ہو کر اسلئے اپنی کتاب کا نثر احمد تصور
فرمائیں کہ اس سے وہ مکمل ہو گئی ضیا ۱۲

اوسکے سمجھے دوسرا اوسکو ترک اٹرا جانے ہان اپنی ذات کے واسطے انسان مختار ہی ہر شخص کو اس بات کا اختیار ہی کہ بے وجہہ بھی جسقدر صحیح و مستعمل لفظ کو جی چاہے ترک کر دے جیسے صاحب فادات[له] نے بعض لفظ ترک کیئے اور بعض لکھدیا کہ فلان فلان الفاظ کا مین بذات خود تارک ہون دوسرون سے کام نہین اس سے اس شخص پر کوئی اعتراض نہین کسی طرح کا الزام نہین اور جو شخص زبردستی صحیح و مستعمل لفظون مین عیب نکالے شعرا پر طعنہ زن ہو ایک زبانکو دوسری کا دلیل گمراہ کرے وسعت زبان کا دشمن ہو ایسے کا قول کوئی مانتا ہی نہ اوس کی تصنیف و تالیف کو مستند جانتا ہی ہان غلط الفاظ کو ترک کر دیا اون کو صحیح کر کے استعمال مین لایا اگر صحیح طور پر بتایا جاتا ہی تو وہ تحریر ہمیشہ کے لیئے یادگار رہتی ہی اور زیادہ تر بعض پایا ہی یہ کہ مستعمل کو متروک بتایے صحیح غلط کا الزام لگائے ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ـ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی کین رہ کہ تو میروی بترکستانست ـ انشاء اللہ تعالےٰ اس کتاب کے مطالعے سے ناظرین کو یہ امر ظاہر ہوا جاتا ہی کہ کسقدر صاحب نے اکثر مستعمل الفاظ کو متروک اور صحیح کو غلط فرمایا ہی

اس کتاب کی اصطلاح

اہل زبان ان اردو گو لوگون کا نام ہی جن کی زبان مستند خاص و عام ہی اس مین وہ زبان دان بھی داخل ہین جو اہل زبان دہلی مین کامل ہیں یا عمر ہون یا نہون شعر سے کام ہون یا نہون

[له] نام کتاب مولفہ سید احمد مصطفی لکھنوی مرحوم المتخلص بہ رشید شفقی نے بہی بہت لفظون کو اوسی کتاب سے نقل کیا ہی فرق اتنا ہی کہ مرحوم نے صرف اپنی ذات کے واسطے ترک کیئے ہین شفقی نے علے العموم فتوا دے دیا ہی آخر کچھ تو اپنا ایجاد بھی رہتا نہین تو لوگ یہ کہتے کہ اوسی کتاب سے لکھا ـ ضیا ۱۲

فصحا شاعری مین وہ کاملان صاحب اعزاز ہین جو اہل زبان ہونے کے علاوہ فصاحت مین بھی ممتاز ہین۔

حضرت معظمی ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر مجمع حمیدہ صفات یعنے بلبل ہندوستان معظمی و اوستادی جناب نواب مرزا خان صاحب کی ذات بابرکات

اوستاد[1] **مکرم** مجمع علم و فضل اوستاد صاحب کمال جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال مدظلہ۔

مشفقی محمد مہدی صاحب کمال مؤلف دستور الفصحا جن کی تحقیق زمانے سے نرالی اجتہادیا۔

ہندی اردو زبان سے مدعا ہے اردو کو ہندی کہا ہے۔

ہندی الاصل ٹھیٹھ ہندی یعنے سنسکرت زبان کو جانئے بھاکا زبان کو بھی اسی مین مانئے۔

متروک وہ لفظ ہے جو جملہ شعرا مین نظماً ترک کیا جائے روزمرہ مین استعمال پائے یا نہ پائے۔

مستعمل اوس لفظ کو جانئے جو فصحا کی نظم و نثر مین استعمال پائے روزمرہ کی گفتگو مین زبانون پر آئے نہ آئے۔

---

[1] اس پر معترض مؤلف کا انحراف اوستاد موصوف کے ساتھ ثابت کرکے یہ لکھے گا کہ اوستادی کیون نہ لکھا جو کہ دیباچے مین تلمذ کا حال ظاہر ہو چکا ہے اس لئے ہر جگہ اوس کا اظہار غیر ضروری سمجھکر شانداز لفظ اختیار کیا گیا۔ ضیا ۱۲

التماس

اگرچہ اس زمانہ مین اہل فضل وکمال کی قدر نہین توقیر نہین تمیز نہین اور
فضل وکمال اس ناقدری کے زمانہ مین کوئی چیز نہین مگر مجھہ کو سارے زمانے
سے کیا کام ہے وہ تو قدردان ہے جسکا لقب نظام ہے امیدگاہ خاص وعام حضرت
محبوب سبحانی کا ہمنام قدردان اہل کمال شریف پرور رعیت نواز سلیمان
سریر سلیمان شوکت سلیمان بارگاہ سپہ سالار مظفر الممالک فتح جنگ حضور
میر محبوب علی خان بہادر نظام الملک آصف جاہ دام اقبالہ وخلد اللہ
ملکہ اب جو نام مبارک ایسے بادشاہ باشوکت وجاہ کا زینت دہ کتاب ہوا تو مجھہ کو
یہ سزاوار ہے کہ اوس زبان مین مدح لکھون جو زبان کلید[1] خزائن اسرار ہے۔

---

[1] یعنے زبان شاعری۔ ضیا ۱۲

قصیدہ در مدح بندگان عالی دام اقبالہ

ہن پہنچتے مین برس کر زیر پا پالا ہے سر
زر کی ہی افراط گھر گھر زیر پا پالا ہے سر

سقف پر لبریز ہے گنجینے و گنجینے تخت و ارض
گھر مین دولت سے کو مقدور زیر پا پالا ہے سر

خاک جیسے ہی زمین پر ہی ہوا پر جیسے گرد
یون ہی اسپ اکسیر اکثر زیر پا پالا ہے سر

ابر سے ہوتی ہی بارش موتیون کی ہر جگہہ
ہوستہ مین گوہری گوہر زیر پا پالا ہے سر

سنگریزے لعل و گوہر ہین شرارون کا عکس
دو دو چیزین ہین مشہور زیر پا پالا ہے سر

بنو پختہ سنگی دیوارون کی پشتہ پر سنگ سیر
سنجنگی سے گئے ہین سب گہر زیر پا پالا ہے سر

ہین زمین انبساط و آسمان افتخار
ہر جگہہ دونون برابر زیر پا پالا ہے سر

اوسکی خوبی کیون نہو دلچسپ و دلکش دل پسند
حسن حور سے کتنے ہین دلبر زیر پا پالا ہے سر

وہ حنا آلودہ تلوے وہ گھچوری ہتھیان
زینت پا زینت سر زیر پا پالا ہے سر

مانگ سر پر اور خط تلوون کے گویا کہکشان
بٹ گئی ہی جتنے ہو کر زیر پا پالا ہے سر

ہر جگہہ سامان راحت ہر طرف ساز نشاط
عیش کے اسباب گھر گھر زیر پا پالا ہے سر

چاندنی کے فرش ہین ہیت گھیر ان چھتین بھی
ساری دنیا کو میسر زیر پا پالا ہے سر

تخت و فوق شمع سونے کے لگن فانوس ہین
ایک سے ہی ایک بہتر زیر پا پالا ہے سر

مسندین کمخواب کی ہین شامیانے زرنگار
جسجگہہ ہی بزم تو زر زر زیر پا پالا ہے سر

مسکتنی ہی باتکلف ہی صراحی درمیان
کشتی زر اور ساغر زیر پا پالا ہے سر

بے بہا مالیچے مگر سے بھی ایسے قیمتی
موتیون کی جس مین جھالر زیر پا پالا ہے سر

فرش قالینون کے بچھے ہین منقش ہین چھتین
کہل رہے مین باغ گھر گھر زیر پا پالا ہے سر

سبزہ وقت گلشن اور گل وقت نشاط — رکھتی ہے مخلوق اکثر زیر پا بالائے سر

ایک تو ٹھنڈی زمین پھر سایۂ نخل چمن — باغ مین راحت میسر زیر پا بالائے سر

فیض سے ہے نظام الملک آصفجاہ کا (دام اقبالہ) — ہین جو یہ سامان میسر زیر پا بالائے سر

مدح مین جسکی کہے ہین مین نے مطلع مین رقم — ساز شوکت ہے سراسر زیر پا بالائے سر

مطلع ثانی

رہتے ہین اورنگ و افسر زیر پا بالائے سر — کیا شرف پایا ہے رہکر زیر پا بالائے سر

تخت شاہی تاج فضل رب سلیمانکی طرح — اب تجھی کو ہے میسر زیر پا بالائے سر

ہے زمین پر نور پا تیرا فلک پر نور فرق — کیون نہ ہون دونون منور زیر پا بالائے سر

جاہ و حشمت پیش و پس دولت بتور راست و چپ — زیب دے ہین شوکت و فر زیر پا بالائے سر

ہین کلاہ چتر گویا دونون ہلال و بدر ہین — اسطرح ہے ماہ انور زیر پا بالائے سر

عقد پروین و شفق زیب عروس ملک ہین — ایک مہندی ایک جھومر زیر پا بالائے سر

ہے زمین و آسمان کو ناز اپنے تخت پر — فخر کرتے ہین یہ رہکر زیر پا بالائے سر

اے خوشا اوس دولت و عظمت کی قسمت جسکو تو — رکھے اے انصاف پرور زیر پا بالائے سر

سب زمین مخلوقکی آئینہ منقش سب چھتین — ایک بہتر ایک برتر زیر پا بالائے سر

دور بستر دور سر اور آفتابی آفتاب — ماہ کامل مہر انور زیر پا بالائے سر

پانو چھین تیرے پرچم ماتھے پہ سجدونکا نشان — دونون چیزین سعد اکبر زیر پا بالائے سر

ہے ہما سے جاہ جم ہے رحمت پروردگار — سایہ خواہان سایہ گستر زیر پا بالائے سر

ہین سمک سے تا سما گاو زمین طیب ہوا — تیرے محکوم و مسخر زیر پا بالائے سر

موجِ دریاے سخاوت بارشِ بارانِ لطف
ابرِ نیسانِ کرم سب پر برستا ہی ترا
جسکے سر پر تیری دولت آگے رکھتی ہی قدم
جسطرح کمند سال مین شکر کو روند ڈہوے خلق
تیرے کشور کی حفاظت کرتے ہین ارض و سما
یون ہی آسائش سراپا واسطے مخلوق کے
قدر کیلجاے ہوا کو خلق کو ایذا تو دے
وہ ترا رعبِ عدالت ہی کہ جسمین ہوتا ضرر
جو ہوا پامال سر پر بھی جگہ اوسکو ملی
دفترِ شاہی کے ہین جو پا درجہ سکے مکان
قہر کی آتش جہان چمکے اوگہن سر سینہ ہالان
دشمن و احباب کو ہین نار و نورِ قہر و مہر
وہ عدو کا سر ہو وہ فرمانِ بخشش ہی ترا
بھاگے سر پر پانون رکھکر تجہسے جب فوجِ غنیم
سر کے بل دشمن گرے تو زیر سر بالاے پا
تو چاہی مرگِ دشمن خارِ صحرا و شہاب
برگِ سبزہ اور برگِ شجر اوسکے لئے

قطعہ

آب پہنچاتے ہین گہر گہر زیر پا بالاے سر
رکھتے ہین سب آب گوہر زیر پا بالاے سر
جاگ اوٹھتا ہی مقدر زیر پا بالاے سر
تیری بخشش سے ہی یون زر زیر پا بالاے سر
اک لگن ہی ایک چنبر زیر پا بالاے سر
جسطرح ہو ایک چادر زیر پا بالاے سر
خار و خس رکہی تو لا کر زیر پا بالاے سر
آگ رکھتا ہی سمندر زیر پا بالاے سر
بارہا دیکھا ہی بستر زیر پا بالاے سر
بیچ والون کے ہی دفتر زیر پا بالاے سر
واسطے دشمن کے اخگر زیر پا بالاے سر
نیش و نوش ہی عدل گستر زیر پا بالاے سر
جو ر پا کرتا ہی اکثر زیر پا بالاے سر
ہون سرو پا پہر کیونکر زیر پا بالاے سر
ہون وہ چیزین ہین جو اکثر زیر پا بالاے سر
بیٹھین لشکر تیرے بنکر زیر پا بالاے سر
ہون مثالِ نوکِ خنجر زیر پا بالاے سر

تعریفِ شمشیر

تیغ تیزی پھر دشمن گاہ شعلہ گاہ برق
آنچ اسکی ناگوار اعدا کو بچنا بھی محال
گاہ دہنے بائیں آگے پیچھے دشمن کے پھرے
ایک کے تلووں تک اوڑے کچھے دو بیر سر پر آئے
یہ زرہ چار آئینے خفتان کرے تن پر دو نیم
خون کی ندی بہے اعدا کے سر سے خون اڑے
ہو زمین بالکل شفق گون ہو شفق مثل زمین
یہ نہ چھوڑے گاہ کو ہرگز نہ چھوڑے کوہ کو

قطعہ

کرتی ہے فی النار رہگزر زیر پا پا لائے سر
سینے تابش روز محشر زیر پا پا لائے سر
گہہ یہ چمکے برق پیکر زیر پا پا لائے سر
الغرض پہنچے یہ اکثر زیر پا پا لائے سر
کاسے ہوز سے او مغفر زیر پا پا لائے سر
خون ہی دیکھیں وہ ہو سر زیر پا پا لائے سر
خون سے دونوں ہوں احمر زیر پا پا لائے سر
پہنچے آب و باد بنکر زیر پا پا لائے سر

تعریف اسپ

ہے وہ رفتار اسپ کی تیرے زمین و آسمان
چشم کی پتلی اور ماتھے کی سفیدی کہتی ہے
خوشنما نعل اسکے کلگی بھی مرصع کار ہے

دونوں ہے چلنے میں منتشر زیر پا پا لائے سر
نور کہتا ہے نگاہ ور زیر پا پا لائے سر
ماہ نو پر دو میں مقرر زیر پا پا لائے سر

تعریف فیل

دوڑے یا فیل شاہی اور مشک کی سپر
پانو سنکے تلوے مدور اور انکس خوشنما
جب دبائے پانو نے زنجیر رکھی سر پہ سونڈ
پھر سکے پھر عجیب ایسا کہ مور و فیلبان

ہیں گپتی جیسے چرخ اخضر زیر پا پا لائے سر
چار تہمتن اک فوس خوشتر زیر پا پا لائے سر
ہو یہ صورت جیسے اژدر زیر پا پا لائے سر
ایک بے خوف ایک بے ڈر زیر پا پا لائے سر

تعریف لشکر

آج علمین ثابت و فتح مندی کا نشان کیون نہ رکہے تیرا لشکر زیر پا بالا سے سر

اسکے حملون کو اگر دیکھین زمین و آسمان دونون کو رہنا ہو دوبھر زیر پا بالا سے سر

قطعہ

الّتیے لڑنیکی کہان تاب اور اگر کچہہ دل کرے تو یہ کیفیت ہو اکثر زیر پا بالا سے سر

فوجِ دشمن کے ہون کچہہ پامال سر کچہہ نیزے پر ہون غرض روزِ وغا سر زیر پا بالا سے سر

الٰہیا اب یہ دعا ہو ہون سپہرِ شاہ کو تخت و تاجِ ہفت کشور زیر پا بالا سے سر

جادہ میدان راحت کوکبِ بخت جوان دونون ہون تا روزِ محشر زیر پا بالا سے سر

نیّرِ اقبال شہ کا دمبدم ہو اوج پر ہون ہمیشہ تخت و افسر زیر پا بالا سے سر

یہ زمانہ ہے جبتک زمانے مین زمین یہ زمین و چرخِ اخضر زیر پا بالا سے سر

دوست اسکے فرشِ راحت اور دستارِ نشاط حشر تک کہین برابر زیر پا بالا سے سر

اور جو بدخواہِ دولت ہون وہ جلتے ہی رہین تڑپتے تڑپتے ہو یہ آذر زیر پا بالا سے سر

پانون ہون شاہی فرس کے برسرِ اعدائے شاہ چہوٹین اون سب کے مقدر زیر پا بالا سے سر

آسیا بدخواہ کے حق مین ہین ارض و سما
وہ ہے چکّی یہ ہون پتہر زیر پا بالا سے سر

[illegible]

حصۂ اوّل

صحت الفاظ متروک و مستعمل

تصحیح (۱) اپنی اپنی ان لفظوں کو فعلن کے وزن پر شفقی نے متروک لکھا ہے
فاعلن کے وزن پر مستعمل اور وجہ ترک یہ لکھی ہے کہ (ہی) بالکسر انمین کلمہ حصر کا ہے اوسکا پورے
طور سے تلفظ[1] کرنا چاہئے۔ مؤلف کہتا ہے کہ جب بطریق قاعدہ وجہ ترک یہ قرار دی ہے
کہ کلمۂ حصر کو پوری طرح ادا کرین تو تمتین کبھی وغیرہ جو بروزن وتد مجموع و سبب ثقیل مستعمل
ہین اول کے لفظ مین (ہین) اور آخر کے لفظ مین (ہی) یہ دونون کلمے حصر کے
اور بروزن مذکور پوری طرح ادا ہتین ہوتے تو ان کو بھی ترک کر کے تم ہی ایک
فعلن کے وزن پر بولنا چاہئے کہ کلمہ حصر کا اظہار پوری طرح ہو اور اگر صرف اپنی
اپنی دونون لفظون سے بحث ہے تو اظہار کلمہ حصر کا قاعدہ بیکار ہے اصل
یہ ہے کہ ایسے لفظون مین قاعدے کی صورت قیاس کرنا صحیح نہین کلمۂ حصر کے ادا
ہونے نہونے کا حصر استعمال پر ہے اہل زبان مین اپنی بروزن فعلن اور بروزن
فاعلن دونون طرح مستعمل ہے جب فعلن کے وزن پر آئے گا (پے) ملا کر لکھی جائیگی
جب فاعلن کے وزن پر بولین گے (پی) علیحدہ مرقوم ہوگی بلکہ روزمرہ مین تو اپنی بغیر
(ہی) کے بروزن فعلن و فاع بولا جاتا ہے علیٰ ہذا القیاس اپنی کو سمجھنا چاہئے۔

---

[1] لفظ کے ساتھ کرنا نہین معلوم شفقی کیا سمجھ لائے ہین پورے طور سے تلفظ کیا گیا اتنا کہنا کافی تھا۔ ضیا ۱۲

تصحیح (۲) از مشفقی نے اسے متروک لکھا ہی اس کی جگہ (سے) کو مستعمل لکھا ہی
وجہ ترک یہ کہ کلام اردو مین از کا لانا خلاف فصاحت ہے۔ اور مثال مین یہ مصرع بھی لکھا ہی
ع ہزار حیف کہ بعد از وفات یار آیا۔ مؤلف لکھتا ہی کہ یہ مصرع برق لکھنوی کا ہی
جو مشفقی کے والد مکرم کے اوستاد تھے اس مصرع کو مشفقی نے لکھکر گویا در پردہ اپنے
دادا اوستاد پر بھی طعن کی شعر یون ہے

ہزار حیف کہ بعد از وفات یار آیا		خزان جب آ چکی ہو چکی موسم بہار آیا

اور ناسخ مغفور کے کلام مین بھی موجود ہے

شکل ان کی دیکھکر ہوتا ہی استغنا مجھے		یہ تجمل اس عہد کے ناسخ کم از حاتم نہین[1]

جب وہ اوستادون کے کلام مین موجود ہی تو مستعمل ہونا مسلم مانا جائیگا اور از خود
رفتگی از خود رفتہ کو تو خود مشفقی نے بھی درست لکھا ہی ملاحظہ ہو صفحہ دوم تصحیح (۴۳)
اور نثر اُبھی (از) کا استعمال ہی۔

تصحیح (۳) آنکر اسے مشفقی نے متروک لکھا ہی اس کی جگہ آکے مستعمل وجہ ترک
یہ کہ اصل مین نون نہین ہی تو نکے ساتھہ نہ بولنا چاہیئے مؤلف کہتا ہی کہ گو اصل
مین نون نہو مگر اس لفظ مین نون زائد مستعمل ہو گیا ہی اور زوائد کا استعمال جب اساتذہ
مین ہو جائے اور روز مرہ کی نثر مین بھی بولا جائے تو اُس مین کلام کرنے کو جگہ نہین
رہتی چنانچہ **دستور الفصحا** کے صفحہ (۱۷) مین چلکہہار کہتا کو مشفقی نے خود مستعمل
مین لکھا ہی حالانکہ ان دونون لفظون کی بھی یہی صورت ہی کہ اصل مصدر مین ایک کا فتحہ

ضیا ۱۳

[1] اگرچہ متروکات کی بنا حاتم دہلوی کی ڈالی ہوئی ہی مگر لکھنؤ مین اسکا مرواج ناسخ مغفور سے ہوا ہے اسلیے کہ انکا کلام منضبط ہے کہین کسی لفظ کا ہونا زیادہ مستند ہے

دوسرا کاف زائد بولا جاتا ہی جناب مولوی علی حیدر صاحب نظم لکھنوی جو بہت بڑے عالم و ادیب اور شاعر و زبان دان ہین اون سے جب ذکر ہوا تو فرمایا کہ آنکر کچھ دلی ہی مین مستعمل نہین بلکہ لکھنؤ مین بھی بولا جاتا ہی اور فصیح سمجھا جاتا ہی - مؤلف کو قیاس سے یہ معلوم ہوتا ہی کہ آکر کیجگہ آنکر اسوجہ سے مستعمل ہوا ہی کہ آکر کہنے مین ذم کا پہلو ہی یعنی (آ) تو امر ہوا (آنا) سے اور (کر) امر ہوا (کرنا) سے اب جو دونون کو ملا کے آکر کہا تو یہ بھی معنی پیدا ہوسکتے ہین کہ آ کے کر غالباً اسیوجہ سے اساتذہ نے اسمین نون زائد داخل کرکے مذموم معنی سے بچایا ہو - واللہ اعلم بالصواب -

تصحیح (۴) آوے - پاوے - جاوے - ہووے - رووے - سووے وغیرہ ان لفظون کو مشفقی نے متروک لکھکر ان کی جگہ آئے - پائے - جائے وغیرہ کو مستعمل لکھا ہی اگرچہ یہ درست لکھا مگر اتنی صراحت ضرور کرنی چاہیے تھی کہ یہ آئے پائے - وغیرہ آتا ہی پاتا ہی کے محل پر مستعمل نہین اسلئے کہ جو دور کے لوگ زبان نہین جانتے اور شوق اوسکے سیکھنے کا ہی وہ آگاہ ہو جاتے ورنہ خرابی اون کی زبان کی مقصود ہی چنانچہ ایک صاحب نے مؤلف کے سامنے یہ شعر پڑہا ؎

ابھی خوشی ہی کہ وعدہ یار سے آئے ہی	مگر یہ غم ہی کہ دم اوسکے جھیلے جائے ہے

جب اون سے کہا گیا کہ آئے ہی جاتے ہی لکھنا متروک ہی تو اون صاحب نے دستور الفصحا کا حوالہ دیکر کہا کہ کمال صاحب نے ان کو مستعمل فرمایا ہی بیچارے زبان سے ناواقف کیا جانین کہ کس معنے مین مستعمل لکھا ہی اگر صراحت مذکور الصدر کیجاتی تو یہ خرابی نہ ہوتی -

تصحیح (۵) الجی یائے معروف سے مشفقی نے اسے متروک لکھا ہی - اسکے بجائے

مجہول مستعمل خواہ کسی مذکر لفظ کے ساتھ ہو خواہ مؤنث لفظ کے ساتھ جیسے جلد ابکے سال بولین ویسے ہی آبکے فصل کھین مؤلف لکھتا ہی کہ اگر ہر جگہ اس لفظ کا یائے مجہول سے استعمال ہوگا تو۔ ابکی بات ابکے ساتھ جب کی بات جب کے ساتھ۔ یہان بات کے ساتھ ابکی اور جب کی جو یائے معروف سے ہی۔ اسے یائے مجہول سے کیونکر پڑھینگے اور پھر وہ محاورے کے مطابق کیونکر ہوگا اہل زبان اس لفظ کو مذکر لفظ کے ساتھ یائے مجہول سے بولتے ہین۔ جیسے ابکے سال اور مؤنث لفظ کے ساتھ یائے معروف سے کہتے ہین جیسے ابکی فصل خورشید لکھنوی مرحوم نے بھی اسیطرح اس کا استعمال درست لکہا ہی منشفقی نے جو مرحوم کے خلاف استعمال ہونا بیان فرمایا اس سے ایک شہر کے فصحا کی دو زبانین ثابت ہونیکے علاوہ یہ بھی ظاہر ہوتا ہی کہ ایسے ہی ایسے محقق پیدا ہوگئے تو ایک شہر مین دو زبانین تو کیا محلّے محلّے کی زبان الگ ہو جاۓگی ایسے ہی لوگون نے دلّی لکھنؤ کی زبان مین تفرقہ ڈالکر عناد کی صورتین پیدا کر دی ہین۔ ورنہ دونون شہر کے فصحا کی زبان ایک ہونے مین کچھ شک نہین۔ ایک صورت اسکے استعمال کی یہ بھی ہی کہ جب کوئی لفظ مذکر یا مؤنث اسکے ساتھ نہو تو اوس انفرادی حالت مین یائے مجہول سے مستعمل ہوگا جیسے دیکھئے ابکے کیا ہوتا ہی۔ یا ابکے تو کہو۔ حضرت داغ دہلوی دیوان چہارم

نقشے ہین یہ اب دیدۂ دیدار طلب کے	۵	رہجاتی ہی پلکون مین نگہ ضعف سے دبکے
داغون سے محبت کے ہی دل صورت گلشن		ان پہولون کی اے داغ بہار آئی ہی ابکے

تسلیم لکھنوی ۵

کوچہ مین ترے ضعف کا یہ زور ہوا ابکے		پس جاتے ہین ہم سایۂ دیوار و در ابکے

اگر کوئی اِس طرح کہے کہ اِسکے فصل اچھی نہین ہوئی اور اِس مین لفظ فصل مؤنث کے ساتھہ اِسکے یاے مجہول ثابت کرکے یہہ کہے کہ یہان یائے مجہول کیون آئی جواب یہہ ہی کہ یہان بھی وہی انفرادی صورت ہی یعنے لفظ مذکر محذوف ہی مطلب یہہ ہی کہ اِسکے سال اِسکے برس فصل اچھی نہین ہوئی۔

تصحیح (۶) اِس طرح جیسے جس طرح سے وغیرہ متروک اِن کی جگہہ اِس طرح جس طرح وغیرہ کو مشفقی نے مستعمل لکھا ہی اور وجہ ترک یہہ لکھی ہی کہ سے زائد ہی اِسکے لانیکی کوئی ضرورت نہین بغیر سے ہی مدعا تمام ہو جاتا ہی۔ مؤلف کہتا ہی کہ جب کوئی حرف یا کوئی لفظ کسی زبان مین استعمال پا جائے تو مستعمل مانا جائے گا اگرچہ اوس کے بغیر بھی معنے مقصود تمام ہوتے ہون چنانچہ عربی فارسی مین بھی ایسا استعمال موجود ہی کہ بہت لفظ بہت سے حرف زائد آتے ہین اور مستعمل و فصیح مانے جاتے ہیں قال اللہ تعالیٰ لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ لفظ مثل کے پہلے کاف تشبیہ بھی موجود ہی جو زائد ہی یعنے لَیْسَ مِثْلُہٗ شَیْءٌ سے معنے مقصود حاصل ہین حافظ

در دارِ یار است و دربان نیز هم | ص | دل فدائے او شد و جان نیز هم

نیز اور ہم اِن دونون لفظون مین معنًی ایک ضرور زائد ہی سعدی ع

آن شنیدم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

لفظ اندر میان زائد در زائد ہی یعنے میان پر در زائد و بر پر (ان) زائد ہی اسیطرح اور بھی بہت زوائد آتے ہین اہل علم سے یہ بات مخفی نہین علے ہذا القیاس اردو مین بھی ایسا استعمال بکثرت ہی جیسے بیچ مین درمیان مین اِسجگہ مؤلف بہت سی مثالین لکھتا مگر مشفقی یہہ کہدین گے کہ ہمارے نزدیک متروک ہین اِسلئے اونہین کے ہان کے اقوال سند مین لکھتا ہون مشفقی کے والد مکرم کی تالیفات مین سے ایک کتاب ہی

قواعد المنتخب اوسکے باب اول صفحہ چارم حرف (پے) کے بیان مین یہ عبارت درج ہی
کہ (حرف پے سے لیکر حرف ہے تک) اس عبارت مین صرف (حرف پے سے حرف
ہے تک) کہنے سے معنے تمام ہین (لیکر) کی کیا ضرورت تھی مگر استعمال کیوجہ سے اوستاد
مکرم نے لکھا اور دستور الفصحا کے صفحہ ۲۲ لفظ شمشیر کے بیان مین مستفتی نے خود یہ لکھا ہی
کہ (ساری براہین الجم اسی بحث مین لکھ ڈالی ہی) اس عبارت مین (لکھ ہی) کہنے سے معنے
تمام ہین (ڈالی) کی کیا ضرورت تھی پھر اوسی صفحہ مین لکھا ہی کہ (قلب کا استعمال دل کیے ہوئے ہو
غیر فصیح ہی) یہان (ہوئے) زائد ہی (قلب کا استعمال دل کے ہوتے غیر فصیح ہی) کہنے سے معنے
تمام ہین پھر کتاب مذکور کے صفحہ ۲۵ مین تحریر کیا ہی کہ (الفاظ ہندیہ کے آخر مین سے
الف واو یا کا گرانا) اس عبارت کے اندر (مین) زائد ہی بغیر اسکے معنے تمام ہو جاتے ہین
پھر صفحہ مذکورہ مین لکھا ہی کہ (مدعا بغیر دوسرے واو اور یے کے لائے ہوئے تمام ہوجاتا ہی) اسجگہ (لائے ہوئے)
زائد ہی اتنا لکھنا کافی تھا کہ (مدعا بغیر دوسرے واو اور یے کے تمام ہوجاتا ہی) جب ایسے زائد الفاظ کا استعمال
مسلم ہی تو اسطرح سے وغیرہ مین (سے) کو کیونکر نہ مانین ہان جسجگہ مانند کے معنے ہون جیسے فلان چیز
فلان چیز کی طرح ہی یعنے فلان چیز کی مانند ہی) ایسی جگہ (سے) کا نہ لانا بہتر ہی مستفتی نے جس محل پر زائد قرار
دیا ہی وہان تو (سے) با معنے ہی یعنے جب یہ کہین گے کہ اسطرح سے یہ کام کرو تو مطلب یہ ہوگا
اس طریق سے اس ترکیب سے یہ کام کرو غرض اسطرح سے وغیرہ مین (سے) مستعمل اہل زبان
ہی اور بہت فصیح ہی جلال دیوان اول سے

یہ لاکھ طرح سے دین ایک امتحان وفا ‌ ‌ جفا کشون کو نہین آزما سکتے

ولہ فی القصائد تعریف شمشیر

کسی طرح سے عدو کو نہ زندہ چھوڑیگی ‌ ‌ وہ سخت جان ہی تو مشہور ہی یہ خاراکن

وله دیوان دوم

دل آپ ہی خبر یار کو چلا آخر | کسی طرح سے نہ قاصد کا اعتبار ہوا

وله

خواہ بتخانہ مین جائین خواہ کعبے مین ہم | ہر طرح سے ای صنم تیرے ہی کہلائینگے ہم

وله

اچھی طرح سے وعظ کی روز سن چکے | کچھ آج ہم بھی کہتے ہین واعظ کی شان مین

وله

دیکھا نہین یہ جذب جو اون کی نظر مین ہی | دل طرح سے آئینہ بیتاب گھر مین ہی

شاید اب یہ عذر ہو کہ اوستاد مکرم نے یہ لفظ حال مین ترک کردیا ہی اس کا جواب یہ ہی کہ اگر حال مین ترک کردیا ہو تو تب بھی اس کی حد حضرت موصوف ہی تک رہے گی دوسرا کیون مجبور ہوگا۔

تصحیح (۷) اس گھڑی۔ جس گھڑی۔ اوس گھڑی۔ کس گھڑی۔ متروک ان کی جگہہ اس وقت۔ جس وقت۔ اوس وقت۔ کس وقت۔ یا اس دم۔ جس دم۔ اوس دم۔ کس دم کو منشفق نے مستعمل لکھا ہی مؤلف کہتا ہے کہ قیاس تو یہ چاہتا ہی کہ جن لفظون کو مستعمل لکھا ہی وہ بھی سب ترک کردئے جائین اور اون کے بدلے اب جب کب۔ کا استعمال کیا جائے کہ اوپر متروک مستعمل لفظونکا جن معنون مین استعمال ہی اون معنون مین اب جب کب بکثرت بولے جاتے ہین جیسے

ف نہین معلوم منشفق نے گھڑیین گھڑی کو گھنٹا پر زا بگڑا ہوا دیکھا اور کونسا کیل کانٹا چھپا کیا برائی دیکھی جو متروک فرمایا اور وقت مین دم مین کونسی بات اچھی پائی جو مستعمل فرمایا شاید منحوس گھڑی سمجھی - ۱۲ ضیا

(اس وقت - اسدم یہ کام ہوگا اوس وقت اوس دم یہ کام ہوگا) اس جگہہ یون بولتے ہین (اب یہ کام ہوگا جب یہ کام ہوگا) اور (جس وقت جسدم یہ کام ہوگا کس وقت کسدم یہہ کام ہوگا) اس کے عوض (جب یہ کام ہوگا کب یہ کام ہوگا) بولا جاتا ہی بس چاہیئے کہ اب جب کب کے سوا تمام لفظون کو ترک کردین مگر یہ ہرگز نہین ہوسکتا یہ سب لفظ حسب موقع اہل زبان مین سب طرح مستعمل ہین۔

تصحیح (۸) اللہ اللہ رے بتکرار لفظ اللہ متروک بغیر تکرار اللہ رے مستعمل اور وجہ ترک مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ شعرائے متقدمین نے اللہ اللہ رے بتکرار لفظ اللہ بھی کہا ہی لیکن متاخرین علے الخصوص فصحائے لکھنؤ بدون تکرار ہی اپنے کلام مین لاتے ہین اور متروک کی مثال مین حضرت معظمی کا یہ مصرع لکھا ہی۔ **داغ دہلوی** ع

اللہ اللہ رے پریشانی مری

یہ گویا معظمی موصوف پر اعتراض کیا ہی اور یہہ ثابت کیا ہی کہ متروک محاورے کو باندھ گئے چونکہ مشفقی نے لکھا ہی کہ فصحائے لکھنؤ بدون تکرار لفظ اللہ استعمال کرتے ہین بس اگر کسی لکھنؤ والے نے باندھا ہوتا تو اوسپر اعتراض درست تھا کہ کہ اوس نے جملہ فصحائے لکھنؤ کے خلاف کیون باندھا۔ دلّی والون کے استعمال سے مشفقی کو کیا سروکار اور کیا واقفیت کبھی خواب مین بھی ایک دن کے واسطے دلّی مین قیام نہ فرمایا ہوگا جو دلّی کی زبان کا کچھہ حال معلوم ہوتا اور دیوان بھی اون کے

---

۵ چراغ کے نیچے اندھیرا متروک و مستعمل کی بحث مین مشفقی نے ایک حصہ دستور الفصحی کا لکھا بدون کے متروک ہونے کی طرف ذہن نہ لڑا جو کتاب مین کئی جگہہ تحریر فرمایا - ۱۲ ضیا

نہ دیکھتے ہون گے اسلیئے کہ اون کے کلام سے طبیعت کو لگاؤ نہین اور شاید
اکثر جگہہ تو اون کا مذاق سمجھ مین بہی نہ آتا ہو جیسے مہمل سمجھکر مطالعہ نفرماتے ہون سیکڑون
محاورے اور حسن بندش الفاظ وغیرہ جو حضرت معظلی کے کلام مین ہین اون مین
سے اکثر کو امیر مینائی مغفور وغیرہ نے مثالاً اپنی اپنی تالیفون مین لکھا ہی مگر مشفقی نے
حسن کے موقع پر اپنی تالیف مین کہین مثال نہین دی عیب کی جگہہ سمجھکر داغ کا کلام مثال
مین آیا یہ نہ خیال کیا کہ شاید دلی مین اسطرح بھی مستعمل ہو استاد کل میر تقی دہلوی ؎

میر دریا ہی سنو اوس کو زبانی اوس کی		اللہ اللہ[۱] رے طبیعت کی روانی اوسکی

مشفقی نے میر پر اعتراض مناسب نہ جانا اسلیئے لکھدیا کہ متقدمین نے بتکرار لفظ اللہ بھی کہا ہی

تصحیح (۹) الف واو یا ان تینون حرفون کو عربی فارسی الفاظ کے آخر سے گرانا متروک
نہ گرانا مستعمل لکھکر وجہ ترک مشفقی نے یہ لکھی ہی کہ کلمات عربی و فارسی کے آخر مین سے الف
واو یے کا گرانا جیسا اساتذہ زبان اردو نے بیشتر گرایا ہی ہرگز صحیح نہین بلکہ شعر کو ناموزون
کر دیتا ہی اسواسطے کہ شعرائے عجم جنکے شعراے اردو زبان مقلد ہین اون کے کلام مین
اسقاط ان حرفون کا کہین نہین پایا جاتا ہی معلوم ہوتا ہی کہ مشفقی تمام اساتذہ عجم کا کلام دیکھے
جو فرمایا کہ کہین نہین پایا جاتا عجب ہی اساتذہ ہند کو تو مشفقی نے غلط گو اور ناموزون گو
ثابت کر دیا اسمین میر و مرزا سے امیر و داغ تک سب آگئے جن جن کے کلام مین
ایسا اسقاط ہو جو وہی مثل ہی کہ آنکھین بند کر لین منہ کھولدیا کلام کسی کا بھی نہ دیکھا طبیعت

؎۱ جو لوگ اساتذہ کے اشعار مثالیہ کو خلاف اپنے دعوے کے پاکر تحریف کر دیتے ہین اس مصرع کو اسطرح بنالینگے
ع اللہ اللہ طبیعت کی روانی اوسکی - لفظ اللہ جو مکرر ہے دوسرے لام کو باشباع اور (ہ) کو باظہار پڑہین گے - ضیا ۱۲

سے فیصلہ کر کے اوستادون کی شان مین بے ادبی کرنے کو آمادہ ہو گئے کاش سمجھتے کہ پیشتر استعمال تھا اب بعض کے نزدیک بالکل کے نزدیک متروک ہی مولف لکھتا ہی کہ الف گرایا ہو تو اب تک نظر سے نہین گذرا عجب نہین کہ کسی کے کلام مین نکلے بھی البتہ (بیے واو) کو اساتذۂ ہندنے گرایا ہی مثال اسقاط یا کی ناسخ ؎

قیس کی قیس جانے ہین لیکن — وحشی[1] ہون آدمی کے جنگل کا

ولہ ؎

کام خونریز ہی اوس یوسف بازاری کا — جان بیچے سو کرے قصد خریداری کا

آتش ؎

شعر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش — اب ارادہ ہی مرا بادیہ پیمائی کا

نمبر ۔ کب دل مرا تقریر سے کھٹا نہین کرتے — تم اپنی ترش روئی سے چپ کا نہین کرتے

امیر ؎

رسوائی ہوئی تیری ہی ای ترک ہمین کیا — کیون لاش ہماری سر بازار نکالی

ولہ ؎

حال ہشیاری کا بیدار دلون سے پوچھو — ہم تو غافل رہے غافل گئے غافل آئے

مثال اسقاط واو کی جلال دیوان سوم ؎

آہ اگر سینہ پر سوز سے اپنے کھینچون — دھوئین اڑ جائین ترے ای فلک نیلوفری

ولہ ؎

[1] اس لفظ کو شفق نے متروک کی مثال مین لکھا ہی اور ناسخ کے کلام مین موجود ہی شفق جیسے شاگرد در شاگرد خوشہ چین و ذلہ ربا ہین نہیے ادب۔ ضیا ۱۲

گرد یہ روضۂ اقدس کے پھرا کرتا ہے ۔۔۔ نہیں بیٹھا دہ سپہر فلک نیلوفری

چونکہ مشفقی نے یہہ لکھا ہی کہ آخر الفاظ سے گرانا صحیح نہیں اسلئے یہہ کہین گے کہ نیلوفر کا واو درمیان کلمہ ہی اس کا گرانا قباحت نہیں رکھتا اسلئے مؤلف چند شعر لکھتا ہی جن سے اس واو کا فارسی مین بہ گرایا جانا ثابت ہی جامی سے

ز نورش تافت بر خورشید یکتا ۔۔۔ برون آورد نیلوفر سر از آب

انوری سے

زبسکہ بر رخ خورشید زد ووو دست بخشم ۔۔۔ گلش چو شاخ بغم گشت و برگ نیلوفری

قاآنی سے

تا و مد نیلوفر افشان خیزران تخمین ۔۔۔ باد افشان خیزران خصم تو چون نیلوفر

اب مشفقی یہہ فرمائین کہ اوستاد مکرم سے جو خلاف اساتذہ عجم نیلوفر کا واو گرایا یہہ صحیح تانا جائے یا غیر صحیح موزون سمجھا جائے یا ناموزون اصل یہہ ہی کہ ہندیوان کا لہجہ اکثر حرف علت کے گرانے[1] کا ہی۔ اس وجہ سے اپنے لہجے کے موافق بعض جگہ غیر زبان کے لفظ بھی باندہ جاتے ہین اور چونکہ اکثر اساتذۂ ہند کے کلام مین ایسی بندش موجود ہی اسلئے اعتراض کو گنجایش[2] نہین۔ اب رہا فارسی والون کا گرانا تو (الف و اوییے)[3]

---

[1] مؤلف نے الف کو اسی وجہ سے لکھا ہی کہ غضب نہین جو عربی فارسی الفاظ کے آخر سے کبھی کلام مین گرا ہوا نکلے۔ ضیا ۱۲

[2] اعتراض اوس وقت ہو سکتا ہی جب کوئی یہ دعوا کرے کہ فلان فلان نے اپنے کلام مین نہین لیا۔ وہ او کلام مین نکلا ہین۔ ضیا ۱۲

[3] واو مجہول تو و چو وغیرہ الفاظ مین جو گرایا جاتا ہی وہ داخل بحث نہین ہی اس لئے کہ یہ بحث واو معروف کے متعلق ہی۔ ضیا ۱۲

کو مؤلف نے فارسی مین گرتا ہوا نہین دیکھا مگر (ےۓ) کو بعض متقدمین اساتذۂ عجم نے کہین کہین گرایا بھی ہی فرخاری سمرقندی سے

اضداد شود جمع چو می آئی سپۓ عدل — آ انعام کند نطق کہ بخشش انعام

خاقانی سے

تیر چون دزہ نشاندی در کمان چرخ وش — گفتی محور رہا ہی راند بر خط استوا

ولہ سے

ہست بہ پیرامش طوف کنان آفتاب — آرے بہ گرد قطب چرخ زند آسیاب

خلاصہ یہ کہ اگر حروف علت کو عربی فارسی الفاظ کے آخر سے اردو مین کوئی گرا دے تو غلط نہین کہہ سکتے اسلئے کہ استعمال ہی اور اگر نہ گراۓ تو التزام ہی اوس کی ذات کے واسطے گو اپنے نزدیک وہ گرانیکو غلط سمجھے مگر اساتذہ کو غلط گو اور ناموزون گو قرار دینا جنون کی دلیل ہی۔

تصحیح (۱۰) اوپر متروک اس کی جگہ (پر) مستعمل لکھکر وجہ ترک مشفقی نے یہ لکھی ہی کہ (پر) کی جگہ (اوپر) کا لانا غیر فصیح ہو جیسے دکے اوپر کوٹھے کے اوپر اور یہ مصرع بھی مثال مین لکھا ہی ع وہ ہین خندہ زن چشم گریان کے اوپر" مؤلف کہتا ہی کہ مشفقی نے جو مثالین تحریر فرمائین اون مین اگر (اوپر) کی جگہ (پر) بولین تو عبارت مہمل ہو جاۓ گی۔ دکے اوپر کوٹھے کے اوپر چشم گریان کے اوپر۔ ان مین سے (اوپر) کو نکالکر بقول مشفقی (پر) کو قائم مقام کیا تو یہ مثالین یون ہو گئین۔ دکے کے کوٹھے کے پر چشم گریان کے پر شاید او وہ ہی محاورہ ہو اور مشفقی کے نزدیک دکے پہ ہی کہنا فصیح ہو مگر مؤلف کے نزدیک تو دکے اوپر کوٹھے کے اوپر بالاۓ

ل بالاسے بام کا پورا لفظی ترجمہ ہوا مع اضافت فصحا جب ایسے لفظون کو بلا
اضافت یعنے بغیر (کے) کے بولتے ہین تو (پر) بولتے ہین جیسے دلبر کوٹھے پر
وغیرہ اور جب مع اضافت یعنے (کے) سمیت کہتے ہین تو (اوپر) کہتے ہین جیسے
لگے اوپر کوٹھے کے اوپر یہی اہل زبان کا محاورہ ہے مشفقی نے صرف اوپر
اور پر کا تبدل تحریر فرمایا (کے) کو بالاسے طاق رکھدیا۔

تصحیح (۱۱) اوٹھائیو۔ آئیو۔ جائیو وغیرہ متروک ان کی جگہہ اوٹھاؤ۔ آؤ۔ جاؤ۔ یا اوٹھانا
آنا۔ جانا مستعمل۔ اور پیجیو۔ دیجیو۔ لیجیو وغیرہ متروک ان کی جگہہ پیو۔ دو۔ لو۔ یا پینا
دینا۔ لینا مستعمل اور پیجے۔ دیجے۔ لیجے وغیرہ بروزن فعلن متروک ان کی جگہہ پیجیے
دیجیے۔ لیجیے بروزن فاعلن مستعمل اور چلیو۔ سنبھلیو۔ لنکلیو۔ وغیرہ متروک۔ ان کی جگہہ
چلو۔ سنبھلو۔ نکلو۔ یا چلنا۔ سنبھلنا۔ نکلنا۔ مستعمل اور وجہہ ترک مشفقی نے کچہہ نہین لکھی
مؤلف کہتا ہے کہ یہہ ترک یہ استعمال بالکل زبان کے خلاف ہے اصل یہہ ہے کہ جب اوٹھائیو
آئیو۔ وغیرہ پیجیو۔ دیجیو وغیرہ چلیو سنبھلیو وغیرہ کہتے ہین تو خطاب مخاطب واحد سے
ہوتا ہے اور اوس کے فاعل کو (تو) کہتے ہین واو معروف سے جیسے اوٹھائیو تو پیجیو تو
چلیو تو۔ خواہ وہ کلمۂ خطاب محذوف ہو اور جب اوٹھاؤ۔ آؤ۔ یا اوٹھانا۔ آنا۔ یا پیو۔ دو۔ یا
پینا۔ دینا۔ یا چلو۔ سنبھلو۔ یا چلنا سنبھلنا وغیرہ کہتے ہین تو اوس وقت فاعل کو (تم)
کہکے خطاب کرتے ہین اور جمع مخاطب[۱] کے محل پر بولتے ہین جیسے تم اوٹھاؤ۔ تم اوٹھانا
تم پیو۔ تم پینا۔ تم چلو تم چلنا۔ وغیرہ اگر علامت واحد مخاطب کے محل استعمال کے سبب کے

---

[۱] مخاطب واحد کے لئے تعظیمی صیغے جمع کے حکم مین ہین۔ ضیا ۱۲

ترک کرتے اون کے بدلے ہر جگہہ علامت جمع مخاطب کے کیلیے مستعمل ہون گے ا
زبان بگڑ جائے گی فصحا کے کلام مین وہ الفاظ جنہین مشفقی نے متروک لکھا ہی برابر مستعمل
ہین جلال دیوان اول سے

کا نہ کیجیو ای دامن شب ہجران | کہ ہاتھہ پنجۂ مژگان دراز کرتے ہین

ولہ دیوان دوم

پیکان مرے سینے سے نکالا ہی تو اوترک | اب رکہیو عزیز اوسکو مرے دلکی طرح

ولہ

امداد پوری کیجیو ای اضطراب دل | جہگڑا نہ کچہہ لگا رہے پہر سانس ٹوٹ کر

ولہ

سائبان ہی ابر کا آنسون پہر برسات مین | آبرو رکہیو کیجیو ای چشم تر برسات مین

ولہ

دیکھین ہم آن بان تری او نگاہ یار | الفت بناہ دیکہیو ہنین کسی کے ...

اور سیجیے وغیرہ بروزن فعلن کو بھی مشفقی نے متروک لکھکر کیجیے وغیرہ بروزن فاعلن
اون جگہہ مستعمل بتایا یہ اوس تخفیف کے قاعدے کے خلاف ہی جو اکثر جگہہ مشفقی نے
فرمایا ہی کہ فلان لفظ مین فلان حرف زائد ہی اگر قاعدہ مذکور پر نظر رکھتے تو سمجہہ
کہ کیجیے بروزن فعلن مین بغیر یائے متحرک جب معنے مقصود موجود ہین تو اس یا
متحرک کو لاکر کیجیے بروزن فاعلن کہنا کیا ضرور ہی اگر استعمال کی بحث پیش کیجائے
وہ جو مشفقی کا تخفیف کا قاعدہ ہی غلط ٹہرے گا غرض اہل زبان اور فصحا مین یہ
لفظ سب موقع سب طرح مستعمل ہین واضح ہو کہ الفاظ مذکور الصدر کے سوا اس قسم

اور بھی الفاظ ہین جیسے ہو جیو ہو جیئے جلال دیوان اول سے

عشق کتنا ہی دہان و کمر یار کی طرح ۔۔۔ بے نشان ہو جیئے جب ناموری پیدا ہو

وله

رکھتی ہی جو کچھ بھی غیرت الہی آہ ۔۔۔ سے شرمندہ نہ ہو جیو اثر سے

وله دیوان دوم سے

سے پہلے تمام ہو جیئے تمام فراق سے ۔۔۔ دن بھر مین فیصلہ ہو تو کیون رات کیجیے

خدا جانے شفقتی اب بھی سمجھین گے یا نہین کہ اس زبان مین ہر طرح سے الفاظ مستعمل ہین
تصحیح (۱۴) اور اس لفظ کو شفقتی نے بروزن فع متروک بروزن فاع مستعمل لکھا ہی
وجہ ترک ندارد مؤلف کہتا ہی کہ پہلے مرزا رفیع سودا دہلوی نے اسے برا سمجھکر میر تقی کے
پر اعتراض کیا تھا مرثیہ میر سے

روایت ہی اویس سو اور کچھ او پہ ۔۔۔ دیئے ڈال ہر دم اس سے سب زمین پہ

اعتراض سودا سے

نقل پہلے مصرع سے یہ درمیان ہی ۔۔۔ جگہ اور کی سے کو اوس مین کہان ہی

پھر حضرت شفقتی نے اپنے واقعی متروکات مین ایسے لکھا شفقتی نے ایہام دہندہ کی یہ
صنعت پیدا کی کہ بطور علی العموم بروزن فع متروک لکھدیا حالانکہ فصحا مین مستعمل ہی
جلال دیوان اول سے

نزدیک بزم بادہ اور وعظ کا ارادہ ۔۔۔ کہدو نہ بس زیادہ شیخی مین آئیے واعظ

سلہ یعنے جنکو اپنی ذات کے واسطے ترک کیا ہی ۔ ضیا ۱۲

ولہ

گزرے یون اپنی شب وصل کے جھگڑے تا صبح		دست کوتاہ مین آور حوصلہ کم مین ...

تصحیح (۱۳) اوس دلبر - اوس دلربا - اوس دلدار - اوس یار - وہ دلبر - وہ دلربا - وہ دلدار - وہ یار متروک ان کی جگہہ صرف دلبر - دلربا - دلدار - یار - مستعمل لکھکر ... ترک مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ لفظ اوس یا وہ زائد ہی کیونکہ دلبر - دلربا - دلدار پر جو لفظ اوس یا وہ زیادہ کرین گے تو غیر فصیح ہوجائینگے - پس لفظ اوس یا وہ لانا چاہیئے - مؤلف کہتا ہی کہ یہ الفاظ اور اس قسم کے دوسرے لفظ وہ اور اوس کے ساتھ ہی زیادہ فصیح ہین اسلیئے کہ یہ دونون کلمے ایسے موقع پر تخصیص کے معنے مین آتے ہین اس واسطے ان کا لانا بہتر ہی اور یہ دونون کلمے ایسے فصیح ... ہین کہ ان کے ہوتے دلبر - دلربا وغیرہ کے لانیکی ضرورت ہی نہین رہتی صرف وہ یا اوس کہنے سے دلبر دلربا وغیرہ کا مفہوم پورا ہوجاتا ہی جیسے ان اشعار مین مثال وہ کی جلال دیوان سوم

سو گیا آکے شب وعدہ ہمارے گھر مین		ہمتو ہشیار سمجھتے تھے وہ غافل نکلا

ولہ

وہ سرگرم ادا مین جان بلب ہون		بہانا ڈھونڈھتی ہی اب قضا کیا

مثال اوس کی جلال دیوان اول ع کوئی نشان ہی کیا اوس کا یادگار نہ تھا

ناظرین مشفقی کی عبارت کی فصاحت پر بھی ذرا غور فرمائین اس عبارت مین جو کیونکہ تحریر ... اس نے کیا اچھا عبادت کو بہلا دیا ہی کہ تعریف کے قابل ہی - ضیا ۱۲

زیادہ تر استعمال یہی ہی کہ وہ یا اوس لکھکر دلبر - دلربا وغیرہ مراد لیتے ہین یہہ قید بیکار ہی کہ وہ اور اوس یہہ دونون کلمے دلبر - دلربا کے ساتھہ نہ لاے جاوین ہان اگر مشفقی یہہ لکھتے کہ وہ اور اوس ان دونون کلمون کے ہوتے دلبر - دلربا وغیرہ کی ضرورت نہین تو یہہ ایک حد تک درست ہو سکتا تھا غرض فصحا مین صرف دلبر - دلربا وغیرہ ہی مستعمل ہین اور وہ اور اوس کے ساتھہ بھی استعمال ہی اور بغیر دلبر دلربا صرف وہ اور اوس کا بھی استعمال ہی واضح ہو کہ دلبر - دلربا - دلدار - یار ان چار کلمون کو تو مشفقی نے وہ اور اوس کے ساتھہ متروک لکھا انھین کی مانند جو معشوق کے دوسرے القاب ہین جیسے بت - بیباک - پری - جان - حور - ستمگر - ستم ایجاد - شوخ - ظالم - قاتل - مہ لقا - وغیرہ ان کے متعلق کچھہ نہین لکھا صرف انھین چار کلمون کی تخصیص کیسی -

تصحیح (۱۴) اوسنے سمجھا - تمنے سمجھا - ہمنے سمجھا - مین نے سمجھا مشفقی نے ان لفظون کو متروک لکھکر ان کی جگہہ وہ سمجھا - تم سمجھے - ہم سمجھے - مین سمجھا - کو مستعمل لکھا ہی وجہہ ترک نداردہی شاید متروک الفاظ مین (نے) کو زائد قرار دیا ہی مشفقی کا ادعا یہہ معلوم ہوتا ہی کہ سمجھنا کے مشتقات کا استعمال بطریق فعل لازمی کیا جاے گا مؤلف لکھتا ہی کہ اہل زبان کے روزمرہ مین یہہ مشتقات دونون طرح مستعمل ہین اور ازروے قاعدہ تو استعمال (نے) کے ساتھہ ہی ہونا چاہیے اسواسطے کہ جتنے افعال مفعول بہ کو چاہتے ہین اون کے ساتھہ (نے) کا ہونا ضرور ہی - بولنا - اور

یانا کے مشتقات کے سوا کہ ان دونون کو اہل قواعد نے مستثنی کردیا ہی جناب

م صاحب لکھنوی جن کی تعریف تقیح (۴) مین کی گئی ہی اون سے معلوم ہوا کہ لکھنؤ مین

یہ دونون طرح بولا جاتا ہی۔

تقیح (۱۵) اہل معنی صاحب حالت اضافت مین اس کی ضمیر[۱] کا مفرد کیطرف پھیر

پھیرنا مشفقی نے متروک فرمایا ہی جمع کیطرف پھیرنا مستعمل مثلاً وہ اہل دول ہی یا اہل ظلم ہی

یا اہل مقدور ہی اسطرح نہ لکھنا چاہیئے وہ سب اہل دول ہین یا اہل ظلم ہین یا اہل مقدور ہین لکھنا چاہیئے باستثنا

اہل دل یعنے جب دل کے ساتھ لفظ اہل آئے تو اہل دل ہی اور اہل دل ہین دونون طرح بولنا

درست فرمایا ہی۔ چونکہ مشفقی کو کتب لغات پر زیادہ عبور ہی۔ چنانچہ دستور الفصحا

کے حصۂ دوم مین اکثر الفاظ کی صحت لغت کی روسے کی ہی شاید کسی کتاب مین

یہ لفظ مخصوص جمع کے واسطے نظر سے گذرا ہوگا۔ بھلا اگر اہل کا استعمال مفرد کے

معنین ہی تو دل کے ساتھ استثنا کیونکر درست ہوسکتا ہی اور اگر یہ استثنا درست ہی

تو مشفقی نے یہ عبارت ناحق لکھی کہ اہل کی ضمیر تعظیماً حالت اضافت مین طرف مفرد کے

---

[۱] اہل کونسا فعل ہی کہ جسمین ضمیر کی ضرورت ہو معلوم ہوا کہ مشفقی ضمائر کو اسم مین بھی سمجھتے ہین شاید صرف انکے
اون کے نزدیک ضمیر ہوتی ہوگی ۔ اگر ہمین بکتب است واین ملا * کار طفلان تمام خواہد شد ضیا ۱۲

[۲] مفرد کی تعظیم کے محل پر جب کسی لفظ کا استعمال ہوا اور چیز اوس کی جمع نکلی تو وہ مفرد کب رہا وہ تو جمع ہوگیا اوس کا ذکر ہی کیا ضیا ۱۲

[۳] تمام دستور الفصحی مشفقی نے فصاحت مین لکھی مگر خود زبان کو فصیح نہ کیا اگر بجائے (طرف مفرد کے) (طرف مفرد کی) لکھتے تو صحیح تھا اسلیئے کہ (طرف مفرد کے) مین جو کاف کے ساتھ یائے مجہول ہی اوسکے سبب لفظ طرف جو مؤنث ہی مذکر ہوگیا۔ ضیا ۱۲

بھی پھیر سکتے ہین ۱؎ یعنے تعظیماً یون کہہ سکتے ہین ۲؎ کہ وہ ۳؎ اہل دل ہین یا اہل ظلم ہین - اہل دل یا تو
پہلے ہی مستفتی نے جو عبارت مذکور مین تعظیماً اوسکے لانے کی کیا ضرورت تھی جو اہل ظلم
کے ساتھہ دوبارہ مشفقی نے تحریر فرمایا - مؤلف - کہتا ہی کہ اہل کا استعمال مفرد و جمع دونو کے
واسطے لغت اور استعمال اساتذہ دونون طرح ثابت ہی لغت مین یہ عبارت مرقوم ہی کہ اہل معنی صاحب
آید و گاہے بمعنے صاحبان - اس عبارت سے ظاہر ہوا کہ مفرد کے محل پر زیادہ استعمال ہی
جمع کے محل پر کم اب استعمال کی سند ملاحظہ ہو مولوی معنوی سے

گفت آرے لئے زدل بہر وفاق	تا نگویندش کہ ہست اہل نفاق
	سعدی سے
کرم کن بحال من ای محترم	کہ مولائے من بود اہل کرم
	ولہ
من اہل دوزخم ار بے تو زندہ خواہم ماند	کہ در بہشت نیارد خدائے غمگینم
	ولہ
باز گویم نہ کہ این صورت و معنی کہ تراست	نتواند کہ بہ بیند مگر اہل نظرست
	ولہ

۱؎ ایک استفتا اہل کا دل کے ساتھہ مفرد کے محل پر ہوچکا - دوسرا استفتا مشفقی نے تحریر کیا جسکے بعد اوس کا نقض بیجا ہی - ضیا ۱۲

۲؎ پھیر سکتے ہین کہہ سکتے ہین جو مشفقی لکھہ گئے اور اہل ظلم کیسے ساتھہ اہل دل کو بھی مثال مین لائے تعمیمی پیدا ہو کہ حقیقت مین تو مفرد کے واسطے تعظیم کے محل پر استعمال ہین جسمین لفظ اہل دل بھی آگیا اگر ایسی ہی مجبوری آپڑے تو ممکن ہی کاش پھیر سکتے ہین کہہ سکتے ہین کیجگہ پھیرتے ہین کہتے ہین لکھتے - ضیا

۳؎ جبتک وہ شخص لکھا جائے صرف (وہ) کہنے سے واحد شخص مفہوم متعین ہوسکتا اسلئے کہ یہ کلمہ مشترک ہی یعنے واحد و جمع دونون کے واسطے ہی اور جب اوسکی خبر اہل دل ہین - اہل ظلم ہین کہنے سے جمع نکلی تو مفرد کا محل کب رہا - ضیا ۱۲

نہ ہر سخن کہ برآید بگوید اہل سخن ۔ بہ سر شاہ سر خویشتن نشاید باخت

گرچہ تیر از کمان ہمے گزرد ۔ ولہ ۔ از کمان دار بیند اہل خرد[1]

طالب آملی

من اہل حاجتم و ساقی کریم باعث چیست ۔ کہ پیر رخم در میخانہ و سبو بشکست

حافظ

عکس است اہل بشارت کہ اشارت دانند ۔ نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست

خاقانی

سلوت دل ز کدام اہل دفا دارم چشم ۔ چشم ہمت ز کدام اہل نظر باز کنم

اردو کے روزمرہ مین بھی بولا جاتا ہے جیسے اہل خانہ[2] وغیرہ اور نظم مین بھی مستعمل ہے آتش لکھنوی

رخ سادہ نہین اوس شوخ کا نقش عداوت ہے ۔ نظر آتے ہی آئینہ پر اہل انجمن بگڑا

مستفتی نے جو یہ عبارت لکھی ہے کہ اہل کی ضمیر مفرد کی طرف پھیرنا جیسے شعرائے غیر معتبر کے کلام مین بیشتر پایا جاتا ہے ہرگز درست[3] نہین ثقات شعرا اسکے تارک ہین ۔ سبحان اللہ تعالیٰ

---

[1] یہ دونون شعر گلستان مین ہین مستفتی نے بے دھڑک لکھ دیا کہ اہل کا استعمال مفرد کے محل پر درست نہین اور گلستان کا خیال بھی نہ کیا جو بچون کی درسی کتاب ہے یہ ہے لیاقت علمی ۔ ضیا ۱۲

[2] اہل خانہ بمعنی صاحب خانہ شاید مستفتی کے نزدیک درست نہ ہوگا یعنے ایک اہلیہ پر اہل خانہ کا اطلاق نکرتے ہون گے جب تک موافق شرع کے چار نہ ہون ۔ ضیا ۱۲

[3] جب اہل کا استعمال مفرد کے محل پر درست نہین تو تغلیط شیری اہل دل بھی غلط ہوا انفراد کو لکھا منفرد کا مین جس سے اوسکا استعمال ثابت ہے یعنے متروک وہ ہوتا ہے جو مستعمل ہوچکا ہو بعدہ ترک کیا جائے اور تغلیط ثابت کی اجماع

شعرا مین تو مشفقی ہوئے جو اہل کا استعمال بمحل مفرد بخفین کرتے اور شعرائے غیر ثقات
رہ شعرائے عجم نہیں رہے جنھوں نے مفرد کے محل پر اس کا استعمال کیا خدا کی
شان شعرائے عجم ایسے نگئے گزرے ہوگئے کہ ہندی گو اون کو غیر معتبر کہنے
لگے پھر وہ بھی کون مولوی معنوی ۔ سعدی ۔ طالب ۔ حافظ ۔ خاقانی
وغیرہ چھوٹا مونہہ بڑی بات مقام عبرت ہی فَاعْتَبِرُوا یَا اُولِی الاَبْصَار
بھلا جو شخص ان بخفین غیر معتبر کہے گا اوس کہنے والے کو کوئی کیا کہے گا اور معتبر
کسکو سمجھین گے ۔۔ اور اگر غیر معتبر اون کو کہا جو ہند کے اردو فارسی گو شاعر اہل کا
استعمال مفرد کے ساتھہ کرتے ہین تو جب بھی زیادہ گوئی ہی اسلئے کہ ہند کے شاعر
جب باتباع شعرائے عجم اہل کو مفرد کے محل پر لاتے ہین تو وہ مستند اور اون کا لانا
مستند جو شخص اسپر طعنہ زن ہو وہ اس کے مصداق ہی ؎

بزرگش نداند اہل خرد		کہ نام بزرگان بزشتی برد

کاش مشفقی یہ لکھتے کہ مین تارک ہون تو دوسرون کو برا کہنا کہنے سے
بہتر ہوتا بخفین معلوم دوسرے شعرا کو برا کہنے سے مشفقی نے اپنا کیا رسوخ
سمجھا المختصر اہل اگر مفرد کے محل پر مستعمل نہ ہو تو اوس کی جمع اہالی کیون آئے
ملاحظہ ہو تصحیح (۵۹) لفظ اہالیان کی تغلیط مین مشفقی نے خود یہ عبارت لکھی ہی کہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۲)

نقیضین ہو گیا اگر ترک کیا گیا ہی تو نادرست ہونا مشفقی نے ناحق لکھا اور اگر نادرست ہی تو
متروکات مین نہ لکھنا تھا بلکہ حصہ دوم مین غلط الفاظ کے ساتھہ تحریر فرماتے لیکن غلط اور متروک کو
مشفقی ایک ہی سمجھتے ہین ۔ ضیا ۱۲

اہالی تو خود جمع اہل کی ہی پھر[سلہ] جمع کے صیغے مین الف نون بطور فارسیان لانا غلط ہی
بس ہر طرح اہل کا استعمال مفرد کے لئے ثابت و صحیح ہی خواہ دل کے ساتھ ہو خواہ
کسی دوسرے لفظ کے ساتھہ - دعائے قنوت جسے نماز عیدین مین مشفقی ضرور پڑھا کرتے
ہون گے جامع عباسی وغیرہ کتب فقہ مذہب امامیہ مین دعائے مذکور موجود ہی
اوس مین بھی لفظ اہل مفرد کے محل پر آیا ہی - اَللّٰھُمَّ اَھْلَ الْکِبْرِیَاءِ وَالْعَظَمَۃِ
وَاَھْلَ الْجُوْدِ وَالْجَبَرُوْتِ وَاَھْلَ الْعَفْوِ وَالرَّحْمَۃِ وَاَھْلَ التَّقْوٰی وَالْمَغْفِرَۃِ الخ نہین معلوم
مشفقی اب بھی ایمان لاتے ہین یا نہین کہ لفظ اہل مفرد کے محل پر بھی مستعمل ہی اور فائدہ

سوم مین جو مشفقی نے یہہ لکھا کہ اہل جسکے معنے نیک کے ہین وہ ہندی ہے اوس کی

اضافت کسی دوسرے لفظ کیطرف کرنا غلط ہی - مؤلف کہتا ہی کہ یہ عبارت بالکل غلط
اور یہ تحقیق محض لغو ہی - اہل جسکے معنے نیک و لایق و سزاوار کے ہین عربی ہی
کتب لغت مین بھی موجود ہی اور شعرائے عجم کے کلام مین بھی - گلستان سعدی نثر عربی
اِصْنَعْ بِنَا مَا اَنْتَ اَھْلُہٗ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا مَا نَحْنُ بِاَھْلِہٖ
ایضاً فارسی طایفہ خرقہ پوشان امثال بہایم اند اہلیت و آدمیت ندارند -

جامی سے

جامی حریف اہل درین بزمگہ نیافت | بروے مگیر خردہ اگر می نمی خورد

نامی اصفہانی سے

زلیخا گفت تدبیرش نہ سہل ست | غلام است او ولے بسیار اہل است

خاقانی سے

سلہ (پھر) اس کلمے کی عبارت مین ضرورت (اور غلط ہی) کے ساتھ اس کا ربط ملاحظہ ہو - ضیا ۱۲

این دل خاقانی مجروح خیز	اہل بدست اد رد درمان طلب
نا اہل اس اکی ضد ہو۔ سعدی سہ	
پر تو نیکان نگیرد ہر کہ بنیادش بداست	تربیت نا اہل را چون گردگان گنبد است
واله	
پرنیان و نسیج بر نا اہل	لاجورد و طلاست بر دیوار

کلام الٰہی مین بھی اہل بمعنے مذکور موجود ہو۔ قوله تعالےٰ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰی وَاَهْلُ الْمَغْفِرَةِ ۵ نہین معلوم مشفقی نے کونسی طب کی کتاب مین دیکھ کر ان معنو نمین ہندی لکھا اگر خود نجانتے تھے کسی سے پوچھ لیا ہوتا یا کتابون کو دیکھتے تو محقق ہو جاتا مگر ان صورتون مین دقت تھی یعنے پوچھتے تو شرم آتی تھی اور کتابون کا دیکھنا جانکا و تکلیف دہ امر تھا اسلئے مشفقی کو آسان بات یہ نظر آئی کہ کتاب مین لکھدیا سمجھے کے جب کوئی جواب لکھیگا صحت ہوجائیگی حاصل کرنے کا ڈھنگ تو خوب نکالا۔

تنبیہ اس کتاب کے حصۂ دوم مین یہ عبارت ملحوظ خاطر ناظرین رہے۔

تصحیح (۱۶) ایجان مرجان با خفائے نون مشفقی نے انھین متروک لکھا ہو

با علان نون مستعمل وجہہ ترک یہ کہ ان دو لون کلمہ ن مین جو لفظ جان ہو وہ ہندی ہی یعنے اک کلمہ ہو محبت کا جس سے معشوق وغیرہ کو خطاب کرتے ہین پس بدین وجہ انکا

سلہ ان کا باعلان نون ہی بولنا چاہئے۔ نہین معلوم کیا کی زبان ہو اہل زبان تو بولتے ہین کہ۔ ان کو باعلان نون ہی بولنا چاہئے پورب کے دیہات مین البتہ (کو) کیجگہ (کا) بولتے مین جیسے اونکا ملاؤ یعنے اونکو بلاؤ۔ اونکا کون پوچھت ہی یعنے اونکو کون پوچھتا ہی نہین معلوم دیہاتی زبان مشفقی کیون لکھ گئے ضیا ۱۲

باعلان نون ہی بولنا چاہیئے بعض سخنور اردو زبان جو ان کلموں مین لفظ جان کو
فارسی لفظ قدر کرکے یعنے مرادف روح کا سمجھکے اِن کو باخفائے نون بھی نظم مین لاتے ہین
یہ محض ناجائز ہی اسواسطے کہ وہ اسمائے ہندیہ جنکے آخر مین نون ہی ادنا کو اعلان نون
ہی سے بولنا چاہیئے مثل آن - بان - پان - تہان - کان وغیرہ کے انتہیٰ - مؤلف
کہتا ہی کہ یہ عبارت پایۂ تحقیق سے گری ہوئی ہی محقق یہ ہی کہ ایجان بمعنے مذکور فارسی

سعدی

ایجان مین جانان من برین نگر سلطان من		یکشب بیا مہمان من ازمن چہ آزرنجیدۂ

چونکہ مصرع دوم مین لفظ شب موجود ہی اسلئے یہ تاویل ہوسکتی ہی کہ پہلے مصرع
مین شب کی مناسبت کے سبب ایجان من کیجگہ ایجاد من ہوگا اسواسطے دوسری
مثال پیش کرتا ہون حافظ

حافظ لم شدہ را باغمت ای جان عزیز		اتحادیست کہ از عہد قدیم اوفتادست

ولہ

در چاہ ذقن چو حافظ ایجان		حسن تو دو صد غلام دارد

سلہ (اسواسطے) جو منشی نے تحریر فرمایا اس سے عبارت کی خوبی (اور (بولنا چاہیے) کے
ساتھہ ربط قابل تحسین ہی اہل زبان غور فرماسکتے ہین - ضیا ۱۲
سلہ لفظ مثل کے لام کو اگر اضافت سے پڑھین تو (کے) لکھنے کی ضرورت نہین اور
اگر اس لام کو اضافت سے نہ پڑھین تو (کے) لکھنے سے لفظ مثل جو مؤنث ہی مذکر ہوگیا اور خلاف
محاورہ بھی یعنے آن بان وغیرہ کے مثل خلاف محاورہ ہی اور اسطرح کہنے سے لفظ مثل مذکر بھی ہوا جاتا ہی ضیا ۱۲

اب کہین یہ عذر نہ ہو کہ حافظ علیہ الرحمہ نے ہندیون کا اتباع کیا اور مرجان ترجمہ ہی جانمن کا جو فارسی مین مستعمل ہی سعدی ؎

جانمن جانمن فدائے تو باد	ہیچ بیت از دوستان نیا ید یاد

چونکہ شعرائے ہند اکثر فارسی الفاظ کو اپنے اعلان کے لہجے کے خلاف بطور فارسیان نون کے اخفا سے باندہتے ہین جیسے آسمان۔ ارمان۔ زبان وغیرہ اسیطرح لفظ جان بہی فارسی ہی جب اسکو باخفائے نون باندہین تو یہ سمجہنا چاہئے کہ فارسی کے موافق لکہا ہے ایجان سر یجان کو باخفا نون بولنا نا جائز اور غلط نہین ہو سکتا واضح ہو کہ ایجان سر یجان کا استعمال جو محبت کے محل پر کیا جاتا ہی اور مشفقی اسکو ایک علیحدہ کلمہ سمجہے ہین یہ غنیم کا قصور ہی نہین جانتے کہ یہ استعارہ ہی یعنے جان جو ایک بہت بڑی عزیز چیز ہی معشوق وغیرہ کو بہی گویا وہی سمجہتے ہین اور شفقی نے ہتان۔ کان کے ساتہ جو آن اور پان کو ہندی لکہا اس مین گفتگو ہی آن تو فارسی ہی لغت مین بہی موجود ہی اور استعمال شعرائے عجم بہی ہی حافظ ؎

شاہد آن نیست کہ موئے و میانے دارد	بندۂ طلعت آن باش کہ آنے دارد

ولہ ؎

ایکہ می گویند آن بہتر ز حسن	یار ما این دارد و آن نیز ہم

اور پان اگرچہ باعلان نون ہندی ہی مگر باخفائے نون فارسیون مین اسقدر مستعمل ہو گیا ہی کہ فارسی اور اردو دونون زبانون مین بترکیب فارسی بکثرت موجود ہی اور اس کا استعمال دوسرے فارسی الفاظ آسمان۔ زبان وغیرہ کیطرح باخفائے نون فارسی سمجہا جاتا ہی اور باعلان نون ہندی بدر چاچ ؎

گندشد دندان کهه از برگ پان | خنده زد دریا بر یشش آسمان
مسی مالیده بر لب رنگ پانست | تماشا کن تهه آتش و خوان است

اس کو ناسخ نے اس طرح نظم کیا ہی ؎

مسی مالیده لب پر رنگ پان ہی | تماشا ہی تہه آتش دہوان ہی

جلال دیوان اول سے ؎

نزاکت اوس گلے کی دیدنی ہے | کہ سرخی پہوٹ نکلی رنگ پان سے

وله دیوان دوم سے ؎

نہ ہٹا سامنے سے اوسکے دم آرائش | جگمگیا آئینہ رنگ مسی و پان کی طرح

اگر کوئی یہ کہے کہ پان کیطرح آن بھی ہندی ہی فارسی والون نے ضرورت شعری کی وجہ سے باندھ لیا ہی جواب یہہ ہی کہ اس کا کسی کتاب سے ثبوت نہین اور کہان حافظ شیراز کہان زبان ہند۔

تصحیح (١٧) بات کرنی - جان دینی - راہ چلنی وغیرہ متروک ان کی جگہہ بات کرنا - جان دینا - راہ چلنا مستعمل اور وجہ ترک مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ - درحالیکہ مفعول کسی فعل کا مؤنث ہو تو اوس حالت مین جو بعضے علامت مصدری یعنے نا کے الف کو یائے معروف سے بدلکر بولتے مین یہہ محاورہ خاص فصحائے دہلی یا متقدمین لکھنؤ کا ہی فصحائے متاخرین لکھنؤ اس طرح نہین بولتے مفعول خواہ مؤنث ہو خواہ مذکر کسی حال مین یہہ علامت مصدری

له بعضے معترضین اعتراض کے وقت یہی لکھا کرتے ہین کہ شعر کے معنے کیا ہوئے بس میری کتاب پر جو اعتراض ہو کر بعض اشعار کے معنے استفسار فرمائین اونکو چاہیے کہ پہلے اس متعلق معنے کا فہم مین نہ آنا ظاہر کرین تو اس مصدر سے تعلق کا یقین بھی دیا جا سکتا ہیا [illegible] ١٢

کو تغیر ضرور نہیں یعنی بات کرنا - جان دینا - راہ چلنا - نیند آنا - ہی بولیں گے - بات کرنی - جان دینی - راہ چلنی - نیند آنی - نہ کہیں گے - کیونکہ ان کا قول ہی کہ علامت مصدر کی سوا نا کے نی یا ئے معروف سے ٹھیک نہیں - اور قواعد زبان اردو کے جامعین نے بھی یہی لکھی ہی - پس علامت کسی شئے کی کیونکر بدل سکتی ہی کسواسطے کہ اگر شناخت ہی بدل جائیگی تو وہ شئے پھر کس طرح پہچانی جائیگی انتہٰی **قولہ** علامت مصدر کی سوا نا کے نی ٹھیک نہیں - مؤلف کہتا ہی کہ علامت مصدر تغیر نہ ہونا یہ قاعدہ فارسی زبان کے متعلق ہی - اسلئے کہ فارسی میں تذکیر و تانیث کی قید نہیں ہی اور ہندی میں اس قید کی وجہ سے علامت تذکیر و تانیث لاکر مفعول کے مذکر یا مونث ہونیکی خبر نکالنی مقدم سمجھی جاتی ہی اسی سبب سے متقدمین لکھنؤ میں اسکا استعمال تھا **قولہ** قواعد زبان اردو کے جامعین نے بھی یہی لکھی ہی - مؤلف کہتا ہی کہ جامعین قواعد کے لکھنے نہ لکھنے کی کئی صورتیں ہیں **اول** یہ کہ جامعین قواعد جب لکھتے کہ بغیر کسی ترکیب کے انفرادی حالت میں علامت مصدر کا تغیر ہونا **دوسرے** یہ کہ یہ نی نا کے مفہوم کی نہیں ہی آمین (الف سے) کا تبدل اظہار خبر تانیث مفعول کے واسطے ہوا ہی اور یہ اردو میں عام قاعدہ ہی ہان اگر

سلہ مشفق نے پہلے یہ لکھا کہ یہ محاورہ خاص فصحائے دہلی یا متقدمین لکھنؤ کا ہی - اور پھر یہ تحریر فرمایا کہ علامت مصدر کی سوا نا کے نی ٹھیک نہیں - اس سے یہ بات ثابت ہوئی کہ گویا دلی والے غلط بولتے ہیں اور متقدمین لکھنؤ بھی غلطی پر تھے - اور یہ اجماع نقیضین بھی عجیب و غریب ہی کہ متقدمین بولتے تھے اور متاخرین نے نہیں - ایک جگہہ موجود دوسری جگہہ معدوم سبحان اللہ - **ضیا ۱۲**

سلہ شناخت کے بدلے اگر وجہ شناخت یا علامت شناخت مشفق لکھتے تو بہتر تھا - **ضیا ۱۲**

نا اور نی کا تغیر تبدل صرف علامت مصدر کے مفہوم کا ہوتا تو جامعین قواعد ضرور
لکھتے تیسرے یہ کہ شاید جامعین قواعد سے بسبب بشریت کے رہگیا ہو اور باوجود استعمال
فصحائے دہلی و متقدمین لکھنو جامعین قواعد نے جب نہین لکھا تو اس سے ظاہر ہی کہ
اون سے رہگیا جسطرح اور صدہا مسائل رہگئے ہین جو اہل علم سے مخفی نہین اور جائز نہین لکھا
تو ناجائز بھی نہین لکھا یہ بات بھی اون کے سہو کو ثابت کرتی ہی چوتھے یہ کہ جامعین
قواعد کا لکھنا کچھ آیت و حدیث نہین کہ جو انہون نے لکھا درست ہی جو نہین لکھا نادرست ہے
پانچوین یہ کہ ہر زبان مین خلاف قاعدہ بہت سی جگہ استعمال ہوتا ہی اس سے اہل علم خوب واقف
ہین زمخشری ع وَمَنْعُ صَرْفٍ وَصَرْفُ تَشْدِیْدٍ ؎ اس مصرع سے عرب مین خلاف
قواعد استعمال کا جائز ہونا ثابت ہی اور فارسی مین بھی استعمال ہوتا ہی حافظ

شاہ خوبانی و منظور گدایان شدہ	قدر این مرتبہ نشناختہ یعنی چہ

اس شعر مین صرف کے قاعدہ سے واحد حاضر کیواسطے یعنی چہ کی جگہ یعنی چہ ہونا چاہئے
پس اردو زبان مین بھی جامعین قواعد کے لکھنے کو بالکلیہ کیونکر تسلیم کرلیا جائے اہل زبان
تو استعمال ہی کو مقدم سمجھین گے کہ استعمال کے سامنے قواعد ہیچ ہین اور قواعد کی بنا
استعمال ہی پر ہی مگر معلوم یہ ہوتا ہی کہ جامعین قواعد جب یہ لکھ چکے کہ (نا) علامت مصدر
ہی اور (یے) کے متعلق یہ تحریر کر چکے کہ تانیث مفعول کے واسطے بھی آتی ہی تو اب
زیادہ صراحت کی جامعین قواعد کو ضرورت نہ تھی سمجھنے والے کا کام ہی کہ اوس کو سمجھلے
قولہ شناخت کسی شے کی کیونکر بدل سکتی ہی مؤلف لکھتا ہی کہ یہ تغیر مین شناخت کے

؎ جس قاعدہ کا یہ مصرع ہی اس کتاب کے حصہ دوم تصحیح (۵۱) مین لکھا گیا ہی ضیا ۱۲

واسطے ہی تا معلوم ہو کہ مفعول اس جگہہ مونث ہی قولہ اگر شناخت ہی اس شے کی بدل گئی
تو وہ شے پھر کسطرح پہچانی جائے گی - مولف کے نزدیک یہ قول اس جگہہ صادق نہین
اسلئے کہ جب بات کرنی جان دینی وغیرہ مین (یے) کے تبدل سے وجہہ شناخت
بدل گئی پہچان نہ رہی تو کیا سامعین ان کے معنے بات کرنے جان دینے کے سوا کچھہ
اور سمجھہ لین گے یا دوسرے جملون سے التباس ہو جائیگا اگر یہ بات نہین ہی اور سننے
والے نے ہمارے تلفظ سے باوجود اس تغیر کے ہمارا مطلب سمجھہ لیا تو پھر بے پہچان
بے شناخت کیونکر کہین گے اگر یہہ کہا جائے کہ یہہ تغیر قاعدہ کی رو سے نادرست
ہی تو جواب یہہ ہی کہ ہندی مین عام قاعدہ ہی کہ تانیث مفعول کی خبر کے لئے الف کو
(یے) سے بدل دیتے ہین اگر کوئی یہہ کہے کہ بات کرنی مشکل تھی - جان دینی دشوار
تھی - اسطرح کہنے سے (تھی) مین تانیث مفعول کی خبر نکل آئی تو اب (نی) کی جگہہ
(نا) علامت مصدری کو قایم رکھنا چاہئے اور بات کرنا مشکل تھی - جان دینا دشوار تھی
کہنا چاہئے کہ علامت مصدر بھی برقرار رہتی ہی اور تانیث مفعول کی خبر بھی نکل آتی ہی
جواب یہ ہی کہ بات کرنا مشکل تھی - جان دینا دشوار تھی - یہ ہرگز زبان نہین اور اسکی
مثال ایسی ہی جیسے کوئی یہہ کہے کہ مین وہان گیا تھی یا بیٹھا تھی اہل زبان کے
نزدیک ایک علامت مفعول کے بعد جتنی علامتین متصل آئین گی سب ایک ہی حکم مین
مانی جائین گی جیسے بات کرنی - اسمین ایک علامت ہی - بات کرنی مشکل تھی - اس مین
دو علامتین ہین - بات کرنی مشکل ہو گئی تھی - اس مین تین علامتین ہین اسیطرح اور زیادہ
بھی غرض اہل زبان بات کرنی جان دینی کہتے ہین بات کرنا جان دینا نہین کہتے
واضح ہو کہ اوستاد مکرم نے بھی متاخرین لکھنؤ کے استعمال کے موافق مفعول مونث

کے ساتھ علامت مصدر کو دیوان اول میں نہیں بدلا ہے ولہ

جائے شربت مجھے دیتا تھا شراب || شیخ میں بھی ہوں پیاسا جام کی جرعہ کا

چونکہ استاد موصوف تو ایک اعلیٰ درجے کے شاعر ہیں جب خیال فرمایا کہ تشدید کے لکھنے سے شراب جو مؤنث ہے مذکر ہوئی جاتی ہے تو دیوان دوم میں دلی والوں کے مطابق لکھا ہے

میری فریاد الگ سننی تھی اے داور حشر || اہل محشر میں کیا کیا ہے کو شامل مجھکو

تصحیح (۱۸) بل بے متروک اس کی جگہ مشفقی نے اللہ رے کو مستعمل لکھا ہے وجہ ترک مدارد مؤلف کہتا ہے کہ اہل زبان میں بل بے برابر مستعمل ہے یہ کیا ضرور ہے کہ ایک معنے کے دو لفظ ہوں تو ایک کو ترک کر دیں۔

تصحیح (۱۹) بہانا بروزن فعلن متروک اس کی جگہ پسند آنا۔ خوش آنا مشفقی نے مستعمل لکھا ہے مؤلف کہتا ہے کہ خوش آنا تو زبان ہی نہیں پسند آنا اچھا معلوم ہونا محاورہ ہے مگر زبان میں جہاں بھانا بولا جاتا ہے وہاں بہانا ہی اچھا معلوم ہوتا ہے جیسے یہہ چیز ہمکو نہیں بہاتی۔ یا یہہ چیز کیسی بچی آپ کو بھائی یا نہیں۔[1]

تصحیح (۲۰) پر حرف استثنا[2] متروک اس کی جگہ لیکن[3] اور مگر مستعمل لکھا ہے [illegible]

---

[1] نہیں معلوم مشفقی بہادر کو بھی بھائی کہتے ہیں یا نہیں۔ ضیا ۱۲

[2] ملاحظہ ہو تصحیح ۲۴ وہاں مشفقی نے اسی معنے استثنا اس لفظ کو مستعمل فرمایا ہے۔ ضیا ۱۲

[3] شاید مشفقی کا یہہ منشا ہے کہ ہندی لفظ کی جگہ فارسی لفظ کا استعمال کیا جائے نہیں جانتے کہ دریا اپنی زبان کا لفظ چھوڑ دوسرے مشفقی کے تخفیف کے قاعدے سے بمقابلہ مگر اور لیکن کے (پر) میں حرف بھی کم ہیں۔ ضیا [illegible]

مشفقی نے متروک کی مثال میں لکھا ہی ؏ نگئی پہ نگئی وحشت دل ساری عمر + مؤلف
کھتا ہی کہ اگر اس مصرع مین (پہ) کے بدلے لیکن یا مگر کہین تو بالکل خلاف زبان
ہو جائے گا - نگئی پہ نگئی - کہئیے - اگر - نگئی لیکن نگئی - یا نگئی مگر نگئی - بولین تو زبان
کہان رہے گی (پہ) بجا ہی استثنا کے معنے مین تضمین ہی تاکید نفی کے معنے مین ہی
نگئی پہ نگئی کے یہ معنے ہین کہ ہرگز نگئی کسیطرح نگئی - استثنا کی مثال مشفقی کو دوسری
لکھنی چاہیئے تھی اور بالفرض اگر مصرع مذکور مین (پہ) استثنا کے معنے کا ہی تو مشفقی
دونون نگئی نگئی کے متعلق تحریر فرمائین کہ ان مین مستثنے کونسی نگئی ہی اور مستثنے منہ
کونسی نگئی ہی ایک نگئی مین سے دوسری نگئی کو کسطرح مستثنے کرین اور یہ استثنا
کس قسم کا ہی متصل ہی یا منقطع واضح ہو کہ لفظ (پہ) استثنا اور استدراک دونون معنون مین
آتا ہی اور دونون طرح فصحا مین مستعمل ہی جلال دیوان اول سے

جان تک قاصد دلدار نے لی		پر ہی باقی ابھی انعام کی حرص
	ولہ دیوان دوم سے	
صحبت رہی زہاد سے پر فضل خدا سے		رندی پہ ہماری کوئی الزام نہ آیا
	ولہ سے	
اگرچہ مدرہین پر خاک ہت سے ہین جلال		مٹے ہو وہ کا فرد ہی کمال باقی ہی
	ولہ سے	
گنبد مدفن فلک ڈہائے پر اتنا سوچ لے		ہم نہین مٹتے یہ مٹتا ہی نشان کوئے دوست
	ولہ سے	

سلہ مشفقی اچھی طرح سمجھین استثنا اس کو کہتے ہین - ضیا ۱۲

اسی حسرت مین رہا یار کے آگے بر ہون		پہ نہ آئینے کو آئی نگرانی میری

شاید اب یہ عذر ہو کہ اوستاد مکرم مستثنےٰ امین بحث دوسرے شعرا سے ہی

تصحیح (۲۱) پرآرزو - پر اشک - پر الم - پر جفا - پر حسرت - پر خم - پر خون - پر دغا - پر ضرور - پر غرور - پر فضا - پر محن - ان لفظون کو مشفقی نے باستثنائے پر آشوب - پر اثر - پر خم[سلہ] - پر درد - پر غم - پر نم متروک لکھا ہی اور ان کے بدلے استعمال کے لئے ایک لفظ بھی تجریر نہین فرمایا اور وجہ ترک یہ لکھی ہی کہ خلاف فصاحت ہین اور قطع نظر اسکے

پر کا لفظ زبان اردو مین پہلو ذم کا بھی رکھتا ہی - مولف لکھتا ہی کہ پرآرزو - پر اشک وغیرہ الفاظ تو لفظ (پُر) ملحق ہونے سے مشفقی نے خلاف فصاحت اور مذموم سمجھکر متروک لکھے پر آشوب - پر الم وغیرہ جن لفظون کو مستثنےٰ لکھا ہی اون مین بھی (پر) موجود ہی متروک و مستثنےٰ دونون قسم کے الفاظ کی ایک ہی صورت ہی کس فرق سے یہ سمجھا کہ پہلے الفاظ غیر فصیح ہین دوسرے غیر فصیح نہین اور جب پرآرزو پر اشک وغیرہ الفاظ کے استعمال کی ضرورت ہو تو آخر (پُر) کی جگہہ ان لفظون مین دوسرا کونسا کلمہ لایا جائیگا بڑی تعجب کی بات ہی کہ پُرآرزو - پر اشک وغیرہ مین تو (پُر) ذم رکھتا ہی اور پر آشوب پر اثر وغیرہ مین ذم کا پہلو نہین رکھتا شاید مخرج علیحدہ علیحدہ ہوگا چونکہ لفظ پر خم کو مشفقی نے متروک و مستثنےٰ دونون قسم کے لفظون مین دونون جگہہ تحریر فرمایا ہی اس سے ثابت ہی کہ الفاظ تو ایک ہی ہین صرف مخرج کا فرق ہی مقام تحقیق یہ ہی کہ یہ سب فارسی الفاظ ہین اور شعرائے ہند مین برابر مستعمل ہین جلال دیوان اول سے

[سلہ] لفظ پر خم متروک الفاظ مین بھی موجود ہی مستثنےٰ مین بھی جس سے مشفقی کا کمال تحقیق ظاہر ہی - ضیا ۱۲

چانٹک ہی قاتل دل پر آرزو نہو ۔۔۔ شاید تری نگاہ سے مارا ہوا تو ہو

ولہ

جستجو کو جو چلے ہم دل پُر حسرت کی ۔۔۔ رو دیے دیکھکے جو کوچہ آباد آیا

اگر پُر آرزو و پُر حسرت مین (پُر) ذم کا پہلو رکھتا ہی تو مشفقی ان شعرون مین ثابت کرین واضح ہو کہ اوستاد مکرم نے اس قسم کے اوربھی بہت الفاظ باندہے ہین جلال

دیوان اول

دل پکارا آہ پُر تاثیر کھینچ ۔۔۔ خود صدا اتر کش سے آئی تیر کھینچ

ولہ

نہ بھولتا ہوں جمال اون کا نہ بھولتا ہوں جلال اون کا ۔۔۔ نظر مین ہے آتی جلال اون کا وہ جلوہ پُر عتاب جاتی

ولہ

ایک دو جھٹکے اگر ہون دل اوٹھالے ہجر مین ۔۔۔ لاکھ پیچ اے گیسوے پُر پیچ و خم اوٹھتے نہین

ولہ

کیا ہمارا دل پُر داغ بھی ہی خوش تقدیر ۔۔۔ کہ وہ ہی اور کسی رشک قمر کے پہلو

ولہ از قصائد

چار سو جوش ریاحین کا گلوں کی کثرت ۔۔۔ وسط گلزار مین اک حوض مصفا پُر آب

ولہ

ساق پُر نور تجلی دہ شمع محفل ۔۔۔ پشت پا آئینہ وار رخ تابندہ ماہ

ولہ دیوان دوم

ہون وہ بیمار پُر ارمان کہ اطبا کیسے ۔۔۔ ہاتھ ملتی مری بالین پہ قضا بھی آئی

سلہ مشفقی کو فارسی الفاظ اور فارسی ترکیبون سے نفرت ہی اس شعر سے سبق لین ضیا ۱۲

ولہ

دیکھتے دیکھتے دل کو تڑپتی چشمک لیجائے | خاک آنکھوں میں پہ بیرزادہ پشتیں سے ڈالے [?]

ولہ

پیاسا تھا ہر اک عاشق تیر مژگان کے لہو کا | کب کی تشنگی اس وادی نے پُر خار نکالی

ولہ دیوان سوم سے

آہ اگر سینۂ پُر سوز سے اپنے کھینچوں | دہوئیں اڑ جائیں ابھی سے افلاک نیلوفری

ولہ

کم آ کے بار بار ہمیں دو تسلیاں | دنیا ہوا اور یہ دل پُر اضطراب ہو

ولہ

خط میں حال دل پُر آبلہ ہمنے لکھا | نامہ بر پھوٹ کے روئی ہے سیاہی کیسی

ان شعروں میں پُر تاثیر - پُر عتاب - پُر پیچ و خم - پُر داغ - پُر آب - پُر سوز - پُر آبان - پُر فن - پُر خار - پُر سوز - پُر اضطراب - پُر آبلہ - الفاظ موجود ہیں - انہیں مشفقی نے متروک میں لکھا نہ مستثنی میں معلوم ان میں جو (پُر) ہے اوسے کونسی (پُر) سمجھے جو خاموش ہو رہے چوں بھی نہ کی -

تصحیح (۲۲) پس مردن - بعد مردن متروک ان کی جگہ پس مرگ - بعد مرگ مستعمل اور وجہ ترک مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ یہ جملے فارسی کے ہیں ۱ اردو کلام

ل ۱ اوپر کی تصحیح میں جو پُر آشوب - پُر آب وغیرہ الفاظ مشفقی نے مستثنی تحریر فرمائے وہ بھی تو فارسی ہی ترکیب کے الفاظ ہیں مستعمل ہیں گو دکھائیں گل گلون سے پرہیز - ضیا ۱۲

مین لاکر کلام کو فصاحت سے گرا دیتے ہین اردو کلام کو ایسے جملون سے پاک
و صاف کرنا چاہیئے - مؤلف کہتا ہی کہ سبحان اللہ کیا تحقیق ہی پس مردن
تو فارسی کے جملے ہین جو مشفقی نے متروک لکھے اور پس مرگ بعد مرگ ستایا
ہندی کے جملے ہین جنھین مستعمل لکھا اور جب فارسی زبان ایسی بری ٹھیری کہ اوسکے
جملے اردو زبان کو فصاحت سے گرا دیتے ہین تو ہزارہا جملے فارسی کے جو اردو
مین مستعمل ہین سبکو یکقلم ترک کرنا چاہیئے اگر کوئی یہ کہے کہ فارسی جملون سے وہ
مراد ہین جنمین مصدر فارسی کے آئے ہین جواب یہ ہی کہ مردن - کشتن - رفتن وغیرہ
تین چار فارسی کے مصدر اردو مین مستعمل ہو گئے ہین اسلیئے غیر فصیح ہرگز نہین ہو سکتے
کسی زبان کا لفظ جب کسی دوسری زبان کے اساتذہ کے کلام مین مستعمل ہو جاے
صحیح و فصیح مانا جائیگا اگر کوئی یہ کہے کہ جب یہ تین چار مصدر کلام مین لاتے ہو تو
دوسرے مصدرون نے کیا قصور کیا ہی اونھین کیون نہین لاتے جواب یہ ہی کہ یہ
استعمال ہی قیاس یہان کام نہین دیسکتا جو لفظ مستعمل ہو گیا وہ ہو گیا جو نہوا وہ نہوا

تصحیح (۲۳) پہنانا ہائے مخلوط التلفظ سے فعولن کے وزن پر متروک
اس کی جگہ پہنایا مفعولن کے وزن پر مشفقی نے مستعمل لکھا ہی مؤلف کہتا ہی کہ جب
یہ مصدر لازمی آتا ہی تو اہل زبان حرف دوم متحرک یعنی ہائے ہوز متحرک
ماقبل نون لاکر پہننا بولتے ہین اور جب مصدر کو متعدی ہوتا ہی تو حرف دوم
متحرک ماقبل ہائے ہوز آتا ہی (جیسے) مخلوط التلفظ ہو کر پہنانا بولا جاتا ہی اگر کوئی یہ
کہے کہ ایسا تو اس زبان مین کوئی اور مصدر نہین پایا جاتا کہ لازمی کی اور صورت
ہو متعدی کی اور جواب یہ ہی کہ اصل جو کچھ ہی استعمال ہی فصحا پہنانا کو ترک

نون وہائے مخلو التلفظ ہی باندہتے ہین آتش سے

سرمہ منظور نظر ٹھیرا جو چشم یار		نیلگون گنڈا پہنایا مردم بیمار کو

شوق نیموی عظیم آبادی اور خورشید لکہنوی نے بھی اسکا استعمال اسیطرح صحیح لکہا ہی انصاف یہ ہی کہ ابہی تحقیق کی ہوا ب مشفقی در پردہ اعتراض کرتے ہین تو کیا کرین اہل لکہنؤ مین جو لوگ سمجھدار ہین سلجہاتے ہین مگر اولجہانے والے اولجہائے چلے جاتے ہین آہین اور تو کچھ سخین نا واقفون کا نقصان اور زبان کا بگاڑ ہی

تصحیح (۲۴) پہ اس لفظ کو مشفقی نے (بر)[۱] کے معنے مین بعض فصحائے متاخرین کے نزدیک متروک لکہا ہی اور (مگر) یعنے استثنا کے معنے مین جملہ فصحائے متاخرین کے نزدیک متروک تحریر فرما کر (پر)[۲] کو مستعمل کہا ہی اور وجہ

سلہ مشفقی نے (پہ) کا ترجمہ (بر) فارسی زبان مین کیا خوب کیا ہی کہ تعریف نہین ہو سکتی ناظرین غور فرمائین کہ (بر) کے معنے اتنے ہین - بیابان - ثمر درخت سینہ - آغوش - بغل - اور استعلا وغیرہ کے معنے مین بہی آتا ہے - ناواقف کو ننانوے معنے مین (پہ) کو بمعنے (بر) متروک سمجہے نہیے جدت طبع ضیا ۱۲

سلہ ملاحظہ ہو تصحیح (۲۰) وہان استثنا کے معنے مین مشفقی نے (پر) کو متروک لکہا ہی یہان مستعمل - یہان کہا کہ پہ نہ لکہو پر لکہو وہان فرمایا کہ پر نہ لکہو - مگر لکہو کیا ہندی کی چندی کر کے زبان کو سلجہایا ہی کہ تعریف نہین ہو سکتی ایک ہی لفظ کو ایک جگہہ متروک دوسرے مقام پر مستعمل لکہنا ضرورت سے زیادہ محقق ہونیکی دلیل ہی مشفقی نے اجتماع نقیضین سے محال کا ممکن ہونا ثابت کیا ہی یا یہ سمجہنا چاہئے کہ طبیعت انصاف پسند ہی خود ہی اپنا جواب لکہا ہی - ضیا ۱۲

ترک یہ تحریر فرمائی ہی کہ ہندی مین کوئی لفظ جسکے آخر مین ہائے مختفی ہو نہین پایا جاتا
اسواسطے کہ ہندی مین ہائے مختفی نہین آئی پس معلوم ہوا کہ اس لفظ کی کچھہ اصل نہین
پر کے مقام پر زبانون پہ[1] غلط[2] مستعمل ہو گیا ہی۔ اور اگر کوئی شخص چھہ وہ یہ مین ہائے
مختفی ثابت کرے تو جوابا مشفقی نے یہ لکھا ہی کہ چھہ وہ یہ کی اصل مین ہائے[3] مظہرہ
ہی ہائے مختفی نہین ہی بسبب کثرت استعمال کے ہائے مختفی کے ساتھہ ہی مستعمل
ہو گئی ہی۔ مؤلف کہتا ہی کہ یہ لفظ (پر) کا مخفف ہی یعنے (پر) مین سے (رے)
کو کم کیا تو صرف (پے) متحرک رہ گئی چونکہ متحرک حرف کا تلفظ انفرادی حالت مین
ممکن نہین اسلئے اظہار حرکت کے واسطے آخر مین ہائے ہوز لائے بس یہ لفظ صحیح ہی
اور (اوپر) کے معنے مین اس کا استعمال فصیح ہی جلال دیوان اول ؎

تہ و بالا کیا ان کو کچھہ ایسا بیقراری نے
جگر کی جا پہ دل پایا جہان دل تھا جگر پایا

ولہ ؎

بوجھہ ایسے یہ غم عشق سمجھکر ڈالے
بیستون سے تو نہ دب کر کبھی فرہاد آیا

اور مگر کے معنے مین بھی صحیح و مستعمل ہی ہان بعض نے ترک کر دیا ہی مشفقی نے
جو یہ نکالا اس لفظ کی کچھہ اصل نہین اس سے مدعا معلوم ہوا کہ اصل سے کیا مراد ہی

[1] قولہ پر کے مقام پر زبانون پہ۔ واہ کیا پر پہ ہی فصاحت اسی کا نام ہی۔ ضیا ۱۲

[2] مشفقی اول لکھہ چکے ہین کہ معنے پر بعض فصحائے متاخرین کے نزدیک اور معنے مگر جملہ فصحائے متاخرین کے نزدیک متروک ہی اور یہان بے اصل و غلط ہونا اس لفظ کا تحریر فرمایا تو اس سے یہ ثابت کیا کہ متقدمین تو سب غلطی پر تھے اور متاخرین مین جو بعض تارک ہین وہ بھی غلطی کرتے ہین خلاصہ یہ ہی کہ مشفقی نے سوا اپنے سبکو غلط ٹھیرا دیا ہی۔ ضیا ۱۲

[3] ہائے کی جگہہ صرف (ہا) لکھنا چاہیئے تھا نہین معلوم مشفقی نے (یے) کو اضافت کیا سمجھکر دی شاید ہائے وغیرہ کا قیاس کیا ہو گا ضیا ۱۲

اگر یہ مطلب ہے کہ اس کا مادہ کیا ہے تو وہ لکھدیا گیا کہ یہ (پر) کا مخفف ہے اور اگر
مشفقی نے بے اصل یہ سمجھکر لکھا کہ اسکے کچھہ معنے نہین تو وہی معنے سمجھنے چاہئین
جن معنے مین مستعمل ہے چنانچہ اکثر الفاظ کی یہی صورت ہے کہ سوا معنے مستعمل کے اور کوئی
معنے ممکن نہین ہوتے مثلاً آم جامن وغیرہ کچھہ بھی نام سیجئے تو جن معنون مین اوسکا
استعمال ہوگا وہی معنے سمجھے جائینگے اور جب مستعمل معنے موجود ہون گے تو بے اصل
و غلط نہین ہوسکتا مشفقی نے جو یہ عبارت لکھی کہ اور کے معنے پر بعض کے نزدیک
اور مگر کے معنے پر کل فصحا کے نزدیک متروک ہے۔ اتنا لکھنا کافی تھا بے اصل و
غلط وغیرہ عبارت کا ناحق طول دیا اور جب اور کے معنے مین بعض فصحا مین متروک ہے
تو ثابت ہوگیا کہ اکثر فصحا مین مستعمل ہے اور جب اکثر فصحا مین مستعمل ہے تو حکم اکثر پر کیا جائیگا
اور بے اصل و غلط نہ ٹھیرے گا ہر لفظ کے متعلق یہی صورت ہے کہ فیصلہ کثرت پر ہوگا
ہان زبان کی وسعت کم کرنی اور بات ہے اگر کوئی یہ کہے کہ جب زبان کی وسعت کم کرنی
مقصود نہین تو ٹک تئین جیون وغیرہ بہت سے لفظ جو متقدمین کے استعمال مین تھے
کیون ترک کئے جواب یہ ہے کہ متقدمین مین تو وہ سب لفظ باعتبار استعمال صحیح و فصیح سمجھے
جاتے تھے چونکہ زبان ہر زمانے مین ایک سی نہین رہتی اسلئے متاخرین نے نظماً
اون الفاظ کے ترک کرنے مین زبان حال کی متابعت کی بعض پرانے شاعر تو ابتک
بہت سے لفظ باندھتے ہین اور روزمرہ کی گفتگو مین بھی بعض الفاظ ابتک مستعمل ہین
جیسے تئین ست وغیرہ واضح ہو کہ جن لفظون کو جمہور بالاتفاق ترک کردین وہ ترک
مانا جائیگا اور اگر بعض ترک کرین بعض نکرین یا اکثر نکرین تو وہ متروک داخل متروک
نہین سیئے اوسپر عام حکم ترک ہونے کا نہین ہوسکتا۔

تصحیح (۳۵) تاکہ۔ جب کہ۔ جو کہ۔ غرض کہ۔ کاش کہ۔ گو کہ۔ اِن لفظون کو مشفقی نے کاف کے ساتھہ متروک لکھا ہی بغیر کاف تا۔ جب۔ جو۔ غرض۔ کاش۔ گو۔ کو مستعمل فرمایا ہی مؤلف کہتا ہی کہ (کاش کہ) کو جو مشفقی نے کاف کے ساتھہ لکھا غلط لکھا اِس مین صرف کاف ہی زاید نہین آتا بلکہ کاف کے ساتھہ (یے) بھی ہوتی ہی جیسے اِن شعرون مین خاقانی سے

کاشکے خاقانی آسایش گرفتی زین سخن
تا ز جان کم کردمی و ز اشک بیرون افزودمی

جامی سے

کیم من جامیا کو آشکارم پیش خود خواند
نہانی یک نظر ای کاشکے سوی من اندازد

دوسرے جو لفظ ہین اگرچہ کاف اون مین زاید معلوم ہوتا ہی مگر مستعمل ہی جلال دیوان دوم سے

غرض کہ تیری ستایش کہان جلال کہان
دعا قبول کرے اب یہ قادر بیچون

واضح ہو کہ اِس قسم کے دوسرے الفاظ مین بھی یہ کاف زائد آتا ہی۔

جلال دیوان اول سے

اِک حرف نہین چلتا مطلب نہین کچھہ کھلتا
تقدیر کا لکھا ہی گویا کہ تمھارا خط

وله دیوان دوم سے

چرخ کے ہاتھہ سے اوس شوخ کے کوچہ مین جلال
کونسا طرفہ ستم تھا کہ جو ہم پر نہ ہوا

وله ترجیع بند ع

جبتک کہ یہ تسلسل لیل و نہار ہی

وله از قصائد دیوان سوم سے

یون نظر آئیگا تو جیسے کہ دریا مین حباب | موج زن ہو گئی جبدن ہی آنکھون کی تری

ناسخ ؎

جو کہ اونکے مین خوشامد سے وہ اہلِ حشمت ہین | مورچھل افسر پہ ہوتا ہی دُمِ طاؤس کا

ناسخ مغفور کے کلام مین اِس قسم کے اور بھی بہت لفظ پائے جاتے ہین جن مین کاف زائد ہی جیسے یعنے کہ گویا کہ جیسے کہ وغیرہ اور مغفور کے کلام مین نکلنا کمل ہی مستند ہی اسلئے کہ لکھنؤ مین متروک کا شروع مغفور ہی سے ہوا ہی۔

تصحیح (۲۶) تلے زیر کے معنے مین متروک اس کی جگہہ (نیچے) مستعمل اور وجہہ منشفقی نے یہ لکھی ہی کہ تلے مین اِک ذم کا پہلو ہی یعنے چرم زیر پا پوش پر اس کا اطلاق کرتے ہین مؤلف لکھتا ہی کہ بہت لفظ زبان مین ایسے ہین کہ ایک ایک معنے اون کے اچھے ہین ایک ایک برے ہین جیسے اجابت۔ جھنجھنہ۔ ٹھیکری۔ صحبت گلی۔ گنج۔ کانچ۔ کٹ وغیرہ اور بعض مصادر جیسے جھڑنا۔ کرنا۔ ڈالنا۔ وغیرہ بس ایسے سب لفظون کو ترک کرنا چاہیئے صرف تلے کو منشفقی نے ہی چوٹ کیون سمجھے اور فقط زیر کے معنے کی خصوصیت کیسی کیا دوسرے معنون مین صورت بدل جاتی ہی ذم کا پہلو اوٹھ جاتا ہی کیا گھی مین تلے ہون تو نوش فرمالین گے بہرحال یہ اعتراض اِن اشعار پر ہی جلال دیوان اول ؎

دیکھے بس انکے حوصلے اور ذرا نہ بڑھ چلے | رہ گئے عرش کے تلے نالۂ نارسا عبث

ولہ دیوان دوم ؎

شہید لینے لگے کروٹین زمین کے تلے | یہ کسکی لاش کو قاتل نے پائمال کیا

ولہ ؎

میری تقدیر نے عجب مجھسے کمی وصل مین کی | پھر گئی آنکھ تلے تیری نظر کی تصویر

ولہ

شکوہ کرون جفا کا تیری وہ شخص ہون مین | خنجر تلے وفا کا مری امتحان کر

ولہ

کیا ہیرے تیری آنکھ تلے سبزہ زار باغ | کھیتی کو حسن کی ہین یہ آہو چرے ہوئے

ولہ دیوان سوم سے

کیا جائین گی اوپری[1] سے اوپر وہ ادائین | پھرتے تجھین پاتے ہین ان آنکھون کے تلے ہم

اگر تلے مین ذم کا پہلو ہی مشفقی ان اشعار مین ثابت کرین مؤلف کے نزدیک تو اس لفظ کا استعمال ہرگز مذموم نہین اعتراض غلط ہی کتاب سرمایۂ زبان اردو مؤلفہ حضرت جلال مدظلہ مین تلے اوپر کے لڑکے۔ تلے اوپر ہونا۔ تلے تیس اوپر بیس۔ یہ دو تین محاورے درج ہین شاید ان مین بھی مشفقی وہی معنے سمجھے ہون گے ہر جگہ تلے کے معنے چرم ریز یا پوش کے سمجھنے یہ وہی مثل ہی کہ دودہ کا جلا چھاچھہ کو پھونک پھونک کے پیتا ہی لطیفہ ایک بنیئے کے کچھہ روپے ایک شخص کے اوپر آتے تھے ادا ہونیکی صورت نہو سکتی تھی اور بنیئے کا تقاضا شدید ہوا تو اوس شخص نے یہ حکمت کی کہ بنیئے کو حساب کتاب کرنے روپیہ دینے کے بہانے گھر مین بلایا اور گھر کے اطراف ڈھول تاشے وغیرہ باجے بجوانے شروع کئے اور بنیئے کو خوب زدوکوب کرکے زبردستی بھرپائی لکھوالی باجا اسواسطے بجوایا کہ بنیئے کا شور وغل کرنا کوئی نہ سنے بنیئے صاحب بھرپائی لکھکر خاموش اپنی دوکان پر

[1] ملاحظہ ہو تصحیح ۶ وہان مشفقی نے اسطرح سے بین (دیے) کو زائد فرمایا ہی یہان بھی (سے) زائد کہین اعتراض نکرینہین ضیا ۱۲

آپ بیٹھے ایک دن کسی کی برات جا رہی تھی باجا بجتا جاتا تھا کسی نے کہا کہ لالہ جی دیکھو کیا بہار کی
برات جا رہی ہے تو سننے والے نے یہ جواب دیا کہ برات ورات کا ہے کی کسی کی بھریا لی لکھی جاتی
ہوگی غرض جو شخص چوٹ کھائے ہوئے ہوگا وہ ضرور تلے مین ہر جگہ ذم کا پہلو سمجھے گا
احتیاطاً ایک شعر ناسخ کا بھی لکھتا ہون ؎

خال سیہ ہے گیسوِ خمدار کے تلے	پادب رہی ہے مور کوئی مار[1] کے تلے

تصحیح (۲۷) تمہاری قسم - ہماری قسم - تمہاری خاطر - ہماری خاطر - انھین مشفقی نے
متروک لکھا ہے ان کی جگہ تمہارے سر[2] کی قسم - ہماری جان[3] کی قسم - تمہارے واسطے - ہمارے واسطے
یا تمھارے لئے - ہمارے لئے ان لفظون کو مستعمل فرمایا ہے وجہ ترک ندارد مؤلف کہتا ہے کہ
اہل زبان مین یہ سب لفظ سب طرح مستعمل ہین کوئی متروک نہین ہے -

تصحیح (۲۸) تم ہی - مین ہی - ہم ہی - وہ ہی - یہ ہی متروک ان کی جگہ تمھین - مجھین - ہمین
وہی - یہی کو مشفقی نے مستعمل لکھا ہے مؤلف کہتا ہے کہ گو فصحا مین اسی طرح استعمال ہے مگر جنہین کو مشفقی
کی تحریر کے برعکس باندھتے ہین یعنے ہین ہی جسے مشفقی نے متروک لکھا فصحا مین مستعمل ہے
اور جنہین جسکو مستعمل بتایا وہ متروک ہے -

---

[1] یہان تو تلے کے ساتھ مار بھی مزدوم ہے اب تو مشفقی کو اور زیادہ موقع بنانے کا ملے گا ضیا ۱۲

[2] شاید مشفقی نے اسمین یہ خصوصیت بھی رکھی ہو کہ دوسرے کی قسم کھائے تو سر کی قسم کھائے اپنی قسم ہو تو جان کی قسم دے اسکے برعکس [illegible] دوسرے کی جان کی قسم سوا سر کی قسم کے نہ کھائے اور اپنے سر کی قسم سوا جان کی قسم کے نہ دے ضیا ۱۲

[3] ہماری قسم تمہاری قسم کو جو مشفقی نے متروک لکھا اور سر کی قسم جان کی قسم کو مستعمل لکھا اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ سر عضو اعلی ہے اور جان [illegible] قسم کو مشفقی اچھا سمجھا اور تمہاری ہماری [illegible] ترک کیا جاتا ہے اور بعض انتہا کے مستور اور منبر کی [illegible] قسمین بھی داخل ہین اسلئے ایسی قسمین ناجائز سمجھین ضیا

تصحیح (۲۹) تو ... واو مجہول سے اِن کو شرط و جزا کے محل پر مشفقی نے باظہار واو ... باخفائے واو مستعمل لکھا ہی مؤلف کہتا ہی کہ یہ حرف باظہار واو بھی مستعمل ہین خواہ شرط و جزا کے معنے مین ہون خواہ اوسکے سوا جلال دیوان اول سے

خو بر دیون مین بھی اوچھے گئے تو دل والے
ہم جو بیدل تھے ہمارا کوئی پرسان ہوا

ولہ

نہ گر پڑتا فلک تو ہم نہ دیوار دب جاتے
ترے کوچے مین مٹکر ایک مٹھی خاک ہونا تھا

ولہ دیوان دوم

جو ہم سے پوچھتے ہو تو اگر سو بار غش آتا
کلیم اللہ تمکو طالب دیدار رہنا تھا

ولہ

قاتل کا نام لیتے ہی سنتے تو وہان زخم
اپنا تو روز حشر کبھی اظہار کچھ نہ تھا

ولہ

ضعف ہی تو ہو پہنچ جائینگے کوئے یار تک
بیٹھتے اوٹھتے ہوئے ہم گرد منزل کیطرح

تصحیح (۳۰) جان اِس لفظ کو حالت انفراد مین نون کے اخفا سے مشفقی نے متروک لکھا ہی اعلان سے مستعمل اور وجہ ترک یہ تحریر فرمائی ہی کہ باخفائے نون کلام مین لانا نہایت غیر فصیح ہی جسطرح باعلان نون نثراً مستعمل ہی اوسیطرح نظم اردو مین بھی لانا فصیح معلوم ہوتا ہی مؤلف کہتا ہی کہ باعلان نون نثراً اردو ہی مین مستعمل نہین فارسی مین بھی آیا ہی امیر معزی سے

بدر در زہے ہا چو گولی ہان ـ
بر مد جان ہا چو گو لی ہین ـ

ابو العلا گنجوی سے

ے اس شعر مین (ہوئے) زائد ہی کہ جس مین مشفقی اسپر اعتراض نکرین کہ دو اُلمہ کو دستور الفصحا مین ہر جگہہ متروک لکھا ہی ضیا ۱۲

جان ز قالب عدو پاک رود بگاہ قہر	روح بجسم دوستان تازہ دمد دم کرم

سعدی ؎

اشتر بشعر عرب در حالتست وطرب	گر ذوق نیست ترا اکثر طبع جانوری

قاآنی ؎

خیزد بعہد عدل تو از خار بر بیابان	روید بدور عہد تو از سنگ جانور[1]

واضح ہو کہ جان کے سوا دوسرے الفاظ بھی باعلان نون شعرائے عجم کے کلام مین پائے جاتے ہین جیسے اس شعر مین **سعدی ؎**

باغ لالستان باشد آستین بر فشان	باغبان را گو بیا گر گل بدامن می بری

اور بھی بہت جگہہ فارسیونکے کلام مین آیا ہی جو محققین کاملین سے مخفی نہین۔ سید ابوالقاسم خراسانی المتخلص بہ **قاسمی** میرے عقب مکان مسجد مین مسافرانہ وارد ہوئے تھے عمر رسیدہ شخص تھے گفتگو سے معلوم ہوا کہ **قاآنی** کے شاگرد رشید اور محقق کامل ہین خراسان مین بذریعہ تحریر اوستاد سے اصلاح لیتے تھے جسقدر جواب اوستاد کے پاس سے آئے تھے سبکو جمع کرکے بطور کتاب کے کرلیا تھا کئی روز مہمان رہے مجھے اون بزرگ اور اوس مجموعہ سے بھی بعض جگہہ اس کتاب مین مدد ملی اور اسکو مین نے امداد غیبی سمجھا اعلان نون کے متعلق **قاآنی** کے ایک خط کی عبارت کا ترجمہ یہ ہی کہ اعلان نون دراصل عربی زبان سے تعلق رکھتا ہی فارسی والے کبھی تو عربی الفاظ کو عرب کے موافق اعلان نون سے باندھتے ہین جیسے **جامی** نے باندھا ہی ؎

[1] لفظ جانور کو اگر کوئی فاعلن کے وزن پر ہر جگہہ باعلان نون ہی فارسی مین مستعمل بتاتے تو قابل تسلیم نہین خاقانی ؎ در بہشت خوردنی خوان جلال جانوران ؛ ما بجوریم خون [illegible] بدجانوری ولہ ؎ مرگ در حتان بود ہیچ تو گویا ؛ رنگ سیاہان شیخ وصف جانور

کردم ز دیدہ پائے سوئے شہد حسین ۔۔ ہست این سفر بمذہب عشاق فرض عین

اور کبھی ایسے الفاظ جن مین اعلان نون باعتبار عرب چاہیئے فارسی والے اپنے لہجے کے مطابق باخفائے نون نظم کرتے ہین جامی سہ

ما را ز ذات و فعل و صفت ہیچ بہرہ نیست ۔۔ جز آنکہ تو بصورت ما آمدی برون

جامی نشان ز منزل مقصود میدہد ۔۔ ای سالکان راہ طلب این نہ ہمبون

ولہ

آن کان حسن بود و نبود از جہان نشان ۔۔ والآن ما عرفت علی ما علیہ کان

اعداد کون و کثرت صورت نانشست ۔۔ فالکل واجب تجلے بکل شان ۔

اور کبھی اپنی زبان کے الفاظ باخفائے نون باندہتے ہین جیسے تیرے اوس شعر مین ہی اور دوسرون کے کلام مین بھی فقط ۔ چونکہ شعر اوپر لکھے جا چکے اسلئے اعادہ کی ضرورت نہین اور اردو زبان مین لفظ جان گو نون کے اعلان سے ہی مگر نظماً باخفائے نون بھی باندہتے ہین جلال دیوان اول سہ

جو دلکو دل نہ جان کو جان ہم کے سمجھین ۔۔ الٰہی کیا ضرور السے کو پھر دینا دل و جان کا

پہلے مصرع مین دو جگہہ لفظ جان نون کے اخفا سے موجود ہی حالانکہ نثراً جانکو جان نہ سمجھنا نون کے اعلان ہی سے مستعمل ہی اور نثراً تو زبان آسمان ۔ ارمان ۔ نشان وغیرہ الفاظ بھی نون کے اعلان ہی سے زبانون پر جاری ہین مگر باخفائے نون بھی باندہتے ہین اون سبکو چھوڑ کر صرف جان کے لئے عزرائیل بننا عقل کے خلاف ہی ۔

تصحیح (۳۱) جانان ۔ جانانہ ان دونون لفظون کو مستفقی نے بغیر عطف و اضافت بانفراد لانا متروک لکھا ہی اور وجہہ ترک یہ تحریر فرمائی ہی کہ

بانفراده کلام مین لانا خلاف فصاحت معلوم ہوتا ہی مؤلف کہتا ہی کہ اگر کوئی یہ کہے کہ
ہمکو حالت انفرادی مین ان کا لانا فصیح معلوم ہوتا ہی تو اس کا کیا جواب ہی اصل یہ ہی
کہ یہ دونون لفظ فارسی مین مفرد بھی مستعمل ہین مثال جان کی - جامی ؎

بہ بیدار یست یارب یا بخواب است ۔۔۔ کہ جان من ز جانان کامیاب است

ولہ ؎

بہر محفل کہ آن جانان نشیند ۔۔۔ نسیمش در مشام جان نشیند

مثال جانانہ کی عرفی ع ہوشم بہ نگاه بر د جانانہ چنین باید - جامی ؎

در بزم تیغ نوشان در چشم وفا کوشان ۔۔۔ معشوق ترا دانم جانانہ ترا یابم

نواب کلب علی خان مغفور والئے ریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور کے عہد مین
وسعیدی والے مکان مین مشاعره ہوا کرتا تھا اسوقت کا ایک مصرع کسی معزز شاعر کا
مجھے یاد ہی ع عاشق ایسا چاہئے جانانہ ایسا چاہئے - غرض جانان جانانہ یہ دونون لفظ مفرد
بھی اردو مین لائے جاتے ہین -

تصحیح (۳۲) حورا متروک حور مستعمل اور وجہ ترک مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ حورا
اگرچہ مفرد ہی اور حور اوس کی جمع ہی لیکن جب حور فارسی و ہندی دونون مین بجائے
مفرد مستعمل ہی تو پھر کیا ضرورت ہی کہ حور کی جگہہ لفظ غیر فصیح یعنے حورا لائین انتہےٰ - مؤلف

ــلــه انفراد کے آخر مین جو بائے ہوز مشفقی نے زیاده تحریر فرمائی ہی کتابت کی غلطی تصور
کی جائے تو غلط نامہ کتاب کے ساتھ شامل ہی اور غلطنامے کا نہ ہونا کتاب کے صحیح ہونے کی
دلیل ہی بس یا تو مشفقی کی فاحش غلطی ہی یا جیسے جگہ جگہ الفاظ مین تخفیف کا قاعده مقرر کیا ہی
اس جگہہ تزئید کا کوئی قاعده ایجاد کیا ہوگا - ضیا ۱۲

کھتا ہی کہ اگرچہ حور بجائے مفرد مستعمل ہی مگر حورا بھی فارسی اردو مین حسب ضرورت باندھا جاتا ہی خاقانی سے

صدای شہپر جبریل و صور اسرافیل ۔۔۔ غریو سبحۂ رضوان و سبحۂ حورا

صبائی کاشی سے

چنان کہ چاک پیراہن بیاض سینۂ غلمان ۔۔۔ چنان کہ حلقۂ گیسو طراز گردن حورا

جلال دیوان دوم سے

وہ جواہر ہین ترے اسم گرامی کے حرف ۔۔۔ نورتن بازوے حورا کے ہین جنپر سے نثار

ولہ مادۂ تاریخ مصرع

مسند آرائی شد بقصر حورا

اب شاید یہ عذر ہو کہ قصائد وغیرہ مین حورا غیر فصیح نہین غزل مین ہی اسلئے غزل سے بھی مثال لکھتا ہون بحرؔ[۱] لکھنوی سے

زلف حورا کی ہی زنجیر در خانۂ عشق ۔۔۔ صبح فردوس کی ہی شام سیہ خانۂ عشق

آتش سے

غم نہین کوے بتان مین جو نہین جا خالی ۔۔۔ باغ فردوس مین ہی پہلوے حورا خالی

تصحیح (۳۳) دلا ۔ زاہدا ۔ ناصحا ۔ واعظا ۔ ان لفظون کو مشفقی نے باستثناء خدایا ساقیا متروک لکھکر ان کی جگہ ای دل ۔ ای زاہد ۔ ای ناصح ۔ ای واعظ ۔ کو مستعمل کہا ہی وجہ ترک یہ تحریر فرمائی ہی کہ الف ندا کا آخر مین آنا لفظ کو محض فارسی کر دیتا ہی ۔ مؤلف کہتا ہی

[۱] بحر مرحوم کے کلام مین کسی لفظ کا ہونا لکھنؤ کے دوسرے شاعرون کی بہ نسبت زیادہ سند ہی اسلئے کہ مرحوم کو متروکات کا بہت خیال تھا ۔ ضیا ۱۲

کہ اے دل - اے زاہد - وغیرہ مین (ای) جو کلمۂ ندا ہی کیا یہ فارسی نہین ہی کیا اسطرح فارسی ترکیب نہین ہوئی اور بغیر حرف ندا کے حالت انفراد مین کیا یہ لفظ فارسی نہین ہین جو الف کا آنا ہی ان کو فارسی کر دیتا ہی مؤلف کے نزدیک وجہ ترک خلل انداز ہوگئی اسلئے کہ جب الف ندا کا آنا لفظ کو محض فارسی کر دیتا ہی تو یہہ صورت خدایا ساقیا مین بھی موجود ہی ان کا استثنا کیا کیا یہ دونون لفظ فارسی ترکیب نہین رکھتے ہین اور جب فارسی سے ایسی ہی نفرت ہی تو اردو مین کسیجگہ بھی فارسی ترکیب نہ لائی جانی چاہئے عطف اضافت سے بھی اجتناب کرکے میر یار علی المتخلص بہ جان صاحب لکھنوی کیطرح ریختی لکھنی چاہئے مگر انکو مستورات کی زبان مین بھی فارسی ترکیبین مستعمل ہوتی جاتی ہین فصحا مین جو لوگ ان لفظون کو اپنے کلام مین نہین لاتے نہ لائین باندھنے والے برابر باندھتے ہین یہ کیا ضرورت ہی کہ جو ہمکو اچھا نہ معلوم ہو سب اوسکو برا سمجھین مشفقی فارسی ترکیبون کو برا سمجھتے ہین یہ نہین جانتے کہ فارسی ترکیب کلام مین جہان آجاتی ہی شان الفاظ ہی کچھہ اور ہو جاتی ہی خصوصاً قصائد مین تو لازمی طور پر فارسی کی ترکیبین لائی جاتی ہین ۔

تصحیح (۴۴) دہرنا متروک اسکی جگہہ رکھنا مشفقی نے مستعمل لکھا ہی وجہہ ترک یہ کہ بعض فصحا کے نزدیک غیر فصیح ہی مؤلف کہتا ہی کہ اگر بعض کے دماغ مین خلل ہوگیا تو دوسرے اونکی دیکھا دیکھی مجنون نہین ہو سکتے فصحا نے ہمیشہ اسے تمام ہی دہرنا نظم ہوتا ہی دہان رکھنا کھین تو زبان ہی نہین رہتی جلال دیوان اول ؎

ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے ہین الفت مین تری		جی کبھی تو پاس نہین ہی جسے نثار کرتے

ے مشفقی کو دہرنا ہی ناگوار تھا اس شعر مین تو دہرنا کے ساتھ نثار بھی موجود ہی یک نشد دو شد ۔ ضیا ۱۲

ولہ دیوان دوم ؎

دل کھچے آنے لگے کیا کھینچے اوس کی تصویر — سینے پر ہاتھ دہرے مانی و بہزاد آئے

اگر یہہ کہا جائے کہ محاورے اور مثل مین اس لفظ کا استعمال درست ہی تو جواب یہہ ہی کہ اوس کا مستثنے ہونا شفقی نے کہین لکھا اور محاورہ و مثل کے خلاف اہل زبان مین بولتا کیا کون ہی اور اگر بولے تو متروک کیسا غلط کھلائے گا۔

تصحیح (۳۵) رات۔ شب۔ سحر۔ صبح ان کا استعمال اسطرح کہ وہ رات آیا شب گیا تھا سحر یہہ کام کیا۔ صبح یہہ کام نہ کیا شفقی نے متروک لکھا ہی یعنے رات کو شب کو سحر کو صبح کو یہہ استعمال چاہیئے مؤلف کہتا ہی کہ اہل زبان مین لفظ صبح تو دونون طرح مستعمل ہی (کو) کے ساتھہ بھی اور بغیر (کو) کے بھی باقی الفاظ دلّی کے فصحا اب نہین باندہتے مگر فصحائے لکھنؤ مین ابھی تک برابر مستعمل ہین جلال دیوان اول ؎

نکلا تھا رات سیر شب ماہ کو وہ شوخ — اک حشر آفتاب یہہ زیر زمین رہا

ولہ

نہ آئے اگر بزم مین وہ جلال — اوداسی سی شمعون پہ چہائیگی رات

ولہ دیوان دوم ؎

ہمدم نہ پوچھ گئی شب انتظار پوچھ — کیا کیا گھٹا ہی رات جو آنکھون مین نور تھا

ولہ ؎

کس بات پہ رات اوسنے نہ تلوار نکالی — سو مرتبہ کی میان مین سو بار نکالی

تصحیح (۳۶) زنجیر سے۔ سینے پر سے۔ وغیرہ متروک ان کی جگہہ رخ سے سینے سے مستعمل اور وجہہ ترک شفقی نے یہہ تحریر فرمائی ہی کہ پر زائد ہی یہہ کا لانا فصاحت سے گرا دیتا ہی جب مدعا بغیر پر لائے ہوئے حاصل ہوتا ہی تو

پڑانیکی کیا ضرورت ہی مولف نے زوائد حروف کے متعلق کئی جگہہ اس کا سبب ... جواب لکھا ہی اسلئے اس مقام پر صرف اتنا لکھنا کافی ہی کہ فصحا مین (پہ) بھی ایسے موقع پر مستعمل ہی جلال دیوان اول سے

ہم دکھا دین یار کا جلوہ ادہر آئین کلیم طور پر سے وہ پہر کیا خاک ستپھر دیکھہ کر

ولہ سے

ہم اثل ہی مین پکارے جو ملا بخت سیاہ یہ بلا آئی ہی سر پر سے نہ ٹلنے کے لئے

ولہ مسدس مصرع

زرد رنگے[۲] ہوئے رکھے ہین کھین پر انڈے

ولہ دیوان دوم سے

ہمین بیکار رکھا عمر بھر درد محبت نے کوئی کام اور جب ہوتا کہ اوہتے ہاتہہ دہیرے

تصحیح (۳۷) ساتہہ ہاتہہ ان کا قافیہ بات رات کے ساتہہ متفقی[۱] نے متروک لکھا ہی اور وجہ ترک یہ تحریر فرمائی ہی کہ محقق ہو چکا ہی کہ ساتہہ ہاتہہ کے آخر مین ہی ہی

[۱] ماشا اللہ کیا فصاحت ہی کہ اتنی سی عبارت مین متفقی کئی جگہہ ہی کو لائے شاید لکھیر اسکے یہ عبارت پر قبیح آتی اسلئے بطرز کھین سے اوڑائی ہی ضیا ۱۲

[۲] گاف مشدد رنگنا مین مستعمل اہل زبان نہین ہی ٹہنگا کی طرح یہ مصدر بھی فعلن کے وزن پر بولا جاتا ہی سنگے تنگے وغیرہ کی طرح اس کا گاف مشدد نہین ہی استاد مکرم نے جو بہ تشدید سوم باندہا یہ تصرف ہی ورنہ رنگے بہ تخفیف سوم بولا جاتا ہی اسکے متعلق جناب نظم صاحب لکھنوی نے بھی قطعی طور پر انکار کرکے فرمایا کہ لکھنؤ مین بھی بہ تخفیف سوم ہی بولتے ہین بلکہ ناسخ مغفور نے تو رنگ بروزن نعم باندہا ہی سے میرے تن زار سی ہو زنار کا رنگ جو دہ طفل برہمن زرد ہو واضح ہو کہ بعض دفعہ شعر فقط بھی مخفف سے مشدد ہند مین آتش سے دل ملک انگریز مین جینے سے تنگ ہے تو قبیح ہیات بھی مجہے قید فرنگ ہے لفظ انگریز کا گاف مشدد

پھر کیونکر ان کو بات رات وغیرہ کا قافیہ کر سکتے ہیں۔ مؤلف لکھتا ہی کہ ہاتھ کا قافیہ بات رات کے ساتھ بھی اساتذہ متقدمین و متاخرین دونوں کے کلام مین موجود ہی

جرأت سے

امشب کسی کاکل کی حکایات ہی واللہ
کیا رات ہی کیا رات ہی کیا رات ہی واللہ

دل چھین لیا اوسنے دکھا دست حنائی
کیا ہات ہی کیا ہات ہی کیا ہات ہی واللہ

حضرت معظمی داغ دھلوی سے

تمکو صحبت غیر سے دن رات ہی
دیکھو اپنی بات اپنے ہات ہی

ولہ

غیر کے سر کی بلائین تو نہین لین ظالم
کہ مرے قتل کو بھی جان نہین ہاتون مین

دوسرے قافیے راتون باتون وغیرہ اس قسم کے بعض دوسرے لفظ بھی بغیر (ہے) مستعمل ہین

سحر لکھنوی سے

وہی واقف ہی حال قامت[1] سے جسکو محبت ہی
ہمارا دل ہی وہ نامہ لفافہ جسکا الفت ہی

جب انکو دیکھیے اپنی آرائش مین ڈوبے ہین
بتان ہند کو آئینے مین گنگا کا تیرت ہی

تیرت دراصل تیرتھ مع الہا ہی مگر صحبت الفت کے ساتھ قافیہ کیا گیا اسیطرح ہات بغیر (ہے) مستعمل ہوا ہی۔

تصحیح (۳۸) سجانا۔ کمانا۔ کھجانا۔ لکھانا متروک انکی جگہہ سجوانا۔ کٹوانا۔ کھجوانا۔ لکھوانا کو شفقی نے مستعمل لکھا ہی مؤلف کہتا ہی کہ سجانا کے بدلے سجوانا ہر گز درست نہین سجانا

---

[1] قامت کو شفقی نے متروک لکھا ہی ملاحظہ ہو تصحیح (۴۴) آجگہہ سحر کے کلام سے بھی اسکا مستعمل ہونا ثابت ہوگیا۔ ضیا ۱۲

درسجوانا مین بڑا فرق ہی ہر ایک بجائے خود درست اول متعدی بیک مفعول دوم متعدی
بدو مفعول سجانا خود اپنے ہاتھہ سے کسی چیز کو آراستہ کرنا ہی اور سجوانا دوسرے کے
ہاتھہ سے آراستگی کروانیکو کہتے ہین بس سجانا اور سجوانا دونون ایک نہین ہوسکتے
تو لکھنؤ مین سجانا متعدی بیک مفعول نہ بولتے ہون مگر دلی مین بولا جاتا ہی۔ اور لکھانا
لکہانا حالت انفراد مین فصحا کے نزدیک متروک ہین دوسری صورتون مین مستعمل
مثلاً یون کہین کہ کچھہ لکھنا لکہانا نہین ہوتا تو اسطرح لکہانا وغیرہ کا استعمال درست ہی فافہم

تصحیح (٣٩) سدا شفقی نے اِسے متروک لکھا ہی اسکی جگہہ ہمیشہ کو مستعمل کہا ہی
مؤلف کہتا ہی کہ گو اکثر شعرا اسکے تارک ہین مگر یہ لفظ ترک کرنے کے قابل نہ تھا اسلئے
کہ ہمیشہ اور مدام وغیرہ کا ترجمہ اردو مین یہ ایک ہی لفظ ہی اور بہ نسبت ہمیشہ و مدام کے
اِس مین حرف بھی کم ہین یہی وجہہ ہی کہ بعضے اب بھی باندہتے ہین۔

تصحیح (٤٠) سَر بالکسر جو ہندی مین ترجمہ راس کا ہی اِسے سحر۔ کمر وغیرہ قافیون مین
لانا شفقی نے متروک لکھا ہی ظاہر خاطر کے ساتھہ قافیہ کرنا مستعمل فرمایا ہی اور وجہہ ترک یہ لکھی ہی
کہ سِر کل فصحائے ہند کی زبان پر بکسر سین ہی جب بولین گے یون ہین بولین گے کہ سر
پہرتا ہی۔ سر دکہتا ہی۔ سر مین درد ہی۔ کوئی بفتح سین نہین بولتا پہر قافیہ سحر کمر نظر وغیرہ مین
جو بغیر عطف و اضافت کے اِسکو لاتے ہین اور بفتح سین پڑہتے ہین یہ فصاحت کے
خلاف ہی۔ ہان بفتح سین مہملہ فارسی ہی پس اگر سحر کمر نظر وغیرہ کے قوافی مین سر کو
بہ عطف[سلہ] اضافت لائین تو بے شبہ بفتح سین پڑہا جائے گا لیکن اوسوقت فارسی

سلہ فارسی ترکیب کا حصر عطف و اضافت ہی پر موقوف نہین کیا اسکے سوا اور ترکیبین فارسی نہین ہین جیسے
شوریدہ سر۔ سرگردان۔ سرفراز وغیرہ۔ ضیا ۱۲

تصور کیا جائے گا[۱] انھنے مشفقی نے یہ وجہہ ترک اولجہا و یسے لکھی ہے خلاصہ اسکا
یہ ہی کہ سحر جب بالفتح سحر کمر وغیرہ قافیون مین لاؤ تو بغیر عطف و اضافت نہ لاؤ اور جب بکسر
لکھو تو بالکسر پڑھو ظاہر خاطر کے ساتھ قافیہ کرو مؤلف لکھتا ہی کہ سحر بفتح سین جب
فارسی ہی تو بعطف و اضافت ہی لانیکی تخصیص کیسی کیا فارسی والے حالت فتح مین
بغیر عطف و اضافت نہین لاتے جو مشفقی نے عطف و اضافت کو فتح کے ساتھ لازمی
طور پر لکھا محقق یہ ہی کہ سحر جب ظاہر خاطر کے ساتھ بالکسر بندھا ہوگا تو ہندی سمجھا جائیگا
اور ترکیب فارسی نہ لائین گے اور جب بفتح سحر کمر وغیرہ قافیون مین لایا جائے گا فارسی
ٹھیرے گا عطف و اضافت ہو یا نہ ہو یہ کیا ضرورت ہی کہ جب بفتح باندہین تو بغیر عطف و اضافت
نہ باندہین ہزارہا جگہہ فارسی کے سوا اردو مین بھی مستعمل ہی جلال دیوان اول سے

گو تو نگرے قتل چلی جاتی ہی لیکن — قاتل ترے خنجر سے مرے سحر کی لگاوٹ

ولہ دیوان دوم سے

سیکھے ترے ناوک سے کوئی غوطہ لگانا — ڈوبا جو مرے خون مین پھر سحر نہ نکالا

ولہ سے

مسجد دل سے بھی زیادہ ہی کچھ اوسکی حرمت — در میخانہ پہ جھکتا ہی جو سر آپ سے آپ

بنا نے قافیہ پہ نظر اثر وغیرہ۔

تصحیح (۴۱) سودا و مجہول سے اس لفظ کو مشفقی نے باتفاق[۲] شعرائے متاخرین متروک

[۱] جب مشفقی پہلے یہ لکھہ چکے کہ سحر بفتح سین فارسی ہی تو پھر مکرر یہ کیون لکہا کہ جب بفتح سین پڑھا جائیگا تو اوس وقت فارسی کہا جائے گا۔ شاید تاکیداً مکرر لائے ہون۔ ضیا ۱۲

[۲] اتفاق متاخرین کے متعلق مشفقی نے جو محضر لکھوایا ہو اوس کی نقل دستور الفصحا مین کیون نہ لکھی۔ ضیا ۱۲

لکھا اور اس کی جگہہ تو کو مستعمل بتایا ہی مؤلف کہتا ہی کہ ہر جگہہ سو کے بدلے تو کی گنجائش نہین جیسے ہو گئی ہو۔ سو ہو۔ ہوا سو ہوا ایسے مقام پر سو ہی اچھا معلوم ہوتا ہی۔

تصحیح (۴۲) سیکڑون یا ہزارون یا لاکھون آفرین تحسینٖ مرحبا متروک ان کے بدلے سیکڑون یا ہزارون یا لاکھون آفرینین تحسینٖ مرحبائین مستعمل اور قاعدہ کلیہ مستقل کے یہ لکھا ہی کہ عدد جمع معدود اوسکا مؤنث ہو تو معدود بھی جمع آئے گا مؤلف کہتا ہی کہ استعمال کے سامنے یہ قاعدہ کچہہ حقیقت نہین رکھتا عدد جمع کے ساتہہ معدود مؤنث کو واحد و جمع دونون طرح بولتے ہین جیسے فلان شادی مین سیکڑون عورت تھی اور سیکڑون عورتین تہین۔ اور یہ فارسی والون کی تقلید ہی حافظ ع نکتہا ہست بسے محرم اسرار کجاست

	صائب ع ہمہ بس طالب آن سرو روانست اینجا	

مؤلف نے کچہہ کتابین ایران سے منگوائی تہین جواب مین ایک فقرہ یہ بھی تحریر تھا کہ ہمہ موجود است بس استعمال کو کوئی مٹا نہین سکتا اور آفرینین تحسینین مرحبائین تو زبان ہی نہین نہ عدد جمع کے ساتھہ یہ لفظ مستعمل زبان یعنے سیکڑون یا ہزارون یا لاکھون آفرین تحسین مرحبا یا آفرینین تحسینین مرحبائین سب غلط اور خلاف محاورہ ہین ان کے بدلے صد آفرین ہزار آفرین صد ہزار آفرین وغیرہ بولتے ہین گو یہ ترکیبین فارسی کی ہین مگر مستعمل زبان ہین۔

تصحیح (۴۳) شمشیر کو یائے معروف سے تدبیر و تقدیر وغیرہ قافیون کے ساتہہ لانا

سلہ فارسی مین تذکیر و تانیث نہین ہی۔ ضیا ۱۲

مستفتی سے لئے متروک لکھا ہی یاے مجہول سے آنرہیر دہیر وغیرہ کے ساتھ لانے کو
مستعمل فرمایا ہی اور وجہ ترک بحث کچھ طول طویل لکھی ہی جس کا خلاصہ یہ ہی کہ معروف و

مجہول کا قافیہ فارسی مین مستعمل ہی شعراے ہند جو اردو مین لاتے ہین معیوب اور ناجائز ہی
چونکہ لغت کی روسے شمشیر مرکب ہی لفظ شم بمعنے ناخن اور لفظ شیر بمعنے اسد
اسواسطے مستفتی نے بڑے زور کے ساتھ مدلل تقریر کی ہی مگر عجب پریشان عبارت
لکھی ہی پہلے یہ لکھا ہی کہ معروف و مجہول کا قافیہ اردو مین ناجائز ہی - اس سے یہ
ظاہر ہوا کہ فارسی مین جائز ہی پھر عطاء اللہ بن محمود الحسینی شاگرد جامی
علیہ الرحمہ کے قول سے معروف و مجہول کا قافیہ فارسی مین بھی قطعی طور پر ناجائز
لکھا ہی پھر نصیر الدین[1] طوسی کے قول سے معروف و مجہول کا قافیہ ناجائز لکھکر فارسی
مین جائز لکھا ہی پھر مرزا لسان الملک سپہر کے قول سے فارسی مین بھی ناجائز ثابت
کیا ہی پھر یہ ثبوت دیا ہی کہ اہل ہند بھی کسیکا نام شمشیر خان یا شمشیر بہادر رکھتے ہین تو
یاے مجہول ہی سے بولتے ہین اور گنجفہ کی ایک بازی کا نام بھی شمشیر یاے مجہول
ہی سے ہی غرض لفظ شمشیر مین ہر طرح مجہول (ے) ثابت کی ہی مگر ایک قول دوسرے
قول کا مخالف اور ایک دلیل دوسری دلیل کے جواب مین ہی مؤلف کہتا ہی کہ
یہ استعمال ہی اس مین قاعدہ نہین چل سکتا چنانچہ جامی علیہ الرحمہ نے اپنے
رسالہ عروض مین معروف و مجہول قافئے کے متعلق یہ لکھا ہی کہ احسن بلکہ واجب آنست

[1] نصیر الدین طوسی کی عبارت کا خلاصہ یہ ہی کہ معروف و مجہول کا قافیہ جائز نہین مگر جنکے لہجے مین مجہول کو معروف پڑھتے ہین اونکے لیے جائز ہی
مستفتی نے اس کے معنے لکھے ہین کہ اہل ایران مین جائز ہی اہل ہند مین ناجائز جس سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ محقق طوسی نے ناجائز ہونا گویا اہل ہند کے واسطے لکھا ہی محقق طوسی کی اصل

که معروف و مجہول را در یک شعر جمع نکنند - اور اس منع کرنے پر خود معروف و
مجہول کا قافیہ کیا ہے [1]

کیست در شہر آنکہ خواہان نیست این محبوب را		من نہ تنہا خواہم این خوبان شہر آشوب را

اس سے استعمال کا مقدم ہونا ثابت ہے شمشیر خان وغیرہ اور گنجفہ کی بازی کا نام شمشیر
یائے مجہول سے اصل لغت کے مطابق مستعمل ہے اور شمشیر تلوار کے معنے میں زنجیر
تدبیر کے قافیوں میں استعمال کیا جاتا ہے اگرچہ فارسی میں ہر مجہول معروف ہے مگر
اردو میں یہ ایک لفظ بطور فارسیان استعمال پا گیا ہے دلی لکھنؤ کے تمام شاعران
ماضی و حال سبکے کلام میں شمشیر یائے معروف سے زنجیر تدبیر وغیرہ قافیوں میں پایا ہے اور
سب اس سے واقف ہیں برخلاف اسکے یائے مجہول سے تیر زہر کے قافیوں
میں شاید ہی کسی کے کلام میں نکلے اور اگر منتفقی سبکے خلاف فرمائیں اور باندھیں
تو ایک شخص کا قول قابل اعتبار نہیں ہو سکتا -

تصحیح (۴۴) قلب بمعنے دل متروک ہے اسکی جگہہ دل مستعمل اور وجہہ ترک منتفقی نے یہ لکھی ہے کہ
قلب کا استعمال دل کے ہوتے ہوئے کلام اردو میں نہایت غیر فصیح [1] معلوم ہوتا ہے
بعضے فصحا اسکے لانے سے احتیاط رکھتے ہیں مؤلف کہتا ہے کہ بعض کا حکم کلی
نہیں ہو سکتا اور جب دل کے ہوتے قلب کا استعمال نکرنا چاہئے تو آنکھ کے
ہوتے چشم و دیدہ وغیرہ اور اسپ کے ہوتے فرس اشہب وغیرہ اور شمشیر کے ہوتے

سلہ اکثر الفاظ کو منتفقی نے غیر فصیح فرمایا ہے معلوم نہیں کہ غیر فصیح ہونا کس فرشتے نے بتایا یا طبیعت سے بات پیدا کی یا الہام
ہوا غیر فصیح ہونیکے متعلق ثبوت کیا ہوا اور کیونکر منتفقی کے مجرد بیان کو بغیر دلیل موثق سمجھیں ضیا ۱۲

رسد ضیغم وغیرہ کا استعمال ؟ کیا ضرور ہی بہت سی چیزین ایسی ہین کہ اون کے
کئی کئی نام ہین تو کیا ایک نام کے سوا سب نامون کو ترک کردین اگر یہ کہا جائے
کہ یہان صرف لفظ قلب سے بحث ہے دوسرے الفاظ سے مطلب نہین جواب
یہ ہی کہ یہ اختلاج قلب کی دلیل ہی گندہ بروزہ یا خشکہ خوردن اگرچہ گندہ اما ایجاد بندہ
یہ ترک یہ وجہ ترک شاید لکہنؤ کے عالی دماغ فصحا بھی نہ مانین گے اسلئے کہ اگر ایک آدہ
شخص وسعت زبان کا دشمن ترک کردے تو اوسکی مثال ایسی ہی جیسے کوئی دنیا کی تمام
نعمتون مین سے بعض کو چھوڑدے تو یہ چھوڑنا اوسکا گنتی مین داخل نہوگا مستفتی نے
جو تحریر فرمایا کہ بعضے فصحا اسکے لانے سے احتیاط رکھتے مین ہیچ ہے وہ بعضے فصحا کون ہین اگر
فصحا مین تو بیراہ مستعمل ہی منجملہ اونکے اوستاد مکرم کے کلام مین بھی بندہا ہے جلال دیوان اول ؎

درد اور دم سرد سے یا سبب رکھنا — گرم ہر وقت مرے قلب و جگر کے پہلو

ولہ دیوان دوم ؎

آمادہ رہا قلب نکل پڑنے پہ جب تاب — قاصد نے کرے خط دلبر نہ لگا لا

ولہ ؎

ڈھونڈھا نہ اوسکو قالب مین ہر سو پھر اضطراب — کیا کیا بتا کے راستے پہ وہ شوخ واپس گیا

ولہ ؎

فراق دلبر مین چین پایا کیا خیال جانا نہین خواب کا — ستم کیا قلب نے ہمکو گریہ سب کیا آنکہ نے جہپک کے

ولہ ؎

تجہ یار سے دو گام نہ طے ہوگی یہ شوق — احسان پیش قلب کا لیجائے جہان تک

لہ قدم کے ہوتے گام کی کیا ضرورت تھی ا... مستفتی نے نہ لکہا ضیا ۱۲

ولہ

بناہی گھر جلایا آہ شرر فشان نے | قلب حزین کو پھونکا الٹا اثر تو دیکھو

ولہ

بس ضر کے تو سنتے جاتے ہین کس سے نالے | ہلگیا قلب جو آواز ذرا بھی آئی

ولہ از قصائد دیوان سوم

وہ نغمہ روح کو حاصل ہو جس سے افزائش | سرور قلب کو ہو جان تازہ پائے بدن

تصحیح (۴۵) کون امر - کون بات - کون تدبیر - کون صورت - کون شکل کون کام وغیرہ متروک ان کی جگہ کونسا امر - کونسی بات - وغیرہ مستعمل اور وجہ ترک مشفقی نے یہ لکھی ہی کہ بدون لفظ سا یا سی کے لائے ہوئے کون امر کون بات کون تدبیر وغیرہ بولنا غیر فصیح معلوم ہوتا ہی مؤلف کہتا ہی کہ لفظ وغیرہ جو مشفقی نے تحریر فرمایا اسکی تعمیم سے یہ مترشح ہوتا ہی کہ کون شخص کون آدمی کہنا بھی نہ چاہئے حالانکہ ذو العقول کے لئے کون کا استعمال بغیر سا اور سی کے بھی ہی اور اگر استفہام کا مقام نہ ہو تو اسمائے زمان کے واسطے بھی بغیر سا سی کے ہی مستعمل ہی جیسے بیٹھے بیٹھے کون وقت ہو گیا کون مدت گزری -

خاقانی ہند ذوق دہلوی ع

کون مدت ہو گئی ہی دلکو گھبرائے ہوے

گو مشفقی نے معنون سے غرض تخمین رکھی ہی اور ذکر تخمین کیا ہی مگر لفظ وغیرہ لکھدیا ہی جس سے یہ بات پائی جاتی ہی کہ کون خواہ کسی ترکیب سے کسی لفظ کے ساتھ کسی معنے مین آئے بغیر سا سی کے متروک ہی صراحت کرنی چاہئے تھی تا ناواقفوں

لفظ وغیرہ لکھنے سے کون ہی۔ کون لکھتا ہی۔ کون آیا۔ کون گیا۔ وغیرہ کی نسبت شبہ متروک ہونے کا نہ ہو۔

تصحیح (۴۶) کوئی اِس لفظ کو بروزن فع متروک لکھکر مثال مین یہ مصرع مشفقی نے تحریر فرمایا ہی ع کٹی نہ شب وصل بھی کوئی دلکی تمنا۔ مؤلف کہتا ہی یہ ترک مشفقی نے صحیح لکھا مگر یہ تو فرمائین کہ اسطرح باندھنا کون ہی اور استعمال کے جو تین وزن۔ فعلن فعل۔ فاع لکھے اِن کے سوا ایک چوتھا وزن جو کلمہ (آئر) یعنے بسبب ثقیل کے وزن پر آتا ہی اوسکو مشفقی نے نہین لکھا جیسے اِن اشعار مین تھ جلال دیوان اول سے

لا کھ اوٹھا تا کوئی اوس دَر سے نہ اوٹھنے دیتا		تو بھی ای ضعف مرا قوت بازو نہوا
	ولہ دیوان دوم سے	
لحد مین ہمکو نکرین بھی نہ پوچھین گے		غریب کا کوئی پرسان حال کیا ہوگا
	ولہ دیوان سوم سے	
بگڑے کوئی اور وہ بنے جا نبیر اپنی		عاشق ہی کے سر آئی ہی آفت ہو کیگی

اِن تینون شعرون مین کوئی جو بندھا ہی مشفقی کے ہر سہ وزن مذکور الصدر سے علاوہ ہی پس مستعمل کے چار وزن مشفقی کو لکھنے چاہئے تھے۔

تصحیح (۴۷) گر اور گرچہ متروک اگر اگرچہ مستعمل وجہ ترک مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ غیر فصیح اور خلاف محاورہ ہین روزمرہ فصحا مین نہین ہین۔ مؤلف کہتا ہی کہ دونون لفظ فارسی ہین اور باتباع شعرائے عجم دونون طرح فصحائے ہند مین مستعمل ہین گر اور گرچہ مخفف ہین اگر اور اگرچہ کے اور مشفقی کے تخفیف کے قاعدہ سے اگر اور اگرچہ کی بہ نسبت گر اور گرچہ بسبب ایک حرف کم ہو جانے کے زیادہ فصیح ٹھیرینگے اِسواسطے کہ حسب تغیر

الفاظ کے بھی مستند متعدد موجود ہین تو الف لانیکی کیا ضرورت ہے۔

تنقیح (۴۸) دیگر یہ متروک اس کی جگہہ نہین تو مستعمل اور وجہ ترک مستفتی نے یہ لکھی ہے کہ نثر اردو روزمرہ فصحا مین نہین ہے۔ مولف لکھتا ہے کہ نثراً اگر چہ کوئی لفظ روزمرہ مین مستعمل نہو تو متروک نہین ہوسکتا اسلئے کہ بہت سے الفاظ ایسے ہین کہ محاورے مین مستعمل نہین ہین مگر نظماً مسلم مانے جاتے ہین جیسے اسد۔ تیغ وغیرہ کہ روزمرہ مین شیر مستعمل ہے مگر نظماً دو نام بھی مستند ہین یا جیسے فرس۔ اشہب وغیرہ کہ بول چال مین گھوڑا بولتے ہین مگر نظماً دوسرے نامون کا بھی استعمال ہے اور نثراً تو لکھنؤ مین یہ بھی روزمرہ ہے کہ ہمارے یہان۔ تمہارے یہان اور بجائے مسجد مسیت۔ محبت محبت۔ محبت۔ چاقو کی جگہہ۔ چکو۔ حضرت کے بدلے۔ حضت ناحق کے بدلے۔ بے ناحق۔ خالص کے بدلے۔ نخالص۔ مزدور کے عوض مزدوریہ بولتے ہین اوسکے۔ اون کے۔ کی جگہہ۔ وسکے۔ ونکے۔ کتنا۔ جتنا کی جگہہ کتا۔ جتا کہتے ہین اور بھی سیکڑون الفاظ دلی لکھنؤ مین اسیطرح بولے جاتے ہین اگر روزمرہ کی نثر پر ہی تمام وکمال دارومدار ہے تو الفاظ مذکور الصدر نظماً لانے چاہئین اور اگر روزمرہ کی نثر کل مسلم ہے تو مستفتی نے دستور الفصحا لکھکر روزمرہ کے الفاظ کی صحت ناحق کی بھلا اگر روزمرہ کی نثر اعتبار کے قابل ہوتی تو شعرا کے کلام نظم و نثر سے سندین کیون لی جاتین اگر کوئی یہ کہے کہ شعرا وہی لکھتے ہین جو روزمرہ ہوتا ہے جواب یہ ہے کہ روزمرہ کی نثر مین سے شعرا نے چن لیا ہے مستند الفاظ کو اور روزمرہ کی نثر تو ایک طرف مستفتی کے ہان تو شعرا کی نثر بھی نا مسلم ہے چنانچہ لفظ سرکار کو تنقیح اللغات مین استاد مکرم نے جو ہندی لکھا ا

سلہ یہان ہوائے قدیم ہائے ہوز۔ دنیا ۱۲

اور شوق صاحب نے فارسی نثر سے فارسی ہونا ثابت کیا تو نثر کی سند ثانی گئی بس
مشفقی اپنے والد کے برخلاف روزمرہ کی نثر کو موثق کیون سمجھے مگر جب تمام کتاب
ہی خلاف مین لکھی ہو تو یہان اتفاق کیون کرتے غرض اہل زبان ہین وگرنہ ورنہ اور
نہین تو اون کا ترجمہ سب مستعمل ہین جلال دیوان دوم ؎

فقط ہی دل کے نصیب سیاہ کی گردش
وگرنہ کوچۂ گیسو مین راہ کی گردش

احتیاطاً ایک شعر ورنہ کی مثال مین بھی لکھتا ہون جلال دیوان سوم ؎

صاحب خانہ بنے آئے جو مہمان کوئی
ورنہ اس آنے کا مانے گا نہ احسان کوئی

تصحیح (۴۹) وہان یہان ہائے مخلوط التلفظ سے بروزن فاع متروک بروزن فعل مستعمل
لکھکر وجہ ترک مشفقی نے یہ لکھی ہو کہ بروزن فاع غیر فصیح ہین اور بغیر (ہے) یان وان کو بالکل
مہمل لکھا ہی مؤلف کہتا ہی کہ یان وان بغیر (ہے) یہان وہان کے مخفف ہین) اور مشفقی کا تخفیف
کا قاعدہ بھی یہی چاہتا ہے کہ ایک حرف کم ہونے سے یہان وہان کی نسبت یان وان فصیح
سمجھے جائین اور چونکہ مشفقی نے روزمرہ کے استعمال کی دلیل کئی جگہہ پیش کی ہو جیسے اوپر کی
تصحیح مین بیان ہوئی بس نثر اُردو روزمرہ مین یان وان کا بغیر (ہے) کے ہی استعمال زیادہ ہو اور
کلام فصحا مین بھی مستعمل ہین جلال دیوان اول ؎

حشر سے کھنچتے پھرے ہم جلوہ اوسکا دیکھکر
حوصلہ یان بھی نہ نکلا شوق خاطر خواہ کا

ولہ صفحہ ۲۱۰ سطر ۹ ع جب وان نہ ہو قبول دعا بھی کو کیا حصول ۔ دیوان مین بغیر (ہے)
یان وان لکھے ہوئے ہین اب اگر ان مین (ہے) کو داخل کرین تو وہی بروزن فاع
آتے ہین جنھین مشفقی نے متروک لکھا ہو ۔

جاء الحق وزہق الباطل ان الباطل کان زہوقا

حصۂ دوم

در صحت الفاظ غلط و صحیح

تصحیح (۵) آتش بکسر تا غلط بفتح تا صحیح اس لفظ مین مدت سے جہگڑا تہا بعض بالفتح اول صحیح کہتے تہے بعض بکسر شوق صاحب نے دونون فرقون کے جواب مین لکھدیا کہ دونون طرح صحیح ہی اور کسرے کی مثال مین یہ دو شعر بہی لکھدئے

نظامی

ہمہ کارشان شرب و آتشگری — نگشتہ دمے گرد جاسش گری

ملا ابہری خراسانی

پیوند شکست گیت با عشق — چون کسرہ بحرف تا لے آتش

اور آخر مین یہ بہی لکھدیا کہ کسرہ عالم شاذ سے ہی بس صاف ظاہر ہوگیا کہ استعمال بالفتح ہی متفق علیہ دستور الفصحا کے وجہ تغلیط کے خانے مین شوق صاحب کی تحقیق و تلاش کو خاک برابر کرکے یہ لکھا کہ بعضے نادان نافہم جو کو چۂ تحقیق سے بالکل نابلد ہین اور تتبع کلام پارسیان کا اون کو بخوبی تمام نہین ہی وہ آتش کے بکسر تا صحیح ہونے پر کلام شعرائے پارسی سے نظرین لاتے ہین لیکن یہ نہین جانتے کہ یہان آتش نہین لفظ دوسرا مرادف آتش ہی مؤلف کے نزدیک تو جب شوق صاحب نے لکھدیا کہ کسرہ عالم شاذ سے ہی اور ظاہر ہی کہ الشاذ کالمعدوم تو یہ تحقیق متفق کے مطابق تہی گویا فتح مسلم رکھا گیا تہا

جو متنفقی سے نے نادان ناقہم وغیرہ الفاظ لکھے یہ مناسب نہ تھا کہ شرافت سے بہت بعید ہی
یہ خیال نہ کیا کہ جب ہم کسیکو ایسا لکھین گے تو جواب مین کوئی ہمکو کیا لکھے گا کسی علمی
بحث ہو جب جواب اِس قسم کا دیا جاتا ہی تو عدم شرافت کے سوا یہ بھی ثابت ہو جاتا ہی کہ
ایسا لکھنے والا اصل جواب سے عاجز ہوا - اور متنفقی سے نے اشعار مذکور الصدر کے متعلق جو
یہ لکھا کہ یہان آتش بفتحین لفظ دوسرا مرادف آتش ہی - اِس کی صراحت کرنی چاہیئے
ورنہ تحقیق ناقص سمجھی جائے گی کہ اپنے قول کو ثابت نکر سکے شاید لفظ آدیش اور اوس کا
مخفف آدش کیطرف خیال کیا جو آگ کے معنے مین ہی - یہ نسمجھے کہ آدیش بھی آتش سے
بنایا گیا ہی یعنے تے کو دال سے بدل کر یے واسطے دلالت سقوط کسرہ کے لاسے
آدیش ہوا یہ ترکیب لغت سے ثابت ہی اور بالفرض لغت مین غلط لکھا گیا تو مُلّا ابھری
کو ایسی کیا مجبوری تھی کہ مصرع آخر مین تے ہی لانی پڑی - جون کسرۂ حرف تائے آتش
اِسکی جگہ - جون کسرۂ حرف دال آدش - یا آدیش کیون نہ لکھا وجہ یہ ہی کہ جب آدیش
آتش سے بنایا گیا ہی تو مُلّا نے موضوع کو بفتحین لکھا اصل کو اختیار کیا بس شوق صاحب
جو کچھ اِسکے متعلق لکھا ہی بہت صحیح لکھا ہی انصاف کا خون نکرنا چاہیئے اور اِس بات کو ماننا چاہیئے
کہ آتش اگرچہ بفتح سوم مستعمل ہی مگر بکسر سوم بھی غلط نہین ہی واضح ہو کہ آغا سید علی صاحب
شوشتری المتخلص بہ طوبےٰ جو عالم وحید عصر ہین اونھون نے اِس لفظ کے متعلق فرمایا
کہ بفتح سوم بھی صحیح ہی اور بکسر سوم بھی اِسلئے کہ بکسر سوم اصفہان کا لہجہ ہی چنانچہ صاحب
موصوف کی مجلس مین منجملہ دوسرے اہل عجم کے ایک شخص اصفہانی بھی موجود تھا آغا صاحب
نے مولف کے سامنے اوس سے اربع عناصر کے نام پوچھے اوسنے بیان کئے جب آتش
کہا تو بکسر سوم ہی کہا مخفی نرہے کہ لہجہ بھی بعض لفظون مین مسلّم ہی چنانچہ لفظ عیان

کو نواب کلب علی خان مغفور والی رامپور حسب حلیۂ الغنت بکسر اوّل بولا کرتے تھے اِس سبب
استاد مکرم یہ فرماتے تھے کہ ہمتو عیاں بالکسر اوّل ہر گز نکہین گے اِسلئے کہ ہمارا لہجہ
بالفتح ہی گو باعتبار لغت بالکسر ہو۔

تصحیح (۱۵) ارمان اِس لفظ کو شفقتی نے ہندی لکھکر بعطف واضافت اور نون
کے اِخفا سے غلط قرار دیا ہی دلیل یہ لکھی ہی کہ کلام فارسیان مین نہین ہی مؤلف کہتا ہی
کہ صاحب خیابان[۱] نے اِسے ترکی لکھا ہی اور آغا سید علی صاحب شوشتری نے
بھی یہی فرمایا اور جہانگیری و ہفت قلزم و برہان و فرہنگ ناصری وغیرہ کتب لغت مین بھی
ارمان بمعنے آرزو موجود ہی اور اِس کا مصدر جعلی ارمانیدن بمعنے آرزو کردن آیا ہی اور
اصل مین یہ آرمان بالمد ہی مد کو حذف کر کے ارمان بالقصر بولتے ہیں اور مد کو گرانے کی
نظیر عرب کے تصرف سے بھی ثابت ہے۔ چنانچہ جار اللہ زمخشری نے لکھا ہی قطعہ

ضَرُورَتُ الشِّعْرِ عَشْرٌ عُدَّ جُمْلَتُهَا ... وَصْلٌ وَقَطْعٌ وَتَخْفِيفٌ وَتَشْدِيدٌ
مَدٌّ وَقَصْرٌ وَتَحْرِيكٌ وَإِسْكَانٌ ... وَمَنْعُ صَرْفٍ وَصَرْفٌ ثُمَّ تَعْدِيدُ

تیسرے مصرع مین مدٌ وقصرٌ موجود ہی بس مد کو قصر اور قصر کو مد کرنا درست ہی شعرائے
عرب کا استعمال بھی ہی۔ حبیب ابو بکر بن شہاب ؎

أَوَمَنْ أَجَدَّ يَعْتَلِيهِ مَدٌّ رَبٌّ ... يَسْمُو بِهِ نَحْوَ السَّمَا فَيَنَالُهَا

لا اعلم ؎

حَمَامَةَ جَرْعَى حَوْمَةِ جَنْدَلِ اسْجَعِي ... فَأَنْتِ بِمَرْأًى مِنْ سُعَادَ وَمَسْمَعِ

آخر کا شعر تلخیص المفتاح مین موجود ہی مصنف کا نام صاحب تلخیص نے نہین لکھا ہی۔ ان دونون

[۱] نام کتاب مؤلفہ خان آرزو۔ ضیا ۱۲

شعروں مین لفظ سماوجرعے بالمد کو شاعروں نے بالقصر باندھا ہی شعرائے عجم نے لفظ ارمان وغیرہ مین اسی تصرف کی تقلید کی ہی ملاحظہ ہون اشعار ذیل جنسے آرمان بالمد اور ارمان بالقصر دونون طرح ثابت ہی مولوی معنوی سے

آن حوایج راکہ بودے آرمان ۔۔ راست کردے میر شہرے رائگان

خواجوے کرمانی سے

از فراقت روز وشب عشاق راست الامان ۔۔ ہر کہ دیدار تو بیند نیستش ہیچ آرمان

فرخی سیستانی سے

بآرمان دارند مرد ہنر ۔۔ فراز آورد گونہ گون سیم وزر

حضوری قمی سے

تو پری وازپری کام دل انسان محال ۔۔ حیف بر جانش کہ با وصل تو ارمان کردہ است

اسی بنا پر اردو گو بھی باندھتے ہین جلال دیوان اول سے

تا صبح کسیطرح نہ نکلا شب فرقت ۔۔ یارب کوئی ارمان دلی تھا کہ یہ دم تھا

ولہ

نہ آنا دل مین تمکو لوٹ لین گے حسرت وارمان ۔۔ کسے دیتا ہون نہین کچھ بھنک بھی اس منش لینے سننے نہین

ولہ دیوان دوم سے

بوسہ دست حنائی وصل مین جتنک ملے ۔۔ دل پکارا لو مبارک خون ارمان ہو گیا

ولہ

جو سینے سے خود ہی نکل آتا ہی تڑپ کر ۔۔ ادس دل کا نکلتے کبھی ارمان نہین دیکھا

جلال گو نہ گون مخفف گونا گون اس شعر سے مستنبط ہی اور جناب آغا سید علی شوشتری نے بھی اسے درست فرمایا ضیا ۱۲

ولہ

ایک ارمان ہی یہ بھی دل پر ارمان کا		نکلے ماتم مین مرے آپ کا آنسو ہو کر

ولہ دیوان سوم

ارمان وصل دل سے نکلنے کو ہی جلال		دل کی تڑپ نے کیا کوئی پہلو بتا دیا

ولہ

کہین کچھ حسرت وارمان کہین داغ ہجران		دیکھو تو سینے کو نقش کرکے مرے کیا کیا ہی

ولہ

روٹھا ہوا دل مجھ سے نہین من سکتا		خود منالائے اوسے حسرت وارمان کوئی

جب ارمان ازروئے لغت واستعمال اساتذۂ عجم دونون طرح فارسی ثابت ہی تو ہند کے شعرا کا بترکیب فارسی باندھنا بھی صحیح ہی ہرگز غلط نہین ہوسکتا اگر غلط ہی تو مستفتی ثابت کرین خصوصاً اوستاد مکرم کے اشعار مین اب رہی یہ بحث کہ عربی مین جو مدہی وہ الفاظ کے آخر مین آتا ہی فارسی مین اوّل ہوتا ہی دونون زبانون کے مد ایک طرح کے نہین ہین اس کا جواب یہ ہی کہ گو عربی مین مد آخر الفاظ مین آئے مگر فارسی مین جو شروع الفاظ مین الف باشباع بولا جاتا ہی وہی اشباع مد ہی چنانچہ تمام کتب لغت وغیرہ سے ثابت ہی فافہم۔

تصحیح (۵۲) اسامی الف مقصورہ سے اس کا استعمال مفرد کے محل پر مستفتی نے غلط لکھا ہی[1] وجہ تغلیط یہ کہ یہ جمع الجمع اسم کی ہی بجائے مفرد اس کا استعمال کرنا[2] نہ چاہیے مؤلفہ

---

[1] امیر مینائی مرحوم پر مستفتی نے اعتراض کیا اسلئے کہ مرحوم نے مفرد کے محل پر اس لفظ کا استعمال اپنی کتاب امیر اللغات مین لکھا ہی۔ ضیا ۱۲

[2] (کرنا) اس عبارت مین بے محل اور زائد ہی اہل زبان ایسے مقام پر اس لفظ کو نہین بولتے۔ ضیا ۱۲

کہتا ہے کہ اسم کی جمع اسما اسما کی جمع اسامی گو عربی میں ہے مگر اردو میں مفرد کے محل پر
اسامی اور جمع کے موقع پر اسامیان بولتے ہیں بکثرت استعمال ہے مہنّد کھلائیگا
غلط نہیں ہوسکتا - نوکری کی جائداد - شخص - آدمی - قرضدار - رعیت وغیرہ کے
معنوں میں بولا جاتا ہے جیسے آپنے مجھے اسامی بنالیا - وہ بڑی کھری اسامی ہے

غالب دہلوی سے

حاصل سے ہاتھ دھو بیٹھ اے آرزو خرامی	دل جوش گریہ میں ہے ڈوبی ہوئی اسامی

ایسے مقاموں پر اگر اسامی کی جگہ اسم لکھیں گے تو زبان کہاں رہیگی واضح ہو
کہ اسیطرح اور الفاظ جمع بھی اردو میں مفرد کے محل پر مستعمل ہیں جیسے اوقات
اخبار وغیرہ بلکہ فارسیوں میں بھی ایسا استعمال ہے سعدی سے

بگفت احوال ما برق جہانست	دمے پیدا و دیگر دم نہانست

وله

سگ اصحاب کہف روزے چند	پئے نیکان گرفت مردم شد

انوری سے

بارگاہست کعبہ مردم حاج درگاہست حرم	مجلست فردوس و کوثر جام و ساقی حور باد

ان شعروں میں احوال - مردم - حور بجائے مفرد بندھے ہیں -

تصحیح (۵۳) اضافہ بمعنے افزونی مشفقی نے غلط لکھا ہے بمعنے نسبت صحیح اور وجہ تغلیط
یہ تحریر فرمائی ہے کہ - سوا صاحب منتخب[1] اللغات کے اور کسی نے مثل صراح و قاموس وغیرہ
کے لفظ اضافہ کو بمعنے افزونی نہیں لکھا جہاں پایا بمعنے نسبت ہی پایا - مؤلف کہتا ہے کہ

[1] نہیں معلوم منتخب اللغات کو مشفقی کیا سمجھتے ہیں جو ہو کچھ بہر حال وہ ایک اہل زبان کی تالیف اور نہایت ہی مستند کتاب ہے - ضیا ۱۲

مشفقی کی تحقیق کا دار و مدار اگر صرف غیاث اللغات پر ہی تو یہ بات اور ہی درنہ منتخب اللغات
کے سوا جامع اللغات و فرہنگ انندراج وغیرہ مین بھی اضافہ بمعنے افزونی موجود ہی اور
استعمال بھی بکثرت موجود ہی ہفت قلزم صفحہ (۳۲) نثر از بخشایش منازل و پالکیان و
فیلان و اسپان و خلعتہائے بے پایان و اضافہ منصف و جاگیر و درباۂ سرداران
دل جمیع امرا بدست آورد ابو الفضل دفتر دوم رقعہ بنام خانخانان نثر خطابے و اضافہ
منصبے باحسن الوجوہ و امین طرق صورت بست ایضاً درباب اضافہ مناصب خاصہ و
جمعے کہ در ہمراہی ایشان خدمات پسندیدہ بتقدیم رسانیدہ بودند حکم عالی شرف نفاذ
یافت رقعات عالمگیری نثر تحصین پور سلطنت برائے اضافہ بیسر چارمین کہ ظاہراً
بسیار دوست میدارند عرضداشتے کہ نوشتہ بودند بمطالع در رسید۔ نظامی
عروضی سمرقندی سے

چہ کمی در آہ کردم کہ ستم اضافہ کردی		چہ زعنبر بیش دیدی کہ کرم فزون نمائی

سعدی سے

نشود فستر درد دل مجروح تمام		لو اضافوا صحف الدھر الی اوراقی

تاریخ تیموری[1] مصنفہ مولانا شہاب الدین احمد بن محمد دمشقی الانصاری المعروف
بہ ابن عرب شاہ[2] جنگ قلعہ شیرجان نثر فوجہ الیہا عساکر شیراز و یزد و ابر
قوہ و کرمان واضاف الیہم عساکر سیستان کتاب مذکور مین اور بھی کئی جگہ
یہ لفظ انھین معنون مین آیا ہی۔ علماے علم ادب سے مخفی نہین مقامات حریری

[1] علم ادب مین یہ درسی کتاب ہی۔ ضیا ۱۲
[2] یہ شخص امیر تیمور کا ہمعصر تھا۔ ضیا ۱۲

مقامہ رقطانشر وَإِذَا كُنْتُ قَدْ سَتَرْتُ بِعُدَنِيِّ وَأَعْرَاقَ طُرُزَ السُّوءِ بِمَا يُعَادِنِي فَأَحْبِسُ لِقَصَصٍ سِيَرَةٍ الْمُمْتَدَّةِ وَأُضِفْهَا إِلَى أَخْبَارِ الْفَرَجِ بَعْدَ الشِّدَّةِ

إشارات شیخ الرئیس ابو علی سینا بحث جزء لا یتجزے شر وَإِنْ كَانَ لِكَثْرَةٍ مُتَنَاهِيَةٍ مِنْهَا حَجْمٌ فَوْقَ حَجْمِ الْوَاحِدِ وَأَمْكَنَتِ الْإِضَافَاتُ بَيْنَهَا فِي جَمِيعِ الْجِهَاتِ حَتَّى كَانَ حَجْمٌ فِي كُلِّ جِهَةٍ فَكَانَ جِسْمًا كَانَ نِسْبَةُ حَجْمِهِ إِلَى الْحَجْمِ الَّذِي أَحَادُهُ غَيْرُ مُتَنَاهِيَةٍ نِسْبَةَ مُتَنَاهِي الْقَدْرِ إِلَى مُتَنَاهِي الْقَدْرِ شرح جناب نصیر الدین طوسی۔ هَذَا هُوَ الْقِسْمُ الثَّانِي مِنَ الْقِسْمَيْنِ الْمَذْكُورَيْنِ وَأَرَادَ أَنْ يُؤَلِّفَ مِنْ كَثْرَةٍ مُتَنَاهِيَةٍ جِسْمًا ذَا طُولٍ وَعَرْضٍ وَعُمْقٍ وَذَلِكَ مُمْكِنٌ عَلَى تَقْدِيرِ ازْدِيَادِ الْحَجْمِ بِازْدِيَادِ الْأَجْزَاءِ وَإِنَّمَا يَتَأَتَّى بِإِضَافَةِ بَعْضِ الْأَجْزَاءِ إِلَى الْبَعْضِ فِي الْجِهَاتِ الثَّلٰثِ حَتَّى يَصِيرَ الْمُؤَلَّفُ طَوِيلًا عَرِيضًا عَمِيقًا فَيَكُونُ جِسْمًا

امام فخر الدین رازی رح نے جو اس کی شرح لکھی ہے اوس مین اضافت کے معنے نسبت کے لئے ہین تو محقق طوسی نے اوس پر اعتراض کیا وہ یہ ہے

وَكَانَ الْفَاضِلُ الشَّارِحُ فَسَّرَ الْإِضَافَةَ بِالنِّسْبَةِ وَفَهِمَ مِنْ إِمْكَانِ الْإِضَافَاتِ إِمْكَانَ النِّسْبَةِ بَيْنَ الْجِسْمِ الْحَاصِلِ مِنَ الْكَثْرَةِ الْمُتَنَاهِيَةِ وَبَيْنَ الْمُؤَلَّفِ مِنْ غَيْرِ الْمُتَنَاهِيَةِ فِي جَمِيعِ الْجِهَاتِ وَذَلِكَ بَعِيدٌ عَنِ الصَّوَابِ لِقَوْلِهِ بَعْدَ ذَلِكَ حَتَّى كَانَ حَجْمٌ فِي كُلِّ جِهَةٍ فَإِنَّ النِّسْبَةَ إِنَّمَا يَكُونُ بَعْدَ صَيْرُورَتِهَا جِسْمًا لَا قَبْلَهَا۔ محقق طوسی کے قول کا خلاصہ یہ ہے کہ امام فخر رازی رح نے اضافت کے معنے جو نسبت کے بیان کئے ہین وہ اس مقام پر درست نہین ہین بلکہ زیادہ صواب یہ بات ہے کہ اضافت کے معنے ضم اجزا کے لئے جائین

جس سے ہر ایک جہت مین حجم متصور ہو سکے اس لئے کہ نفس نسبت حجم نہین ہو سکتا چنانچہ آخر عبارت یہ ہی - وَلَا حکو باَنْ یُفسَّر الاضافة بضم بعض الاجزاء الی بعض کما ذهبنا الیه

اگر کوئی یہ کہے کہ محقق طوسی کا اعتراض غلط ہی رازی رح کا قول ہی صحیح ہی تو اس صورت مین بھی اضافہ بمعنے افزونی صحیح ٹھیرے گا یعنے افزونی کے معنے مین لفظ اضافہ ہی جب تو محقق نے وہ قیاس کیا گو نفس مسئلہ مین وہ قیاس غلط ہو لفظ تو بمعنے نسبت و بمعنے افزونی دونون طرح پایا گیا فافهم فتدبر مشفقی نے جو یہ تحریر فرمایا کہ جہان پایا بمعنے نسبت ہی پایا - اس فقرے کو ان تمام مثالون کے مقابلے مین ناظرین غور فرما سکتے ہین شاید اب مشفقی کیطرف سے یہ عذر ہو کہ از رو لغت تغلیط کی گئی تھی نہ از روئے استعمال یا بدلائل عقلی مثالون مین اضافت کے معنے نسبت ہی کے ثابت کرین اور عجب نہین جو تحریف الفاظ کی دلیل بھی لائین سب سے اچھا جواب یہ ہی کہ مشفقی یہ تحریر فرمائین کہ جسنے اضافہ نسبت کے معنے کے سوا لکھا غلط لکھا اور بغیر ثبوت یہ بھی فرما سکتے ہین کہ اگر غور کی جائے تو مثالون مین اضافہ نسبت ہی کے معنون مین ہی -

تصحیح (۴۵) اُفتاد بمعنے حادثہ اس لفظ کو مشفقی نے غلط لکھکر وجہ تغلیط یہ لکھی ہی کہ فارسی مین بمعنے حادثہ نہین ہی پس چہ سند ہی مؤلف لکھتا ہی کہ افتاد کے معنے واقع شدن

سله ضم و الحاق بھی مجازاً افزونی ہی یعنے جب ایک شے مین دوسری چیز منضم و ملحق ہوتی ہی تو وہ شے اوس چیز کے انضمام و الحاق سے افزون ہوجاتی ہی - ضیا ۱۲

سله افتاد جو گرنے کے معنے مین آتا ہی خارج بحث ہی - ضیا ۱۲

کہے ہین جیسے اس شعر مین الہی سے

از عشق تو رسوا شد و از پا افتاد	کم ہین نوع کہے عاشق شد ہدا افتاد

الہی

خاقانی سے

اختر عشق را الطالع من	صنعت بے زوالی افتاد است

چونکہ حادثہ بھی واقع ہوتا ہی اسلیئے بمعنے حادثہ مجاز ہی حافظ سے

بر و بکار خود ای واعظ این چہ فریاد است	مرا فتاد دل از کف ترا چہ افتاد است

ظہوری شیرازی سے

من و بگریم لعشق تو فرہاد دیگر است	بر سر کش دیگر و مین افتاد دیگر است

غفاری سے

شد دل اندر عاشقی جان ہم قفایش میرود	این چہ افتاد است کافتاد یارب بر سرم

قدسی سے

بہ پیامیکہ کند باد صبا یاد مرا	مردم از دست ندانم کہ چہ افتاد مرا

آغا نثار سے

بر جان قیس و کوہکن ہر آفتے کامد لعشق	صد ہاست بر من ہمچنین در عاشقی افتادہا

سے یہ صاحب مرزا لسان الملک محمد تقی خان سپہر ملک الشعرائے ایران کے شاگرد ہین نواب کلب علیخان مغفور والی ریاست مصطفےٰ آباد عرف رامپور کا فارسی کلام مرزا مذکور کے پاس اصلاح کے واسطے بھی لوا کر گئے تھے حیدر آباد مین بھی بہت دن رہے کچھہ تذکرے اور دیوان شعرائے عجم کے ان کے پاس تھے جن مین سے بعض مثالین ہاتھہ آئین اور ایک کتاب مسمے بہ تنقیح الاغلاط مولفہ سپہر ان کے پاس تھی اوس سے بھی مؤلف کو بہت مدد ملی۔ ضیا ۱۲

تصحیح (۵۵) افشان اس لفظ کے تحت مین مشفقی نے یہ لکھا ہی کہ ریزہ ہاے زر و نقرہ کے معنے پر جو آرائش جبین زنان و معشوقان مین صرف ہوتی ہی[1] فارسی تصور کرنا غلط محض جاننا صحیح اور وجہ تغلیط یہ تحریر فرمائی ہی کہ فارسی مین بمعنے مذکورہ نہین پایا جاتا مؤلف لکھتا ہی کہ جب فارسی مین بمعنے مذکور نہین پایا جاتا تو ہندی ہین نون کے اعلان[2] سے مستعمل ہونا چاہئیے با خفاے نون بھی غلط ٹھیرے گا جیسا اس شعر مین ہی جلال دیوان دوم ؎

ٹلگئی آنے کو تھی جو حسن عارض پر بلا	جھاڑ دی زلفون نے افشان جبین کی سپر

اور صرف آرائش جبین معشوقان کی تخصیص کیسی اگر کاغذ وغیرہ کی آرائش اوس سے کیجاے تو کیا اوس وقت اوسے افشان نہ کہین گے اگر نہ کہین گے تو دوسرا نام اوس کا کیا ہی اور اسیطرح صرف ریزہاے زر و نقرہ کی تخصیص کیسی اگر کسی قسم کے رنگ کے چھینٹے ہون تو کیا اون کو افشان نہین کہتے آغا سید علی حسین شوشتری کا قول ہی کہ اس قسم کے ہر رنگ کے نگار کو فارسی مین افشان کہتے ہین پس محقق یہ ہی کہ افشان ریزہاے زر و نقرہ وغیرہ کا نام ہی خواہ اوسنے آرائش جبین ہو خواہ آرائش زلف و کاکل و رخ ہو خواہ آرائش کاغذ و پارچہ وغیرہ اور فارسی ہونے مین ہرگز شک نہین لغت سے بھی ثابت ہی استعمال شعرا سے محمد رضا فکری ؎

---

[1] ریزہاے زر و نقرہ جمع اون کی خبر واحد مشفقی کے کمال زبان دانی کو ظاہر کر رہی ہی (ہوتی ہی ہوتے ہین) لکھنا چاہئیے تھا اگر افشان کی خبر کہین تو ہرگز درست نہین۔ ضیا ۱۲

[2] تصحیح (۱۴ و ۶۱) ملاحظہ ہون مشفقی نے اس قسم کے ہندی لفظون کو با علان نون ہی درست کہا ہی

گل گل عرق کہ بر رخ پر خال کردہ | افشان نقرہ بر ورق آل کردہ

محسن تاثیر

زبس دارد وفور سیم و زر اوج | زمین چون کاغذ افشان زند موج

ولہ

ابر سر لوح بیاض انبساط عاشق است | از ترشح چون ہوا افشان سرودے کند

سلیم

صفحۂ رنگین خوان خود سلیمان جلوہ داد | از سر شک عاجزان افشان چشم مور داست

رفیع واعظ

جو حرفے دانۂ خالش قلم مذکور می سازد | ورق را گریہ ام افشان چشم مور می سازد

جلال دیوان دوم

اوسکی پیشانی تابندہ کا عالم شب وصل | کٹ گئے دیکھے انجم زر افشان کیطرح

تصحیح (۵۶) اگری بروزن اجنبی غلط اگری بروزن سحری صحیح لکھکر وجہ تغلیط
مشتق نے یہ لکھی ہے کہ اگری بروزن سحری تحتانی معروف کے ساتھ اک رنگ کا نام ہے جو بھی
اگر کے رنگ سے مشابہ ہوتا ہے اگرئی بروزن اجنبی غلط ہے کسواسطے کہ لفظ اگر تو اگر ہے
پھر ہمزہ قبل تحتانی کے کس حرف کے عوض مین لایا گیا ہے اگرئی سرمئی و نقرئی کے
قیاس پہ صحیح ٹھیرا لیا۔ مؤلف کہتا ہے کہ سرمہ نقرہ تو فارسی لفظ ہین اگر ہندی ہے
ہندی مین فارسی قاعدہ قایم کرنا ہر جگہ یہ درست نہین ہندی الفاظ مین تو ہندی کا استعمال

سلہ چشم مور و سر مور افشان کی قسمین ہین اسطرح پر شپش بھی ایک قسم ہے یعنی زر و نقرہ کے ریزے بڑے ہوں تو اوسے
افشان کو پرشپش کہتے ہین اگر اوس سے چھوٹے ہوں تو سر مور اگر اوس سے بھی باریک ہوں تو چشم مور نام ہے۔ ضیا ۱۲

زبان ہی مسلّم مانا جائے گا اور استعمال زبان کے سامنے قاعدہ کوئی چیز نہین اگر سلی
رنگریز سے یہ کہا جائے کہ انگرئی کپڑا رنگ دے تو وہ ہرگز نہ سمجھے گا جب تک انگری
نہ کہا جائے چنانچہ مؤلف آزمائش کر چکا ہے پس ایسا قاعدہ کس کام کا جو مطلب ہی
کو فوت کر دے اور جب عربی جیسی باقاعدہ زبان مین بعض لفظون کے متعلق شاذ وخلاف
قیاس پر حصر اہل قواعد نے کیا ہے تو اردو کی کیا حقیقت ہے اور اگر قواعد کی پابندی ہے تو کبری
آنکھین اس مین کیا قاعدہ جاری ہوگا اور کرنجی آنکھین کہنا کیونکر صحیح ہوگا اسلئے کہ اصل لفظ
(کرنجوا) ہے قاعدے کی روسے (کرنجوائی) ہوگا اصل لفظ (کرنج) نہین جو یائے نسبت کے
الحاق سے (کرنجی) سمجھین مگر استعمال سے مجبوری ہے اسیطرح چنپئی رنگ بولنا بھی
درست نہین ہو سکتا اسلئے کہ اصل لفظ چنپا الف سے ہے[1] قاعدہ یہ چاہتا ہے کہ چنپائی
رنگ بولین مگر نہین بولتے چنپئی کہتے ہین اور سنہری روپہلی رنگ مین کیا قاعدہ جاری
ہوگا قیاس تو یہ چاہتا ہے کہ جب اصل لفظ سونا روپا ہین تو نسبت کے محل پر سونائی روپائی
کہنا چاہیئے مگر خلاف محاورہ ہونے کے سبب نہین کہہ سکتے پس اسیطرح انگرئی بروزن
ستھری خلاف محاورہ ہے اسلئے ہرگز نہ بولین گے انگرئی بروزن اجنبی جو مستعمل ہے
وہی درست سمجھا جائے گا قاعدہ وہین تک مانا جائے گا جہانتک استعمال کے خلاف نہو
مؤلف کو یہ خیال ہوا کہ شاید لکھنؤ مین انگرئی بروزن ستھری ہی بولا جاتا ہوگا اسلئے
زباندانان لکھنؤ سے بھی دریافت کیا کسی نے انگرئی بروزن ستھری کا مستعمل ہونا
بیان نہین کیا انگرئی بروزن اجنبی کا استعمال ہی صحیح بتایا۔

[1] اگر چنپا کو کوئی شخص ہائے ہوز سے لکھے تو درست نہین اسلئے کہ ہندی مین ہائے مختفی
نہین آتی چنانچہ مستفتی کا قول بھی یہی ہے ملاحظہ ہو تصحیح (۲۴) ضیا ۱۲

تصحیح (۵۷) انتظاری غلط اسکی جگہہ انتظار صحیح لکہہ کر وجہہ تغلیط مشفقی نے یہ لکہی ہی
کہ انتظار تو خود مصدر ہی اس مین یائے مصدری کے لانے کی کیا ضرورت ہی۔ مؤلف
کہتا ہی کہ مشفقی کو اسکی ذرا تحقیق نہین کہ فارسی والے مصدرون مین یائے مصدری
بھی لاتے ہین خلاص مصدر ہی مگر پہر یائے مصدری اس مین ملحق کرکے خلاصی
بھی لکھتے ہین جامی ؎

خلاصی رستن است از وہم وپندار ــ ز تحریر سطور ونظم اشعار

سلامت مصدر ہی مگر سلامتی بھی باندہتے ہین **تصحیح اللغات** مین استاد مکرم نے اسکے
صحیح ہونیکی سند مین یہ شعر تحریر فرمایا ہی **ثنائی تکلو** ؎

چہ فراغ یابد آنرا کہ تو سروی زبندش ــ چہ سلامتی کسے راکہ تو نشنوی سلامش

حضور مصدر ہی اسے حضوری لکہا ہی **حافظ** ؎

حضوری گرہمی خواہی ازو غائب مشو حافظ ــ **متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا**

بس اسیطرح انتظاری بزیادت یائے مصدری صحیح ہی **سیلسی شیرازی** ؎

پس فتا بسرم آمد آن نگار وبگفت ــ کہ دیدہ باز کن این شرط انتظاری نیست

طالب آملی ؎

در مشہد کشتگان شوقت ــ گل مصحف عندلیب قاری
ہر دل ز تو داستان حسرت ــ چون گوشہ چشم انتظاری

بس انتظاری ہرگز غلط نہین ہی ہان ترک کردینا دوسری بات ہی چنانچہ **غالب**
مرحوم نے **عود ہندی** مین اس لفظ کے متعلق یہ لکہا ہی کہ مین نے آج تک اردو
مین انتظاری بمعنے انتظار نہ آپ لکہا نہ اپنے شاگردون کو لکہنے دیا، ساتذہ مسلم الثبوت

کے ہان فارسی مین موجود ہی حاشا ایسا نہین کہ اس مین فارسی والونکو تامل ہو
اس عبارت سے ظاہر ہی کہ اردو مین اسے ترک کر دیا ہی۔

تصحیح (۵۸) اہالیان غلط اسکی جگہ اہالی صحیح اور وجہہ تغلیط شفقی نے یہ لکھی ہی کہ
اہالی تو خود جمع اہل کی ہی پھر جمع کے صیغہ مین الف نون جمع کا بطور فارسیان الانا غلط ہی
مولف کہتا ہی کہ یہ وجہہ تغلیط ٹھیک نہین لکھی گئی اسلئے کہ جمع کی جمع فارسیون کے
کلام مین آگئی ہی۔ قاآنی ع توبیجا غرییا صغار ہا کبار ہا۔

	صائب ع	
	دارم از زلفش بکف سررشتہ آمالها	

ان دونون مصرعون مین صغار و کبار و آمال الفاظ جمع ہین مگر پھر ہائے جمع بھی موجود
ہی اسیطرح اور بھی لفظ آئے ہین جیسے آسامی اسم کی جمع الجمع مشایخ شیخ کی
جمع الجمع وغیرہ کاش وجہہ تغلیط یون لکھی جاتی کہ اگرچہ فارسی والے بعض لفظون مین
جمع کی جمع لائے ہین مگر لفظ اہالیان کلام شعرائے عجم مین نہین ہی۔ اب شاید یہ عذر کیا جائیگا
کہ لفظ اہالیان مین جمع الف نون کے ساتھ ہی اور صغار ہا وغیرہ مین ہے الف کے
ساتھ یہ عذر قابل قبول نہین۔

تصحیح (۵۹) ایزد بکسر زائے معجمہ شفقی نے غلط لکھا ہی بفتح صحیح مولف کہتا ہی کہ یہ
لفظ غیاث کشف برہان ہفت قلزم وغیرہ کتب مین بکسر سوم لکھا ہوا ہی غالب
مرحوم نے اسے بفتح سوم باندہا ہی ۵

دہر اشمد الف نام ایزد بود		بہ میم آشکارا احمد بود

ملہ شفقی نے دہر جو لکھا آخر عبارت مین (غلط ہی) لکھا ہی اسکا ربط قابل داد ہی ضیا ۱۲

اس شعر پر بعض نے اعتراض کیا تو شوق صاحب نے بفتح سوم بھی صاحب سفرنگ وساتیر کے قول سے ثابت کر دیا اور نظامی گنجوی کا ایک شعر بھی سند مین لائے جو مثنوی شیرین خسرو مین ہے ؎

نہ ہر کہ ایزد پرست ایزد پرستند		چو خود را قبلہ سازد خود پرستند

اہل لغات جو کسر یکے قائل تھے اور فتح مین کلام تھا اوس فتح کا ثبوت ہو کر غالب مرحوم پر سے اعتراض اوٹھ گیا چونکہ لغت مین بالکسر ہے اور استعمال بالفتح بھی پایا گیا اسلیئے شوق صاحب نے دونون طرح اسے درست لکھدیا صاحب موصوف کی تحقیق کو نام رکھنا ایمان کی بات نہین مشفقی سے جو یہ لکھا کہ بعضے لکھتے ہین کہ یہ لفظ ترکی ہے یہہ اشارہ شوق صاحب کی طرف ہے حالانکہ صاحب موصوف نے ایزد کو ترکی نہین لکھا بلکہ دری لکھا ہے ہٰذا بُهْتَانٌ عَظِیْمٌ خیر کسر یکی سند ملاحظہ ہو جلال درگانی رباعی ؎

دانم نہ ز دیر و نہ شمارم مسجد		تفریق چہ میکنی براہ ایزد
تعدید خلل میکند اندر ایمان		مشمار عدد بدان الهنا واحد

اب اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ ایزد بالفتح اور بالکسر دونون طرح ہے اب مشفقی اس رباعی مین ایزد کو بفتح ہی کہکر یہ فرمائین گے کہ اختلاف توجیہ یہان سمجھا جائے یا کچھ اور تاویل کرین گے۔

تصحیح (۶۰) لبسمل اس لفظ کو مشفقی نے بمعنے ذبح غلط فرمایا ہے بمعنے مذبوح

ـلہ دساتیر کتاب آتش پرستون کے مذہب کی ہے جسے وہ کتاب آسمانی سمجھتے ہین سفرنگ اوسکی شرح ہے ضیا ۱۲

صحیح وجہہ تغلیط یہ لکھی ہی کہ بمعنے ذبح جو شعرائے اردو زبان حال نے استعمال کیا ہی مثل دم بسمل وقت بسمل غلط ہی بمعنے مذبوح استعمال کرنا چاہئے مولف کہتا ہی کہ شعرائے حال ہون یا ماضی جنکے کلام مین دم بسمل وقت بسمل بندھا ہو صحیح ہی اسلئے کہ کتب لغات مین بسمل کے معنے ذبح ومذبوح دونون لکھے ہوئے ہین اور اساتذۂ عجم کے کلام مین بھی ہی باقر کاشی سہ

دامن او گر بدست آید دم بسمل مرا		آنچنان میرم کہ نبود حسرتے دردل مرا

آصفی سہ

قاتل من چشم می بندد دم بسمل مرا		تا بماند حسرت دیدارا و در دل مرا

شاید مشفقی یہہ سمجھے ہین کہ جب مذبوح ہوجاتا ہی تو اوس وقت اوسکو بسمل کہتے ہین نہین جانتے کہ وقت ذبح جو بسم اللہ کہتے ہین بسمل اوس سے عبارت ہی اور یہہ وجہ تسمیہ بسمل لغت مین موجود ہی اور ظاہر ہی کہ بسم اللہ مذبوح ہونے سے پہلے کہتے ہین پس دم بسمل وقت بسمل ہنگام بسمل باندھنا صحیح ہی اور بسمل نیمجان کے محل پر آتا ہی۔ اور عاشق ودلدادہ کو بھی بسمل کہتے ہین۔

تصحیح (۶۱) پرستان مشفقی نے لکھا ہی کہ باخفائے نون غلط ہی باعلان نون صحیح اور وجہہ تغلیط یہ تحریر فرمائی ہی کہ یہ لغت ہندی ہی پس باخفائے نون استعمال کرنا چاہئے کسواسطے کہ وہ اسمائے ہندیہ جنکے آخر مین نون ہی

سلہ یہ تمام ہندوستان کے شعرائے حال پر اعتراض ہوا اور شعرائے ماضی کو جو اس جگہ بچایا اس سے یہ معلوم ہوا کہ شعرائے ماضی بسمل بمعنے ذبح لکھتے ہی نہ تھے یا مشفقی نے رحم کرکے انہین معاف کیا ہی اسیطرح صرف اردو زبان کے شاعرون کا ذکر کیا فارسی گو شعرا کا نام نہین لکھا مولف کے نزدیک تو شعرائے اردو گویان ماضی اور شعرائے عجم کا نام مشفقی جب لکھتے جب معلوم ہوتا کہ اونکے کلام مین بسمل بمعنے ذبح آیا ہی فقط

باعلان ہی مستعمل ہین باخفا کبھی نہین بولے جاتے پس بعض شعراے اردو زبان
نے جو پرستان کو باخفاے نون باندھا ہی غلط ہی۔ مؤلف کہتا ہی کہ پرستان
پری ستان کا مخفف ہی اور لفظ پری و ستان دونون فارسی ہین یہ نہین معلوم
کس وجہ سے منتقی نے ہندی سمجھا یہ بھی نہین جانتے کہ لفظ ستان ہندی مین
نہین آتا چنانچہ منتخب القواعد مؤلفہ اوستاد مکرم مین بھی نہین ہی غرض لفظ پرستان
کے فارسی ہونے مین ہرگز شک نہین طغرا ؎

ہمچون تو کسے دیگر اندر نظرم ناید	چند انکہ نگہ کردم در جہان پرستانہا

آہی چغتائی ؎

چندان پری رخان جہان جلوہ گر شدہ	اندر دلم کہ رشک دہ صد پرستان نشستہ

ثامی اصفہانی ؎

عیان از پرتو روے پریستان	پرستان در شب تاریک زندان

تصحیح (۹۲) پلک اس لفظ کو موے مژہ کے معنے مین فارسی تصور کرنا
منتقی نے غلط لکھا ہی ہندی جاننا صحیح کہا ہی اسلیئے کہ فارسی مین لحاف چشم
یعنی پپوٹے کے معنے ہین۔ یہ منتقی نے درست لکھا مگر مثال مین پلک چشم
موے پلک کو جو غلط بتایا غلطی کی یہ دونون ترکیبین فارسی مین صحیح ہین۔
پلک چشم کے معنے وہی لحاف چشم ہونگے اور موے پلک سے معنے
موے لحاف چشم۔ ظاہر ہی کہ پلک لحاف چشم ہی تو۔ لحاف چشم کے بال
موے پلک ہوے جیسے سر کے بال موے سر لغات مین مژہ کے معنے
یہ لکھے ہین کہ موے پلک چشم۔ پس پلک چشم و موے پلک غلط نہین منتقی کو

چاہیئے تھا کہ غلطی کی مثال مین دوسرے جملے لکھتے جیسے پلک کے معنی
موئے مژہ کے پیدا ہوتے اور اردو مین تو پلک کے بال بولتے ہین
اور اگر فارسی ترکیب ہوتی ہی تو موئے مژہ کہتے ہین -

تصحیح (۶۳) تربیت - تقویت - تصفیہ - تنقیہ - ان لفظون کو مشفق نے لکھا ہی کہ بہ تشدید یا غلط ہین بہ تخفیف صحیح وجہ تغلیط یہ کہ ایک مصدر[له] باب تفعیل سے بروزن تفعلہ بھی آیا ہی پس تربیت و تقویت وغیرہ بروزن تفعلہ ہین ان کو بہ تشدید پڑھنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہی - مؤلف لکھتا ہی کہ تصحیح (۵۱) مین زمخشری کے قطعہ کے مصرع دوم مین تخفیف و تشدید کے تصرف سے مخفف کو مشدد اور مشدد کو مخفف کرنیکی رخصت ہی عرب کا استعمال بھی ہی روبہ ابن عجاج ؎

لقد خشیت ان اری جدبّا		مثل الحریق واقق القصبّا

لفظ جدبّا کی بائے موحدہ کو شاعر نے مخفف سے مشدد باندھا ہی شواہد[له] ابن عقیل مین اسکے متعلق یہ لکھا ہی جدبّا بالفتح الجیم والدال المهملة وتشدید للوقف للشعر اسیطرح لفظ قصبّا شعر مذکور کے دوسرے مصرع مین مخفف سے مشدد کیا گیا ہی - اسی کا اتباع فارسی والون مین ہوا ہی واعظ قزوینی ؎

سر بلندی گر زو داری شفقت پیشہ کن		کین علم را ریزش باران احسان پرچم است

اس شعر مین لفظ شفقت کا قاف مشدد بندھا ہی اور بعض اپنی زبان کے لفظ بھی فارسی

[له] ایک مصدر کیا معنے بہت سے مصدر آئے ہین تفعلہ ایک مصدر لکھنے ان کہنا چاہئے تھا معلوم ہوتا ہی کہ مشفق کو عربی مین بھی اچھی لیاقت ہی [له] علم نحو مین ایک کتاب ہی - ضیا ۱۲

دا سے مخفف سے مشدد لاتے ہین جو فارسی جاننے والون سے مخفی نہین جیسے
نذر پر شکر پرشش وغیرہ بس اس قسم کے نظائر سے ترجیت تقویت وغیرہ کا بھی تصرفاً
مشدد آنا قرین قیاس ہی۔ واضح ہو کہ تصرف کے اتباع مین اردو والون کو اپنی زبان کا
خیال ضرور چاہیے فردوسی نے لکھا ہی ۵

درشتی وہم دردمندی بود		گہے خوشی وگہ تنزندی بود

اردو مین خوشی بہ تشدید پشین ہمیشہ ہرگز نہین کرسکتے اسیطرح اصل کا اتباع بھی
پورا پورا اردو مین اچھا نہین ہوتا ہی برق لکھنوی ۵

ساتھ رہتی ہی ہمیشہ فوج تائید خدا		رایت عالی بناہی مد بسم اللہ کا

اس شعر مین لفظ مد بہ تشدید دال گو باعتبار اصل صحیح ہی مگر نہایت برا معلوم ہو رہا ہی
تصحیح (۶۴) تعویذ لحد۔ اسے مشفقی نے باضافت غلط لکھا ہی بغیر اضافت تعویذ لحد کا
لکھنا صحیح فرمایا ہی وجہ تغلیط یہ تحریر ہی کہ کلام شعرائے پارس مین کہین نہین نکلتا پس
بترکیب فارسی یعنے تعویذ کو لحد کے طرف مضاف کرکے استعمال کرنے سے
احتیاط لازم ہی۔ مولف کہتا ہی کہ مشفقی کو یہ نہین معلوم کہ یہ لفظ بمعنے مذکور ہند مین وضع
ہوا ہی اسلئے کلام شعرائے پارس مین تلاش کیا بھلا وہان جب قبر اس طرح بنتی ہی
نہ ہوگی تو یہ نام اون کے کلام اون کی زبان مین کیون ہونے لگا چونکہ ہند مین یہ رسم ہی کہ
پتھر جو قبر پر تراشکر رکھتے ہین اوس پر نقش و دعا وغیرہ کندہ کرتے ہین دراصل اوسکا
نام تعویذ ہی کثرت استعمال سے مٹی چونے کے نشان اور سادے پتھر کو بھی تعویذ کہنے لگے
اب رہی یہ بحث کہ جس پتھر پر وہ نقش ہوتا ہی اوسے تعویذ کیون کہتے ہین تو یہ تسمیہ
محل باسم حال مجاز ہی بترکیب فارسی باندھنا قباحت نہین رکھتا اسلئے کہ علم ہی اور اعلام مین

ترکیب جائز ہی شاہ ایران کے سفرنامے مین بہت سے لفظ انگریزی بترکیب موجود ہین اور بہت سے ہندی الفاظ اساتذۂ عجم کے کلام مین پائے جاتے ہین۔

خسرو ع

نشستہ چون دریا لگی بہ چرخ کھار آمدہ

ولہ

ای دھلی و ای بتان سادہ | پگ بستہ و چیرہ کج نہادہ

ولہ

سر آن دو چشم گردم کہ چو ہندوان لاعب | ہمہ را بنوک مژگان زدہ بر جگر کٹارہ

ولہ

پانخوردہ بمن داد اگال آن بت ہندی | این بوسہ بہ پیغام چہ رنگین مزہ دارد

ظہوری

شود چہرۂ زرد خورشید آل | دہندش اگر ماہ رویان اگال

ولہ

سپہر از فسردن آتش در حساب | زچہ گندد بیشش سایہ بر آفتاب

طغرا

شوخ من سن بانگ دل بیر باد نشستہ است | ذات بہ چہوت است ترحم دست بر جگر کند

ولہ

سوم آن شد کہ بنیاد اگ ہندی سر کند | شاخ و برگ بید را از اسپ ترحم تر کند

ولہ

ڈل[1] چیست باآب خود گلستان دگر — گل سنبر ہوائش ابر باران دگر

شاہد گیلانی

شعلہ در سایۂ زلفت گل شب بو گردد — بط می پیش تو بینائے سخن گو گردد

حزین

سیہ چوڑی بدست آن نگارے — بشاخ صندلین پیچیدہ مارے

ولہ

از بنارس نروم معبد عام است اینجا — ہر برہمن بچہ لچھمن و رام است اینجا

عرفی

در چاشت کہ از شبنم گل گرد فشانست — آن باد کہ در ہند گر آید جھکڑ[2] است

قاآنی

کشیدہ گرد فلک دور نیستی فکرت زرین — ز تو بچہائے آہنین بس آہنین حصارہا

ولہ

شراب گر بچشم مئے مجوس میخورم — نہ جوگیم کہ خو کنم بہ برگ کوکنارہا

ان اشعار میں پالکی کہار پاگ یعنے پگڑی چیرہ کنارہ اگال چوکھنڈی ذات رجپوت چھپر مینا چوڑی بنارس لچھمن رام جھکڑ توپ جوگی تمام الفاظ ہندی کے ہند سے ہیں کتاب گلشن فیض میں انگیا کے سنگلے کے متعلق مستفتی

[1] ڈل کشمیر میں ایک تلاؤ ہے ضیا ۱۲

[2] جھکڑ تند و تیز ہوا اس قسم کے الفاظ کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ شعرائے فارسی گو نے باستفادہ تبدیل حروف مفرس کر لیا ہے بلکہ اون لوگون کی زبان سے حروف ثقیلہ وہائے مخلوط الملفوظ نکلتے ہی نہین۔ ضیا ۱۲

کے والد مکرم نے تحریر فرمایا ہے کہ پارۂ از گوشہ و چٹکی و مانند آن ۔ ظاہر ہے کہ
چٹکی ہندی نام ہے مگر اوستاد مکرم نے بترکیب فارسی لکھا ہے بس اسیطرح
لفظ تعویذ بھی بترکیب فارسی درست ہے اور بعض اساتذہ ہند کے کلام میں
بھی ہے برق[1] لکھنوی ؎

بعد مردن نقش الفت نے اثر پیدا کیا ۔۔۔ وہ پری رو نیلگا تعویذ تربت دیکھ

ہاں ہندی ہے مگر یہان امیر خسرو کے شعر مین موجود ہے اور تصحیح (۱۲)
بترکیب فارسی اردو فارسی دونون زبانون کے اشعار مین لکھا گیا ہے۔
تصحیح (۶۵) ثمرہ بسکون دوم مشفقی نے لکھا ہے کہ غلط ہے بتحقیق صحیح درجہ
یہ لکھی ہے کہ نہ لغات عربیہ مین بسکون میم پایا جاتا ہے نہ شعرائے عجم کے کلام
ہان اگر اتفاقات شعرائے ہند کے کلام مین بسکون میم پایا جائے تو جہند ٹھیرایا
نفعین تو بفتح میم جسطرح اصل مین ہے صحیح ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ تصحیح (۵۱) مین جو رحمہ
کا قطعہ لکھا گیا ہے اوسکے تیسرے مصرع مین تحرِیکُ وَایکانٌ موجود ہے جس سے متحرک
کو ساکن اور ساکن کو متحرک کرنا از روئے تصرف شعرا جائز ہے جریر ؎

فَرِیْشِیْ مِنْکُمْ وَھَوَایَ مَعْکُمْ ۔۔۔ وَاِنْ کَانَتْ زِیَادَۃٌ تَکُمْ لِمَا

مَعْکُمْ کا عین بجائے متحرک ساکن بندھا ہے اسکے متعلق کتاب شواہد ابن عقیل
سیبویہ[2] کا یہ قول مرقوم ہے جعل تسکین العین ضرورۃ شعرائے عجم کے
یہی موجود ہے نظامی ؎

---

[1] مشفقی کے والد مکرم کے اوستاد تھے ۔ ضیا ۱۲

[2] یہ شخص بہت بڑا نحوی گذرا ہے ۔ ضیا ۱۲

موسے ازان جام تھی رید دست	شیشہ بلکہ پایۂ ارنی شکست
ناصر خسرو ؎	
از گلاب شک ساری بہر شن آب و خاک خشت	ہم زعود و چندن آنرا روئے بوقلمون کنی
طغرا ؎	
سبزہ ہمیشہ گجرات بین گل از رخ ادمات بین	شمشیر نئی حرکات بین کر سر زاد و بار آمدہ
جامی ؎	
میدہد خاک رہش خاصیت[سہ] آن آیم	کہ نصیب خضر از چشمۂ حیوان بود است
میر افضل ثابت ؎	
ناخن تدبیر را خفقان دانش شکست	عقدۂ می وا نشد چون غنچہ از اطبا طلب
سعدی ؎	
نظم برآورد و فریاد خواند	کہ رحمت بیفتاد و شفقت نماند
حافظ ؎	
زانجا کہ فیض جام سعادت فروغ تست	بیرون شدن نمائے ز ظلمات حیرتم
رافعی ؎	
نہ در مزاج کسے دست یافت پیکر تب	نہ در دماغ کسے غلبہ کرد قوت خواب

ان اشعار مین - ارنی - بوقلمون حرکت - حیوان - خفقان - شفقت - ظلمات - غلبہ - سب لفظون مین اسکان متحرک ہی لفظ بوقلمون بجائے تحریک چارم

سہ خاصیت بہ تخفیف یائے تحتانی بھی موجود ہی جو شفقی سے کے نزدیک غلط ہی جیسے تصحیح (۷۰) مین ہی ضیا ۱۲

بسکون چارم ہند ہاہی اور باقی سب لفظ متحریک دوم کے بدلے بہ تشکین دوم ہین عروضیون سے بھی تسکین متحرک کو درمیان تین متحرکون کے وزن مین جائز لکھا ہی سب عروضی جانتے ہین مشفقی نے صرف لفظ ثمرہ کو تحریر فرمایا باقی بیسیوں جو اس قسم کے ہین سبکو چھوڑ دیا اسکی وجہ معلوم نہین ہوتی بہرحال ثمرہ بھی بسکون دوم آیا ہی۔ نامی اصفہانی ؎

کہ حنظل تخم حنظل میدہد بر		بیارد ثمرہ شیرین ببشکر

جلال دیوان اول ع

ثمرہ ستتاب دے مرے نخل مراد کا

اسیطرح لفظ غلبہ و ظلمات کو بھی اوستاد مکرم نے بہ تسکین دوم باندہا ہی

جلال دیوان اول ؎

طوفان سے بیڑا نوح کا تو نے بچا لیا		فرعون پر کلیم کو غلبہ عطا کیا

ولہ دیوان دوم ؎

رکھو تو ای اسکندر دل اوجہ گیسو ہی پاؤن		راہ مثل آئینہ ہو جائیگی ظلمات کی

مشفقی نے وجہ تغلیط مین جو لفظ ثمرہ کے متعلق یہ لکھا کہ۔ اگر ثقات شعرائے ہند کے کلام مین بسکون میم پایا جائے تو بھند تسلیم کیا جائے۔ اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ مشفقی کو یہ معلوم ہی نہین کہ شعرائے ہند کے کلام مین آیا ہی یا نہین اپنے والد کے کلام مین بھی نہین دیکھا مگر اوپر تو اعتراض ہی ہی یا اون کو ثقات شعرا مین نہ سمجھتے ہون بہرحال روزمرہ مین جو اس قسم کے سب لفظ بتحریک دوم ہی بولے جاتے ہین کیا اس استعمال کو بھی بھول گئے۔

تصحیح (۶۶) جرار اسکو مشفقی نے لکھا ہی کہ بمعنے دلیر و بہادر غلط ہی بمعنے خودکشندہ صحیح وجہہ تغلیط یہ کہ شعرائے ہند اس لفظ کو دلیر و بہادر کے معنے غلط استعمال کرتے ہین ان معنے پر نہ لغات عربیہ مین ہی نہ کلام شعرا سے عجم مین کہین مستعمل ہے مؤلف لکھتا ہی کہ اسکے معنے سوئے خودکشندہ کے بھی ہین اور لشکر بسیار کے بھی غیاث ہفت قلزم کشف برہان مؤید الفضلا منتخب وغیرہ بہت کتابون سے معنے مذکور ثابت ہین پس اگر لشکر جرار کسی نے باندھا تو صحیح ہی اور اگر مرد جرار لکھا تو غلط ہی فافہم

تصحیح (۶۷) جگنو[1] غلط جگنی صحیح وجہہ تغلیط مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ بعض نادان عورتون کے گلے کے اک زیور کو جگنو کہتے ہین حالانکہ ان معنے پر فصحائے معتبرین لکھنؤ مین سے کسی کی زبان سے سوائے جگنی کے جگنو نہین سنا ہان جگنو کرمک شب تاب کے معنے پر ہی مؤلف لکھتا ہی کہ دلی مین تو بیشک جگنی کہتے مین مگر لکھنؤ مین جگنی اور جگنو دونون طرح مستعمل ہی افسون لکھنوی شاگرد اسیر سے

شبکو آئے جو نظر اوسکے گلے کا جگنو		جو شرارہ ہو مری آہ کا جگنو بنجائے

ماہر[2] لکھنوی سے

کبھی آیا نہ چمکتا ہوا آنکھون کو نظر		بخت کا میرے ستارہ ہی کہ جگنو تیرا

نواب کلب علی خان مغفور شاگرد امیر مینائی سے

[1] عورتون کے گلے کا ایک زیور۔ ضیا ۱۲

[2] لکھنؤ کے شاعرون مین مستند اور خورشید مرحوم کے بڑے بھائی ستھے۔ ضیا ۱۲

کھالین گے شب وصل عرق کاوٹ کی ادا پر ۔۔۔ ہیرے کی کنی وہ جو ہی جگنو مین تمہارے

خورشید لکھنوی سے

اوٹھا لون مین آنکھون کا تارا سمجھکر ۔۔۔ اُتارے جو وہ ماہ جگنو گلے سے

رسا لکھنوی سے

عاشقون کے بخت کا اختر بھلا کوئی تو ہو ۔۔۔ گر گلے مین آپکے جگنو نہین جگنی تو ہو

رند سے

سر کا دوپٹہ ڈھلکو جو گردن کے پاس سے ۔۔۔ جگنی کی طرح یار کا جگنو چمک گیا

آخر کے دونون شعرون سے ظاہر ہی کہ جگنی اور جگنو دونون نام دو وضع کے زیور کے ہین اور تذکرۂ یادگار وطن مین مرقوم ہی کہ جگنو اور جگنی مین فرق چھوٹے بڑے کا ہوتا ہی

تصحیح (۶۸) جوبن پستان کے معنون مین غلط حسن وجمال کے معنون مین صحیح لکھکر وجہہ تغلیط مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ۔ اس لفظ کو پستان نوخیز اور سینے کے اوبھار کے معنے پر جو بعضے شعراے حال[1] استعمال کرتے ہین نادرست ہی اسواسطے کہ اساتذۂ اردو کے کلام مین جوبن کہین بمعنے مذکور نہین آیا جہان ہی بمعنے حسن وجمال ہی مستعمل ہی۔ مؤلف کہتا ہی کہ یہ لفظ برج بھاکا کا ہی اور زبان مذکور مین بمعنے شباب وحسن وجمال جوانی و بمعنے پستان مستعمل ہی بمعنے شباب وحسن - وغیرہ

[1] شعراے ماضی کو مشفقی نے رحم کھاکر معاف کیا۔ ضیا ۱۲

جوبن[1] تھے جب روپ تھے گاہک تھے سب کوئے — جوبن روپ گنوائے کے بات نہ پوچھے کوئے

چرن[2]

اک مان[3] کرے جوبن کو پائے اک رکھے نرادہر رنج جوبن - بمعنی پستان - دوہرہ

لرکائی[4] جب ونت بہی تردنی بال استور — چھتین پر دو جوبنا بڑھو مدن کا جور

دوہرہ

لرکائی[5] جب تک رہے جوبن ونتی ہوئے — اوبھرن لگے جب جوبنا لکھ چھتین پر دوئے

اس دوہرے کے پہلے چرن مین جوبن بمعنی حسن ہے واضح ہو کہ کسی چیز کی

[1] (جوبن) جوانی (روپ) حسن معنے یہ ہوے کہ جوانی تہی جب حسن مناسب گاہک تہے جوانی کا حسن کہو یا تو اب کوئی بات نہین پوچھتا۔ ضیا ۱۲

[2] اصطلاح پنگل یعنے ہندی الاصل عروض کی اصطلاح مین چرن بفتحتین مصرع کو کہتے ہین اور یہی نام ہے۔ ضیا ۱۲

[3] (مان) غرور (جوبن) حسن (نرادہر) بے غور (رنج) اپنا معنے یہ ہوے کہ ایک عورت حسن پاکر دماغ کرتی ہے اور ایک اپنے حسن کو بے غور رکھتی ہے۔ ضیا ۱۲

[4] (ونت) تمام (بہی) ہوئی (تردنی بال) بواو اشمام ضمہ بچپن سے جوان ہونا (استور) بواو مجہول اس طرح (مدن) مستی شباب (جور) بواو مجہول زور معنے یہ ہوے کہ لڑکپن جب تمام ہوا تو بچپن سے جوانی اس طرح ہوئی کہ چھاتیون کے مقام دو پستان سے مستی شباب کا زور بڑھا۔ ضیا ۱۲

[5] (جوبن ونتی) حسن والی (لکھ) دیکھنا معنے یہ ہوے کہ لڑکپن جب تک رہتا ہے عورت جوبن والی نہین کہلاتی جب چھاتیان ابھرتی ہین تو دونون چھاتیون کے مقام پر نظر پڑتی ہے دیکھنے کے قابل ہوتی ہین۔ ضیا ۱۲

آرایش و زیبایش وغیرہ کے معنے مین جو اس کا استعمال اردو مین ہوتا ہی
ہندی الاصل ہین ان معنون مین نہین لایا جاتا مہاراج موہن گیر گسائین جو اعلی
درجے کے کوی یعنے ہندی الاصل زبان کے شاعر ہین چہاپ یعنے تخلص
ہر رنگ ہی اون سے معلوم ہوا کہ جوبن ہندی الاصل زبان مین درحقیقت پستان
کے معنے ہی مین آتا ہی اور جہان عورت کے حسن وجمال و جوانی کے معنے مین
ہو وہ مجاز ہی اسلئے کہ جب تک چہاتیان نہین نکلتین جب تک جوبن والی یعنے
حسن والی اور جوان نہین کہلاتی بلکہ بالک کنیا۔ لڑکی ہی کہلاتی ہی خواہ کتنی ہی
خوبصورت ہو اردو مین بہی حسب استعمال ہندی الاصل مستعمل ہی مگر بمعنے پستان فصحائے
دہلی نہین لکھنے فصحائے لکھنؤ مین باندہا جاتا ہی جلال دیوان اول ؎

اوٹھتے جوبن کو ذرا پہلے سنبہالے اپنے [1]		سینے پر کوئی دوپٹے کے سنبہلنے کیلئے

ولہ ؎

یہی کرتا ہی اشارے کوئی اوٹھتا جوبن		یون محل پا کے اوبہرتے ہین اوبہرنے والے

ولہ دیوان سوم ؎

دل آیا ہی تری اٹہتی ہوئی جوانی اوبہرے جوبن پر		اکیلے پر نہین معلوم ڈہائین کیا ستم دونون

ولہ ؎

اوبہری محرم اوٹہتے جوبن کو ابہار دیکہکر		دبہ سے ششدر ہی دل کہ کہان جا رہون مین ہون

تصحیح (۶۹) خاتم اس لفظ کو مستفتی نے بفتح تا غلط لکہا ہی بکسر تا صحیح وجہ

[1] اوٹہتا جوبن اگرچہ شروع شباب کے معنے مین ہی مگر جب اوسکے ساتہہ لفظ سینہ اوبہرنا ڈہلنا محرم وغیرہ الفاظ آئے تو پستان کے معنے ہو گئے مثال کے شعر غور سے ملاحظہ ہون۔ ضیا ۱۲

تغلیط یہ تحریر فرمائی ہی کہ - یہہ لفظ شعراے پارس کے کلام مین جو قافیۂ غم نم وغیرہ
مین پایا جاتا ہی تصحیح نہ تصور کرنا چاہیئے کیونکہ وہان اختلاف توجیہ ہی اور اختلاف
توجیہ کو اکثر شعراے قصائد و مثنوی[1] وغیرہ مین جائز رکھا ہی - توجیہ حرکت ماقبل
روی مقید ہی کا نام ہی روی مطلق کے ماقبل کی حرکت کو توجیہ نہین کہتے -
مؤلف کہتا ہی کہ اگرچہ قصائد مین تو بہت آیا ہی جیسے اس شعر مین قاآنی سہ

شاید کہ کند رزم تو و بزم تو منسوخ ‖ مردانگی رستم و بخشایش حاتم

دوسرے قافیۂ غم نم وغیرہ ہین چونکہ قصائد مین مشفقی خود بھی تسلیم کر چکے ہین
اسلئے غزل سے سند لکھی جاتی ہی صائب سہ

فقر بقدر کند سلطنت عالم را ‖ ہوس ملک نباشد پسر ادہم را

کار اکسیر کند ہمت ذاتی صائب ‖ خاک در دست زر و سیم شود حاتم را

اردو مین بھی مستعمل ہی نلسخ مغفور سہ

صبح فرقت تیرگی شام سے کچھ کم نہین ‖ چاند نکلا ہی افق سے نیر اعظم نہین

مشکل اپنی دیکھکر ہوتا ہی استغنا مجھے ‖ بیہ بخیل اس عہد کے ناسخ کم از حاتم نہین

واضح ہو کہ یہہ شعرا کا تصرف ہی انوری سہ

زبان تیغ تو پیوستہ در دہان عدو ‖ سنان رمح تو ہموارہ در دل کافر

خاقانی سہ

امسال بین کہ رفتم زی مکہ مکارم ‖ دیدم حریم حرمت کعبہ در و مجاور

[1] قصائد و مثنوی لکھکر جو فقط وغیرہ مشفقی نے لکہا ہی وغیرہ مین کیا غزل کو سمجھین یا تمام اقسام نظم
کو آخر اس جگہہ وغیرہ جو لکہا گیا تو کس واسطے - ضیا ۱۲

ان دونون شعرون مین لفظ کا فرد مجا ور جو در اصل بکسر فا اور بکسر واو ہین
بفتح خنجر و محشر کے ساتھ بند ہے مین منتصب اور موتسم مین بھی یہی تصرف ہی ملاحظہ
ہون تصحیح (۴ ۵ و ۶ ۹) اسیطرح مسجد مغرب جو بکسر سوم مستعمل ہین در اصل بفتح
سوم ہین مسجد یسجد ینصر کے باب سے اور مغرب کرم یکرم کے باب سے ہی من شاء
التحقیق فلیرجع الیہ پس لفظ حاتم مین بھی تصرف سمجھا جاے گا
نہ اختلاف توجیہ اسلیے کہ اختلاف توجیہ سخت عیب ہے جب تک روی موصول
نہ ہو مشفقی نے جو یہ لکھا کہ توجیہ حرکت ماقبل روی مقید ہی کا نام ہے اس کے
لکھنے کی کیا ضرورت تھی ہر عروض دان جانتا ہی اور اگر ناواقفون کے
سمجھانے کو لکھا تو ناواقف دوہی کو کب سمجھتا ہی جو حرکت ماقبل روی اوسکو
سمجھائی گئی اور جب توجیہ کی توجیہ کیگئی تو مقید و مطلق کی بھی تشریح کرلی چاہیے تھی
ورنہ ناواقف کیا سمجھے گا کہ مقید کیا ہی مطلق کسے کہتے ہین اصل یہ ہی کہ یہ دو
اصطلاحی نام لکھکر مشفقی نے اپنا عروض دان ہونا ظاہر کیا اس بات کے سوا
کوئی اور ضرورت شرح مذکور کے لکھنے کی نہ تھی اور یہہ جو تحریر فرمایا کہ روی
مطلق کے ماقبل کی حرکت کو توجیہ نہین کہتے۔ یہ عبارت حدائق المعجم اور
معیار الاشعار وغیرہ کتب علم عروض کے حاشیے پر لکھنے کے قابل ہے اسکے
جواب مین مشفقی اتنا تحریر فرمائین کہ اوس حرکت کو توجیہ نہین کہتے تو پھر کیا کہتے ہین
کیا نام ہی کس کتاب مین لکھا ہی یا کس سے سننے مین آیا واضح ہو کہ قافیے کے
حروف مین جملہ چھہ حرکتین عام ہین۔ رس۔ اشباع۔ حذو۔ توجیہ۔ مجرے۔ نفاذ
رس حرکت ماقبل تاسیس۔ اشباع حرکت ماقبل دخیل۔ حذو حرکت ماقبل ردف وقید

توجیہ حرکت ماقبل روی۔ مجریٰ حرکت روی مطلق یعنے روی متحرک نفاذ حرکت
وصل وغیرہ عروض دان خوب جانتے ہین کہ ان چہہ حرکتون کے سوا ساتوین
حرکت نہین ہی مشفقی یہان بھی اختراع سے نہ چوکے ساتوین حرکت کا وجود
جو برخلاف تمام عروضیون کے قائم کیا یہ اسواسطے کہ ایک نئی بات لکہنے سے
کمال عروض دانی ثابت ہو کر شہرت کا باعث ہو **نقل ہی** کہ ایک شخص نے چشمہ
زمزم مین پیشاب کرنے کا قصد کیا کسی نے اوس کو منع کیا تو اوسنے کہا کہ
مین اپنی شہرت چاہتا ہون جیسے حاتم طائی کی شہرت ہی منع کرنے والے
نے جواب دیا کہ حاتم طائی کی شہرت تو نیک کام کرنے سے ہوئی اوسنے
کہا کہ میری شہرت اس بد کام کرنے سے ہوگی یہی خیال مشفقی کا ہی صحیح لفظون
صحیح قاعدون مین ایک نئی غلط بات پیدا کرکے اپنی شہرت چاہتے ہین۔

تصحیح (۲۷) حیثیت۔ خاصیت۔ خیریت۔ علمیت۔ غیریت۔ کیفیت۔ محویت
وغیرہ مشفقی نے لکہا ہی کہ یہ الفاظ بتخفیف یائے تحتانی غلط ہین بہ تشدید صحیح وجہہ
تغلیط یہ کہ یہ جملہ الفاظ جو بتخفیف تحتانی سے بعضے شعرائے اردو زبان کے کلام
مین مستعمل ہین غلط ہین بہ تشدید تحتانی جسطرح اصل لغت مین ہین اوسیطرح صحیح ہین
مؤلف کہتا ہی کہ تصحیح (۶۳) مین تخفیف و تشدید کے قاعدے لیے مخفف کو
مشدد اور مشدد کو مخفف کرنا لکہا گیا ہی پس از روئے تصرف مشدد کو
مخفف لانا شعرائے عرب کا استعمال ہی جیسے اس شعر مین ؎

۱؎ اگر شعرائے فارسی زبان کا کلام مشفقی دیکہتے تو شعرائے اردو زبان کو خطا وار نہ سمجہتے با غرض صرف ناہین سے ہو ضیا ۱۲

یہ شعر بحر طویل مین ہی آنک بہ تشدید نون کو شاعر نے بہ تخفیف نون باندہا ہی کتاب شواہد ابن عقیل مین مرقوم ہی اور اسکے تحت مین یہہ عبارت لکہی ہی انک حیث خففت ان المفتوحة اور عروض و ضرب مین تو تخفیف مشدد عربی اشعار مین بہت ہی جیسے اس شعر مین - ابو عبد اللہ ابن مالک سہ

اخبر و بظرف او بحرف جر		ناوین معنی کائن او استقر

لفظ جر و استقر جو در اصل مشدد ہین شاعر نے مخفف باندہے ہین فارسیون نے اس تصرف کا اتباع ہوا ہی قد ۔ خذ ۔ مر ۔ خط وغیرہ کو مخفف لاتے ہین بلکہ بعض اپنی زبان کے مشدد لفظون مین بہی یہ قاعدہ برتا ہی جامی سہ

منزل جانان دوکانست لطف فضا انسٹ بجہ		آب او خوشتر خاک او دلکش ہوایش دلکشا ست

قاآنی سہ

فراز سرو بوستان نشستہ از قمریان		چو مقریان نغز خوان بزمرّدین منارہا

ان دونون شعرون مین لفظ دوکان و زمرد جو در اصل مشدد تہے مخفف ہو گئے ہین اسیطرح خاصیت کیفیت وغیرہ کو سمجہنا چاہئے - انوری سہ

بدوزد از عدم عنقا بناوک		بہ تیر و خاصیت[1] زر شیا انجم

جامی سہ

مردم از لعل تو لطائع من		خاصیت مین کہ داد آبحیات

[1] اس لفظ کے متعلق دستور الفصحا کے صفحہ ۲۴ مین مؤلف نے خود یہ لکہا ہی کہ اسے مشدد یا بطور فارسیان مخفف پڑہنا چاہئے ۔ ضیا ۱۲ [2] لفظ خاصیت بہ تخفیف یا تحتانی کلام فارسیان مین بکثرت مؤلف کی نظر سے گزرا ہی لیکن بہت کم یہ چند شعر جو لکہے بوجہ اختصار لکہے ورنہ اور بہی شعر یاد ہین ۔ ضیا ۱۲

کمال اسمعیل ؎

شرمے بدار تا کنمت نام آدمی	کز آدمی شریف ترین خاصیت حیاست

ہجری قمی ؎

مے کو ز دست ساقی مشکین کلالہ نیست	در صد سبو کیفیت یک پیالہ نیست

حالتی ؎

آنکہ بے شیشۂ محبت او	کیفیت نیست در خم حمرا

آخر کے دونوں شعر بہار عجم مین سے لکھے ہوئے ہین ان کی نسبت مشفقی نے یہہ تحریر فرمایا ہی کہ صاحب بہار نے جو لفظ کیفیت کو بتخفیف تحتانی بھی صحیح لکھا ہی اور دو ایک شعر بھی شعرائے پارس کے سند مین کیفیت مخفف التحتانی کی لایا ہی وہ مستند نہین اسلئے کہ وہ شعرا جنکے شعر لفظ مذکور کی سند مین لایا ہی وہ مشاہیر و معتبر شعرائے عجم سے نہین ہین۔ مؤلف کہتا ہی کہ سبحان اللہ شعرائے عجم تو معتبر نہین اور شعرائے ہند جنہین عجم والے پوچ گو کہتے ہین وہ ایسے معتبر ہوگئے کہ عجم کے شعرا کو غیر معتبر کہنے لگے اور ضرور اسکو سب مان بھی لین گے شعرائے ہند زبان کہو لئے لکھو لئے مشفقی کا حوصلہ بڑہا تو شعرائے عجم پر بھی موںہہ آنے لگے حالانکہ عجم کا خرد سال بچہ بھی مشفقی کو ساری عمر فارسی پڑہانے کو کافی ہوگا غالب دہلوی

سلہ اس عبارت مین پہلے بتخفیف تحتانی۔ لکہا گیا پھر مکرر مخفف التحتانی۔ لکھنے کی ضرورت نہ تھی مگر دوبارہ بترکیب عربی لکہکر مشفقی نے اپنا عربی پر قادر ہونا ظاہر کیا۔ اسکے سوا یہ تمام عبارت الجھی ہوئی ہی جو اہل زبان و نثر نگار صاحبون سے مخفی نہین کاش یون لکھی جاتی کہ صاحب بہار نے جو لفظ کیفیت کو بتخفیف تحتانی بھی صحیح لکھا ہی اور دو ایک شعر بھی شعرائے پارس کے سند مین لایا ہی وہ مستند نہین اسلئے کہ وہ شعرا مشاہیر و معتبر شعرائے عجم سے نہین ہین

مرحوم کو شفقی کے والد مکرم بہت مانتے ہین ایک دن مرحوم کی کتاب قاطع برہان پر بہت کچھ تعریف کر کے یہ فرمایا کہ غالب نے کتاب تو بجائے خود لکھی مگر مجھپر احسان کیا اور اپنی کتاب تنقیح اللغات مین بھی یہ تحریر فرمایا ہی کہ غالب دہلوی کہ مؤلف ہیچمدان کے نزدیک ایسا شاعر مستند اور متتبع کلام اساتذہ شعرائے پارس کا شعرائے ہند مین نہین گزرا۔ اوس مرحوم کا یہ قول عود ہندی مین درج ہی کہ شعرائے عجم کلہم اجمعین مسلم الثبوت ہین۔ خیر کیفیت کے متعلق تو شفقی نے شعرا کو غیر معتبر قرار دیا خاصیت جو انوری وغیرہ کے کلام مین ہی دیکھئے ان شعرا کو کیا کہتے ہین۔ وقس علی ہذا البواقی۔

تصحیح (۷۱) خضر بکسر اول و فتح دوم شفقی نے اس لفظ کو غلط لکھا ہی بکسر اول و بسکون دوم یا بفتح اول و بکسر دوم صحیح فرمایا ہی اور وجہہ تغلیط یہ لکھی ہی کہ لغات عربیہ مین بکسر اول و سکون دوم یا بفتح اول و کسر دوم پایا جاتا ہی صاحب بہار عجم جو بکسر اول و فتح دوم لکھتا ہی یہ لکھنا اوسکا کسی طرح درست نہین کیونکہ لغات عربیہ کے بالکل مخالف ہی اور بعضے شعرائے متاخرین کے قصائد مین جو قافیہ نظر اثر وغیرہ مین پایا جاتا ہی اوسے بفتح دوم نہ تصور کرنا چاہئے اسواسطے کہ ہیچمدان کے عندیہ مین وہ اختلاف توجیہ کا ہی اور اختلاف توجیہ کو اساتذہ شعرائے پارس نے قصائد و مثنوی وغیرہ[1] مین جائز رکھا ہی بلکہ خضر و ان بفتح اول و بکسر دوم ہی جسطرح اصل لغت مین ہی پڑہنا چاہئے انتہے مؤلف کہتا ہی کہ جب لفظ

[1] تصحیح (۶۹) کی طرح یہان بھی شفقی نے قصائد و مثنوی کے بعد لفظ وغیرہ لکھا مطلب تو قصائد و مثنوی سے ہی بلکہ صرف قصائد سے جیسے درمیان عبارت مرقوم ہی مگر وغیرہ لکھکر شفقی اپنی لیاقت علمی وغیرہ کو بھی ظاہر کر دیتے ہین ضیا ۱۲

خفر بکسر اول و بسکون دوم از روے لغات عربیہ صحیح ہی تو تسکین متحرک بھی از روے تصرف شعرائے عرب درست ہی تصحیح (۶۵) مین بیان ہو چکا ہی کہ متحرک کو ساکن اور ساکن کو متحرک کرنا شعرائے عرب مین درست ہی تصحیح مذکور مین تسکین متحرک کی بحث ہی یہان تحریک ساکن کی ہے

تجیبت یارب نوح ؑ واستجبت لہ ٭ فی فلک ماخر فی الیم مشحونا

باعتبار لغت فلک بمعنی کشتی بتسکین لام ہی کلام مجید مین بھی بمعنی مذکور لام کے سکون ہی سے ہی قولہ تعالیٰ جل جلالہ — وتری الفلک مواخر فیہ مگر شعر مذکور مین شاعر نے تحریک لام باندھا اور یہ شعر کتاب شواہد ابن عقیل مین موجود ہی نام شاعر کا نہین لکھا ہی شرح مین یہ عبارت درج ہی وانما حرکت لام الفلک فی البیت للشعر اور آخر مصاریع مین تو ایسا تصرف بکثرت ہی جو اہل علم سے مخفی نہین اسیکی تقلید فارسی مین ہو کر بعض لفظ بجاے تسکین دوم بتحریک مستعمل ہوئے ہین سعدی ہے

عفو کردم از و عملہاے زشت ٭ بفضل خودش آورم در بہشت

حکیم ناصر خسرو ہے

اگر سہوے بود در وے عفو کن ٭ دریدہ پردہ کارم رفو کن

لفظ عفو کی (سے فے) دراصل ساکن ہی مگر ان شعر دونون مین متحرک موجود ہی اسیطرح خفر بسکون دوم کو بھی شعرائے عجم نے بتحریک دوم باندھا ہے صباحی کاشی ہے

از گمرہی بخت سیہ راہ کسم گم ٭ خفرم ہمہ گر راہ نماید بخضر بر

لہ یہ شعر بحر بسیط مین ہی مصرع دوم کا رکن اول مستفعلن کے وزن پر ہی اگر کوئی شخص بجاے مستفعلن لفظ فلک کو مفعولن کے وزن پر بتسکین دوم کہے تو درست نہین اس لئے کہ عربی اوزان مین بسیط کی صدر و ابتدا پر وزن مفعولن مستعمل نہین ہی ضیا ۱۲

ہاتف اصفہانی سہ

پیمبر نہ بدر دسجے بدر نہ شمس ضحے	شمس نہ نور خدا چون خضر اندر خضر

قاآنی سہ

بچشم آب زدش مصطفٰے ز چشمۂ نوش	چنانکہ سوخت جو آتش ز رشک آب خضر

دوسرے قافئے نظر۔ اثر وغیرہ **قولہ** بعضے شعرائے متاخرین کے قصائد
مین جو قافیۂ اثر نظر وغیرہ مین پایا جاتا ہی الخ اس لکھنے سے یہ ظاہر ہوتا ہی کہ
متاخرین ہی کے کلام مین خضر بفتح دوم ہی متقدمین اس طرح نہین باندھتے اگر
متقدمین کا کلام مشفقی دیکھتے تو معلوم ہوتا انکل پچو جو جی چاہا لکھدیا جنھین تحقیق ہی وہ
خوب جانتے ہین کہ متقدمین کے کلام مین بھی مستعمل ہی خاقانی ع رگ مرغان سرسبز خضر مکتبا بہ

فلکی ع

از چہرہ یوسف آمدہ از قدم خضر

دوسرے قافئے نظر اثر وغیرہ **قولہ** قصائد مین جو قافیۂ اثر نظر وغیرہ مین
پایا جاتا ہی اوسے بفتح دوم نہ تصور کرنا چاہیئے اسواسطے کہ ہیچدان کے عندیہ مین
وہ اختلاف توجیہ کا ہی اور اختلاف توجیہ کو اساتذۂ شعرائے پارس نے
قصائد و مثنوی وغیرہ مین جائز رکھا ہی۔ مؤلف کہتا ہی کہ مشفقی نے اپنے عندیہ مین
سمجھ لیا تو یہ اعتبار کے قابل کب ہوسکتا ہی ممکن ہی کہ کوئی شخص اپنے ذہن مین
کچھ سمجھے اور وہ سمجھنا اوس کا صحیح نہ ہو۔ اختلاف توجیہ کا مفصل جواب توضیح
(۶۹) مین لکھا گیا یہان صرف اس قدر لکھا جاتا ہی کہ اگر اختلاف توجیہ جائز ہی تو کیا
ارشد کا قافیہ مقصد کے ساتھ انجم کا قافیہ مستعم کے ساتھ عام طور پر درست نہین

بہرحال مشفقی نے خضر بفتح دوم کے متعلق صاحب بہار عجم کا لکھا تو اپنے نزدیک غلط ثابت کر دیا کوئی مانے یا نہ مانے حالانکہ اونہون نے ازروے سند لکھا ہے مگر مشفقی نے صرف اپنے عندیہ سے فیصلہ کر کے صاحب بہار پر فوق تو حاصل کر لیا عجب نہین جو اپنے عندیہ مین یہ بھی سمجھتے ہون کہ جیسا مین شاعر زبردست اور محقق کامل ہون ایسا کوئی نہوا نہ ہوگا چونکہ مشفقی نے وقتا مثنوی مین جائز فرمایا ہے جسکا مفہوم یہ ہے کہ غزل مین ناجائز ہے اسلیئے غزل سے بھی سند لکھی جاتی ہے عز الدین کاشی سے

او بہ فا و سخت بد و آہ نارسا — درآرزوے دید دگر زیستن چہ سود
گر آرزو نداری دل باید ست چرا — گر عشق نیست مثل خضر زیستن چہ سود

صہبائی سے

مژگانش پیکان ناوک نظر تیز — دل شد نشانش زان سپر ا جگر تیز
در جستجویش چون باد نکبا — ہر سو پریشان مین بسان خضر تیز

رشید ہمدانی سے

کیفیتی کہ دارد در عشق جان سپردن — با زندگی جاوید لطفش خضر ندارد

اردو مین بھی استعمال ہے خاقانی ہند ذوق دہلوی سے

دشت جنون مین کون سجھے راہ ہے ملے — گر غول بھی ملے تو بجا ہے خضر ملے

ولہ

نکلے ہین مرے پار سنا وک ترے دید نظر سے — جا پہنچا کہین چور ہے زخم جگر سے
اے ذوق کسی ہمدم دیرینہ کا ملنا — بہتر ہے ملاقات مسیحا و خضر سے

کبھی تحریک دوم کا تغیر [illegible] الفاظ مین بھی پایا جاتا ہے جلال دیوان اول سے

فرقت مین اپنی دل لگیان ہین نئی نئی		رونا بھی اک ہنسی ہی تڑپنا بھی کھیل ہی

اس شعر مین لفظ لگیان بتحریک گاف بندھا ہی اسیطرح لفظ دہرم وغیرہ جو باعتبار ہندی
الاصل بتسکین دوم ہین اردو مین بتحریک دوم لائے جاتے ہین۔

تصحیح (۲۷) خفگی بمعنی آزردگی وناخوشی بفتحتین پڑہنا شفق نے کہا ہی کہ غلط ہی بفتح اول
وبسکون دوم صحیح فرمایا ہی وجہہ تغلیط یہ لکھی ہی کہ یہ لغت فارسی کا نہین ہی ہندی کا ہی۔
بفتحتین اسکو پڑہنا بجا ہی بفتح اول وسکون دوم جسطرح زبان زد ہی صحیح ہی اور اسیطرح
صحیح ہی صاحب غیاث اللغات جو بفتحتین صحیح اور بسکون دوم غلط لکھتے ہین اسکی کوئی
وجہہ نہین معلوم ہوتی کیونکہ اس لفظ کا نہ کسی لغت مین پتا لگتا ہی نہ کلام فارسیان مین
پایا جاتا ہی پھر بفتحتین کیونکر صحیح ہوسکتا ہی۔ مولف کہتا ہی کہ خفگی کا مادہ دراصل خفہ بفتحتین بمعنی
افسردگی۔ ازخود رفتگی کیطرح جب یائے مصدری اسمین آئی تو ہائے گاف سے
بدلکر خفگی بفتحتین صحیح ہوا۔ بسکون دوم پڑہنے کی یہ وجہہ ہی کہ اول تو تسکین اوسط عربی فارسی
ہی کا تصرف ہی جیسے تصحیح (۶۵) مین بیان ہوا دوسرے یہ کہ ہندی مین تین متحرکون کا
جمع ہونا نہایت ثقیل معلوم ہوتا ہی اور جب تین متحرک جمع ہوتے ہین تو متحرک دوم ہندیونکے
لہجے مین ہمیشہ ساکن ہی بولا جاتا ہی اب رہی معنون سے بحث تو ازروئے
لغت خفہ کے معنے فشردگی گلو و گلو فشردہ کے ثابت ہین۔ ہندی مین جو
بمعنے ناخوشی و آزردگی مستعمل اہل زبان ہی اسکو مجاز سمجھنا چاہیے اور اگر
اس مجاز کو نہین مانتے ہو تو معنی بھی ہندیون کا تصرف سمجھکر ہندکو بغرض
بفتحتین وبسکون حرف دوم دونون طرح درست ہی بفتحتین صرف تصرف
معنوی سمجھا جائیگا اور بسکون حرف دوم تصرف لفظی بھی معنوی بھی اوستادکرم

کا شعر جو اوپر کی تصحیح مین لکھا گیا اوس مین لفظ دل لگیان کا کاف متحرک ہی
بس جب لگیان بتحریک دوم اوستاد مسلم الثبوت کے کلام مین موجود ہی تو
خفگی بتحریک دوم ہرگز غلط نہین ہوسکتا۔

تصحیح (۷۳) خود رفتگی ۔ خود رفتہ انہین مشفقی نے غلط لکھا ہی ان کی جگہہ از خود
رفتگی از خود رفتہ کو صحیح فرمایا ہی وجہہ تغلیط یہ کہ کلام شعرائے عجم مین کہین نہین
پائے جاتے مؤلف لکھتا ہی کہ اردو مین تو برابر مستعمل ہین ۔ قلق لکھنوی ؎

بیخبر انجام ہو جبکا وہ ہی خود رفتگی اپنی		سے چلے تھے ہم کلیسا کیطرف کعبے کو جا نکلے
	ولہ ؎	
یار خود رفتہ ہی شکوہ ہی فراموش مجھے		گوش کر اوسکو ملے ہین لب خاموش مجھے

واضح ہو کہ از خود رفتگی ۔ از خود رفتہ یہ جملے فارسی ہین اور مشفقی فارسی ترکیبون
فارسی جملون کو اردو مین برا سمجھتے ہین جیسے اس کتاب کے حصہ اول تصحیح
(۲۲ و ۲۳) مین مرقوم ہو چکا پھر ان جملون کو مستعمل کیون لکھا باوجود اسکے کہ کلمہ
(از) کو بھی متروک لکھ چکے ہین ملاحظہ ہو حصہ اول تصحیح (۲)۔

تصحیح (۷۴) ذرا بمعنے اندک و قلیل ذال ثخذ سے مشفقی نے اسے غلط فرمایا ہی
زائے ہوز سے صحیح مؤلف لکھتا ہی کہ لفظ ذرّہ بہ تشدید دوم جو بمعنے اندک ہی
اوس سے ذرا بنا یا گیا ہی یعنے رائے ہملہ کو مشدد سے مخفف کر لیا ہی اور
ہائے ہوز کو الف سے بدل دیا ہی اس تصرف سے لفظاً یہ لفظ ہندی ہو گیا چونکہ
اصل مین ذال ہی اسلئے تصرف ہونے پر بھی ذال کو برقرار رکھین گے جیسے لفظ
صف بمعنے بوریا اور طرحدار وغیرہ کو مشفقی نے ہندی لکھکر ان کے اصلی حرفون کو برقرار

پڑگیا ہی۔ اور گزر۔ گزشتہ وغیرہ جو اوستاد اکرم کے دیوانوں مین ذال سے مرقوم ہین اونپر شفقی کیون چپ رہے
تصحیح (۷۵) رمضان شفقی نے اسے بسکون دوم غلط بفتحتین صحیح کہا ہی مؤلف کہتا ہی کہ
گو باعتبار لغت بفتح دوم ہی مگر بسکون دوم بھی اگر فارسی مین نظم آئیگا تو وہی تصرف ٹھہریگا
جو تصحیح (۶۵) مین لکھا گیا ہی چونکہ اردو کے روزمرہ مین بسکون دوم و با علان نون
ہی بولا جاتا ہی اور روزمرہ کا استعمال ہی شفقی کے نزدیک مسلم ہی جیسے اس کتاب
کے حصۂ اول تصحیح (۴۷ و ۴۸) وغیرہ مین مرقوم ہو چکا ہی بس جبتک فارسی کلام سے
مثال نہ ملے اسے بفتح دوم نہ کہین گے تعجب ہی کہ لفظ صدقہ جسکی بحث تصحیح (۷۹)
مین لکھی ہی اوسے تو بسکون دوم شفقی نے مستند لکہا رمضان کو بسکون دوم
مستند کہنے مین کیا قباحت سمجھی جو غلط کہدیا۔

تصحیح (۷۶) زُمرّد بفتح سوم اسے شفقی نے غلط کہا ہی بضم سوم صحیح اور وجہ لغایت یہ
لکھی ہی کہ یہ لفظ لغات عربیہ مین بضم اول و دوم و سوم پایا جاتا ہی بعضے شعرا
پارس کے قصائد مین جو یہ لفظ قافیۂ حذف قد وغیرہ مین آگیا ہی تو یہ اس
بات کو ثابت نہین کرسکتا کہ زمرد بفتح سوم بھی آگیا ہی ^[۱] بضم سوم ہی وہان بھی پڑھنا
چاہیے۔ اسواسطے کہ جلیہ لغت کا غلط سہو اور اسے اختلاف توجیہ سمجھنا چاہیے
اور اختلاف توجیہ سے قافیے مین کچھ فتور نہین آتا قصائد وغیرہ مین اختلاف
توجیہ جائز ہی انتہی مؤلف کہتا ہی کہ اثبات توجیہ کا جواب تو تصحیح (۶۹ و ۷۰) مین

^[۱] (یہ انقطا) شروع عبارت مین پہلے لکھا گیا ہی پہر دوبارہ لکھنے کی کیا ضرورت تھی ضیا ۱۲
^[۲] دہری کی جگہ شفقی آگیا ہی لکہنے کے حالانکہ آگیا ہی تو خود ہی ثابت کرتے ہین ضیا ۱۲

ناظرین ملاحظہ فرما چکے مکرر لکھنے کی ضرورت نہیں اور تصرف شعرا کا حال بھی اون دونون تصحیحون مین ظاہر ہو چکا پس زمرد اگر نفخ سوم شعرائے عجم کے کلام مین آئیگا تو وہی تصرف سمجھا جائیگا۔

تصحیح (۷۷) سرشار بمعنے مست فارسی تصور کرنا غلط ہند جاننا صحیح اور وجہ تغلیط مشفق سے یہ لکھی ہی کہ لغت مین بسیار و پر و لبالب و از سر ریزندہ کے معنے مستفاد ہوتا ہی پس بمعنے مست ہند تصور کرنا چاہیے اور بترکیب فارسی استعمال کرنے سے احتیاط لازم ہی ۔ مؤلف کہتا ہی کہ سرشار بمعنے مست مجازاً مستعمل ہی

صائب ؎

مخمور را نگاہ تو سرشار میکند		بدست را عتاب تو ہشیار میکند

سعدی ؎

سبز شد خط لب یار بہار است بہا		آنچنان مست سرشار بہار است سہا

راہب اصفہانی ؎

شکست توبۂ زاہد چشم سیکونش		بیک نگاہش ناخوردہ می شود سرشار

تصحیح (۷۸) شایق بمعنی شوق دارندہ یعنے عاشق و مشتاق کے معنے مین مشفق نے غلط لکھا ہی ۔ بشوق آورندہ یعنے معشوق کے معنے مین صحیح کہا ہی وجہہ

سلہ اس شعر مین مخمور بمعنے زوال مستی ہی مشفق نے بہی دستور الفصحا کے صفحہ (۳۹) مین یہی معنی لکھے ہین شعر کے معنی یہہ ہوئے کہ جس کا نشا اوتر گیا ہو تیری نگاہ اوس کو مست کر دیتی ہی اور جو مست ہو تیرا عتاب اوسے ہشیار کر دیتا ہی یعنے تیرے عتاب سے اوس کا نشا اوتر جاتا ہی ضیا ۱۲

سلہ مست سرشار یعنے مست بیخود وست ضیا ۱۲

تغلیط یہ لکھی ہی کہ - اِس لفظ کا نہ لغات عربیہ مین پتا نکلتا ہی نہ کلام شعراے عجم مین پایا جاتا ہی - مؤلف لکھتا ہی کہ شایق بمعنے آرزومند منتہی الارب مین موجود ہی اور بمعنے عاشق و مشتاق شعراے عجم کا استعمال بھی ہی حزین ؎

ازانجذاب ذاتی درست روی عالم | باآفتاب تابان ہر ذرہ ایست شایق

قاآنی ؎

شاہ پرستم نہ مال وجاہ پرستم | عاشق گنجینہ ام نہ شایق اژدر

ولہ ؎

شایق فردوس نیست عاشق یزدان | مائل افسار نیست حامل افسر

ولہ ؎

مطیع درگہ او رازمانہ شایق خدمت | گداے حضرت او را ستارہ عاشق فرمان

مشرقی طوسی ؎

جہان عاشق بکوے او بجوے تو بردے لو | بصد شوقت بسر حاضر دل شایق بجان مشتاق

مولوی محمد عبد الصمد صاحب جو مشفقی کے والد مکرم کے شاگرد ہین اونکا تخلص بھی شایق ہی جسکے معنے معشوق کے ہرگز نہین ہوسکتے -

تصحیح (۶۹) صدقہ بسکون دال مہملہ عربی تصور کرنا غلط ہے جاننا صحیح لکھکر وجہ تغلیط مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ - کتب لغت عربیہ مین بالتحتین ہی اور شعراے عجم نے بھی بالتحریک لکھا ہی پس بسکون دال مہملہ ہے تصور کرنا چاہئیے - مؤلف لکھتا ہی ملاحظہ ہو تصحیح (۶۵) وہان تسکین تحریک کی بحث مفصل لکھی گئی ہی اور ثابت کردیا ہی کہ تسکین متحرک شعرا کا تصرف ہی اسیوجہ سے اوستاد مکرم نے لفظ ثمرہ - ظلمات - غلبہ کو بہ تسکین

حرف دوم باندھا ہے تصحیح مذکور میں اِن لفظوں کے متعلق اوستاد موصوف
کے شعر لکھے گئے ہیں۔

تصحیح (۸۰) صف۔ اس لفظ کو بمعنے فرش بوریا وغیرہ فارسی تصور کرنا
مشفقی نے لکھا ہے کہ غلط ہے بمعنے مذکور مستند جاننا صحیح وجہ تغلیط یہ کہ اس لفظ کو
بمعنے مذکور بہ ترکیب فارسی استعمال کرنا مثل صف ماتم وغیرہ کے غلط ہے صف
ماتم کی بغیر ترکیب کہنا صحیح ہوگا۔ مؤلف کہتا ہے کہ اس کے متعلق صاحب اذا اشتغل الا[1]
نے صف بمعنے بوریا غلط لکھکر آخر جیہ لکھا ہے کہ آرے بہ ترکیب صف ماتم بمعنے
فقط آری ماتم مضائقہ ندارد۔

تصحیح (۸۱) صفا۔ مشفقی نے بمعنے صاف کے محل پر اسے غلط لکھا ہے وجہ تغلیط
یہ کہ۔ یہ مصدر ہے بجائے فاعل استعمال اس کا درست نہیں۔ مؤلف کہتا ہے کہ
مصدر بمعنے فاعل تو آتا ہے جیسے زیدٌ عدلٌ یعنے عادلٌ کافیہ میں موجود ہے اور
یہ مبالغۃً فی الوصف ہے اور اردو کے روزمرہ میں تو صفا بمعنے صاف بکثرت مستعمل ہے
اور خوش ہونا کی جگہ خوشی ہونا بھی بولا جاتا ہے اگر وہ قاعدہ ہر جگہ نہ مانا جائے تو
مستند سمجھنا چاہیئے اسلئے کہ روزمرہ کی نثر کا استعمال بھی مشفقی کے نزدیک درست ہے
جیسے جلد اول تصحیح (۷۴ و ۷۸) وغیرہ میں مرقوم ہوا۔

تصحیح (۸۲) عادی بمعنے عادت گیرندہ مشفقی نے غلط فرمایا ہے وجہ تغلیط یہ کہ
یہ لفظ بمعنے مذکور نہ کسی لغت میں ہے نہ کلام فارسیان میں مستعمل نہ ثقات شعرائے
اردو زبان کے کلام میں پایا جاتا ہے کہ مستند ہی تصور کیجئے پس غلط ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ

[1] سلہ نام کتاب مؤلفہ ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی - صفحہ ۱۴

مشفق نے یہ نہین لکھا کہ دراصل اس لفظ کے کیا معنی ہین اسلئے لکھا جاتا ہی کہ
عادی بمعنے عادت کردہ شدہ یعنے وہ چیز وہ امر کی عادت کیگئی ہو لغت سے ثابت ہی
اور استعمال سے بھی گلستان قاآنی نثر خادم ازین معنے غافل کہ این سخن عادی گیرا است
اور بمعنی عادت گیرندہ روزمرہ مین بکثرت مستعمل ہی پس ان معنون مین اس کے
مہند ہونے مین کوئی شک نہین جیسے بخار بمعنے تپ اور جلوس بمعنے حشم سواری
امراو سلاطین وغیرہ الفاظ کو مشفق نے مہند تحریر فرمایا اس کی بھی وہی صورت ہی

وزیر لکھنوی سہ

ذکر ابرو کی زبان عادی ہوئی		بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی

آتش لکھنوی سہ

ہو تلخ کامی شہد ہی سودائے زلف یار مین		عشق افعی نے کیا ہی زہر کا عادی مجھے

صحیح (۴۳) عرصہ بمعنے روزگار و زمانہ و مدت اسے عربی یا فارسی تصور کرنا اور
ترکیب استعمال مین لانا مشفق نے غلط فرمایا ہی بمعنے مذکور مہند جاننے کو صحیح
کہا ہی وجہ تغلیط یہ لکھی ہی کہ عرصہ بمعنے مجوث عنہ نہ کتب لغت مین ہی نہ کلام فارسیان
پایا جاتا ہی ہان بمعنے روزگار و زمانہ و مدت مہند قرار دے لیجئے کس واسطے کہ
عرصہ کتب لغت مین میدان و بساط شطرنج کے معنے پر ہی۔ مؤلف کہتا ہی
کہ عرصہ بمعنے روزگار و زمانہ و مدت محض قیاس ہی ورنہ ایک وقت سے دوسرے
وقت تک جو توسیع ہوتی ہی وہ علاقہ رکھتی ہی وسعت میدان سے
پس بمحل مذکور بولنا مجاز ہی عرصۂ زمان وغیرہ کہین تو کچھہ مضایقہ نہین۔ حزین نظم
کاستہ در عرصۂ ما سے یک دو بیت از دشت خیالش بصفحۂ اظہار جلوہ ہیکٹ ست

تصحیح (۴۸) عطر اگر عطر گلاب ترکیب فارسی مشفقی نے غلط فرمایا ہے عطر اگر کا عطر گلاب کا۔ کہنا صحیح لکھا ہے وجہ تغلیط یہ کہ اگر گلاب اسم ہندی کے ہیں[1] پھر ہندی کے جانب اضافت کیونکر درست ہوسکتی ہے مؤلف کہتا ہے کہ اگر کے ساتھ گلاب کو جو مشفقی نے ہندی لکھا غلط لکھا گلاب فارسی ہے عرق اور پھول دونوں معنوں میں مستعمل شعرائے عجم ہے مثال گلاب بمعنے عرق جامی سے

گلاب از چشم جون افشان شد چشمم | بآن روشن گلاب اور انشستم

حافظ سے

افشان عرق زچہرہ و اطراف باغ را | چون شیشہای دیدہ ما پر گلاب کن

کمال اسمعیل سے

چشم گل شگفتہ و اشکم گلاب گرم | ہر گز مباد کس چو من اندر گل و گلاب

مثال گلاب بمعنے گل امید ہمدانی سے

چو بلبل است ز مستی ہمیشہ فریادم | بود گلابی می چون گل گلاب مرا

طغلی سے

خطش ریحان رخش لالہ قدش سرو | دہن غنچہ لبش برگ گلاب است

حافظ سے

شفا ز گفتہ شکر فشان حافظ جوی | کہ حاجتت بعلاج گلاب و قند مباد

ظاہر ہے کہ گلاب کے پھول اور قند ملکر گلقند بنتا ہے اگر اس جگہ گلاب کے عرق اور قند کا شربت سمجھا جائے تو درست نہیں اسلئے کہ شربت مذکور محرک نزلہ ہے

[1] گلاب ہندی ہے یہ جملہ دونوں معنوں پر حاوی ہے خواہ بمعنے عرق ہو خواہ بمعنے گل ضیا ۱۲

اور اکثر مریضون کا علاج گلقند سے کیا جاتا ہی اور گلاب و قند کی آمیزش سے گلقند ہی مراد ہی جیسے اس شعر مین حافظ ؎

قند آمیختہ با گل نہ علاج دل ماست		بوسۂ چند بیامیز بدشنامے چند

ان سب جھگڑون سے قطع نظر عطر گلاب ہی شعرائے عجم نے باندھا ہی سالک قزوینی ؎

رنگ خامی را بدل کردم ببوئے پختگی		تا جہانگیری کنم عطر گلابم کردہ اند

واضح ہو کہ آغا سید علی صاحب شوشتری نے اسکے متعلق یہ فرمایا کہ عجم مین گلاب اقسام ورد مین سے ایک قسم کے پھول کا نام مخصوص ہی بہر حال مشفقی کے والد مکرم نے بھی لکھا ہی جلال دیوان اول ؎

جب نسیم آتی ہی کھلجاتا ہی غنچہ دل کا		جب نسیم آتی ہی ملجاتی ہی وہ عطر گلاب

دیوان مین بجائے عطر گلاب "عطر و گلاب" درج ہی اضافت کی جگہ واو عطف لکھا ہوا ہی اسلئے یہ عذر ہو سکتا ہی کہ اوستاد مکرم نے اضافت عطر جانب گلاب نہین لکھی ہی جواب یہ ہی کہ کاتب کی غلطی سے بجائے اضافت واو عطف لکھا گیا ہی اگر اضافت کو نہ مانین گے تو شعر کے معنون مین فتور پیدا ہو جائیگا اضافت دینے سے یہ معنے ہین کہ جب نسیم آتی ہی گلاب کا عطر ملجاتی ہی اور عطف سے یہ معنے ہونگے کہ نسیم عطر بھی ملجاتی ہی اور گلاب بھی - ظاہر ہی کہ عطر ملا جاتا ہی گلاب یعنے عرق کوئی نہین ملتا ہان عرق چھڑکا جاتا ہی اگر چھڑکنے کو ملنا لکھین تو یہ زبان نہین بس اوستاد مکرم نے عطر گلاب اضافت ہی سے فرمایا ہی اور بالفرض عطف ہی صحیح مانا جائے جب بھی گلاب کا فارسی ہونا شعر

حصۂ اول تصحیح (۲۴) ملاحظہ ہو مشفق نے لفظ شمشیر بیائے مجہول کے ثبوت
مین یہ تحریر فرمایا ہی کہ کسیکا نام شمشیر خان یا شمشیر بہادر رکہین گے تو اسکو یائے مجہول
ہی سے پکارین گے۔ بس یہان بہی وہی قیاس کرنا چاہئے کہ اگر کسیکا نام عظمت اللہ
یا عظمت خان وغیرہ ہوتا ہے تو بسکون دوم ہی بولا جاتا ہی نہ بتحریک اسکے سوا
بسکون دوم وہی تصرف شعرا ہی جو تصحیح (۲۵) وغیرہ مین بیان ہوا جلال اسیر ؎

می افگند کلاہ ز عظمت بر آسمان		شبہا کہ در سراسر گلزار ماہتاب

اسیدی ؎

با عظمتش سفینۂ آسمان چون ہفت اطباق زمین		برشد علوے اصفہان بار فعتش عرش آستان

تصحیح (۸۶) کسر بمعنی کمی و نقصان مشفق نے لکہا ہی کہ بفتحتین غلط ہی بفتح اول و بسکون دوم
صحیح۔ مؤلف کہتا ہی کہ بفتح اول و بسکون دوم باعتبار اصل بیشک صحیح ہی مگر اوس کے
معنے شکستگی کے ہین اور بمعنی کمی و نقصان جو بفتحتین روزمرہ فصحائے ہند مین بولا جاتا ہی
ہندی ہی حضرت مغفور داغ دہلوی دیوان چہارم ؎

کچہہ کسر ہر بار باقی رہ گئی ؛		صلح مین تکرار باقی رہ گئی ؛

لغات اردو کی کتابین اگر مشفق دیکہتے تو ہرگز ایسا نہ لکہتے —

تصحیح (۸۷) کمخاب قماش معروف مشفق نے اس کو فارسی تصور کرنا
غلط فرمایا ہی کمخا کو اس کا معرب صحیح بتایا ہی وجہہ تغلیط یہ لکہی ہی کہ —

یہ لغت ہندی ہی کسواسطے کہ ہندوستان ہی مین یہ قماش وضع ہوا ہی فارسی

ف؎ مشفق کو یہ بتانا چاہئے کہ یہ کپڑا ہندوستان مین قبل شیوع اسلام وضع ہوا ہی یا بعد
اس سے ہندی یا فارسی ہونا صاف ظاہر ہو جائیگا ضیا ۱۲ —

کیونکر ہو سکتا ہی یہی اسکو بترکیب فارسی استعمال کرنا مثل فرش کمخاب یا مسند

کمخاب غلط ہی کلام شعرا کے بارہ میں جو لفظ کمخاب پایا جاتا ہی یہ تتبع اہل ہند پایا
جاتا ہی چنانچہ کمخا معرب کمخاب کا آگیا ہی مؤلف کہتا ہی کہ کسی چیز کو ہندوستان
میں بنتا ہوا دیکھکر یہ قیاس نہیں ہو سکتا کہ وہ ہندوستان ہی میں وضع ہوئی ہی کیا عجب
ہی کہ عرب یا عجم میں وضع ہوئی ہو اور رواج اوس کے بننے کا ہند میں ہو گیا ہو جیسے
سیکڑوں صنعتیں عرب کی عرب سے مفقود ہو کر یورپ میں رائج ہوئیں اور یورپ
ہی کا ایجاد کہلاتی ہیں ہندوستان میں وضع ہونے کی دلیل شفقی نے ایسی معقول
لکھی ہی کہ قابل تعریف ہی مؤلف کہتا ہی کہ شفقی کی کتاب بھی تو ہندوستان ہی میں
تالیف ہوئی ہی پھر اس کا نام دستور الفصحا کیا ہندی سمجھا جائے آم جو ہندوستان
ہی میں ہوتا ہی اور اوس کا نام انبہ فارسی دانان ہند کا ساختہ
ہی اور پان جو ہند میں ہوتا ہی اور بترکیب فارسی بھی باندھا جاتا ہی جیسے
حصہ اول تصحیح (۱۶) میں لکھا گیا اس کے متعلق شفقی کیا قیاس قایم کرینگے
اصل یہ ہی کہ یہ لفظ بمعنی مذکور کتب لغات فارسیہ میں موجود ہی مگر حرکت
میں اہل لغت کا اختلاف ہوا ہی کسی نے بالکسر صحیح لکھا ہی کسی نے
بالفتح کسی نے بالکسر و بالفتح دونوں طرح صحیح لکھا ہی شفقی نے
جو کمخا کو کمخاب کا معرب کہا جدت طبع ظاہر کی ورنہ کمخا کمخاب کا مخفف ہی اور
بترکیب فارسی کمخاب اردو میں بھی مستعمل ہی میر باقر حسین ضیا لکھنوی

سجاوٹ ہی کمخاب و زربفت سے		کہ پڑتا ہی عکس آمد و رفت سے

تصحیح (۸۸) لاش اس لفظ کو فارسی تصور کرنا شفقی نے لکھا ہی کہ غلط ہی اسکی

جگہہ لاش صحیح ہی اور وجہہ تغلیط یہ لکھی ہی کہ - یہ لفظ ہندی ہی نہ کسی لغت مین
ہی نہ کلام فارسیان مین پس اس سے بترکیب فارسی اشتقاق کرنا مثل لاشہ یا
عاشق لاش ہر این غلط ہی صاحب غیاث اللغات نے جو لاش کو بمعنے
مذکور ترکی لکھا ہی اسکی کچھہ اصل نہین معلوم ہوتی یا شعرا سے متاخرین پارس یعنے
سے قاآنی کے کلام مین ایک مقام پر لاش بمعنے تن مردہ جسد کے آیا ہی
اگرچہ قاآنی ثقات شعراے پارس سے ہی لیکن چونکہ ایک شخص[1] کے کلام مین
پایا گیا ہی اس وجہ اطمینان کلی لاش کے فارسی ہونے پر نہین ہو سکتا -
مؤلف کہتا ہی کہ لاش کے فارسی ہونے مین کوئی شک نہین لاشہ اس کا
مزید علیہ ہی مثل خراب و خرابہ - لال و لالہ - ویران و ویرانہ - موج و موجہ - صاحب مقتبسات
کا لکھنا نہایت صحیح ہی قاآنی کے کلام مین جو صرف ایک مقام پر ہونا مشفق نے
تحریر فرمایا کوئی یہ پوچھے کہ آپنے اوس کا کلام بھی تمام و کمال دیکھا یا صرف قیاس سے
یا کسی سے سن لیا یا از روے استخارہ فرمایا یا قاآنی کی ارواح خواب مین کہہ گئی
آخر کیونکر معلوم ہوا کہ قاآنی کے کلام مین ایک ہی جگہہ ہی - مؤلف کو تو سرسری نظر کرنے سے
قاآنی کے کلام مین کئی جگہہ ملا وہو ہذا

---

[1] مشفق کے بالکل اسی قسم کے جواب دئے جاتے ہین کہین کہتے ہین کہ ایک شخص کا قول مسلم نہین کہین فرماتے ہین کہ اقتدا باتباع اہل ہند بازداشتی کہین کہا جاتا ہی کہ اس مین الفاظ بدل گئے ہین یون نہین یون ہی کہین بیان ہوتا ہی کہ یہ لفظ ایک آدھ جگہہ آیا تو سند نہین ہو سکتا کہین کہتے ہین کلام مستند نہی گئی ہی اوسکے کلام مین کسیکے بعد مانا جائیگا کسیکو کہا ہی کہ وہ شاعر ثقات شعرا مین نہین جو اوس کا کلام مستند سمجہا جاے کسیکی نسبت یہ تحریر کیا ہی کہ گو وہ عجم کا شاعر ہی مگر ہندوستان مین بہت دن رہا ہی اسلئے اوس کا کلام سند کے قابل نہین غرض جہانتک ممکن ہوتا ہی اپنے قول کی ترجیح کے لئے بہت سی باتین بنائی جاتی ہین - ضیا ۱۲

چہ بارہ خصم ملک و دین کہ گرد ساز بزم و کین ۔۔۔ کہ ساختی بصر زمین ز لاشہ شان مزار ہا

ولہ

بانفس تابعی ز رستم سپہ شیر مردان تہمتن ۔۔۔ دیو دو را تا قیامت تا نفس نکشد

ولہ

نہنگ تیغ او برد جسم ولیدان مطحنہ ہزاران ۔۔۔ بتو قاب شیر او بسا کہ لاشہ شیران ستنغر

اگر ڈھونڈھا جاوے تو یقین ہے کہ قاآنی کے کلام مین اور بھی بہت جگہہ نکلے گا چونکہ مشفقی نے صرف ایک مقام کی تخصیص تحریر فرمائی ہے اور نکالا کسی مقام پر تو خجالت دو ہونے کے واسطے شاید یہ ترکیب کرین گے کہ ایک مقام پر تو لاشہ کے معنے تن مردہ کے بیان کرین گے دوسرے مقامون پر کچھہ دوسرے معنے کہین گے

قولہ اگرچہ قاآنی ثقات شعرائے پارس سے ہے لیکن چونکہ ایک شخص کے کلام مین پایا گیا بدین وجہ اطمینان کلی لاشہ کے فارسی ہونے پر نہین ہو سکتا - مولف کہتا ہے کہ مشفقی تو ہندی گو ہین اور ثقات شعرا مین سے بھی نہین ان ایک اکیلے کے کہنے کو کون مانے گا ان کے کہنے سے تو قاآنی کی وقعت بال برابر بھی کم نہین ہو سکتی اور جب ایک شخص کا قول اطمینان کے قابل نہین تو کتاب دستور الفصحا لغو و مہمل ٹھہری کہ لکھنے والے مشفقی ایک ہی شخص مین اسیطرح ہر قول ایک شخص کا قابل تسلیم نہین ہو سکتا - اور یہہ عجیب و غریب پہیلی ہے کہ قاآنی ثقات شعرا مین سے بھی ہے اور اوسکے کلام سے اطمینان کلی بھی نہین - بھلا قاآنی کے مقابلے مین آپکی ہستی اور آپ کا اطمینان غیر اطمینان ہی کیا ذرا اپنے والد مکرم سے دریافت کرین کہ قاآنی کس رتبے کا استاد مسلم الثبوت متاخرین مین گزرا ہے جسکو سب نے مانا اور [illegible] تک

مانینگے مرزا محمد تقی خان سپہر کو باوجود خطاب ملک الشعرائی اور باوصف عمارتِ علم و فضل و نکتہ دان و محقق ہونے کے وہ شہرت نصیب نہوئی جو قاآنی کو ہوئی شفق کو اگر اطمینان کلّی نہین تو اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ کسیقدر تو اطمینان ضرور ہے اور جب غیاث مین موجود ہے اور قاآنی کے کلام مین بھی نکلا تو کیا شبہہ رہا اور قاآنی کے سوا دوسرے شعرا کے کلام مین بھی ہے اسیدی سے

لاشِ عدو خاک شد خاک بر افلاک شد	روئے زمین پاک شد یافتہ عالم صفا

صباحی سے

این سیکند بجسم عدو چو جوزن دان	وین لاشِ او بخاک برابر بزرمگاہ

تصحیح (۸۹) لال جوہر سرخ رنگ یعنے لعل کے معنے مین فارسی تصور کر کے شفق نے غلط فرمایا ہی ہندی سمجھنے کو صحیح کہا ہی وجہہ تغلیط یہ لکھی ہی کہ۔ لال الف سے بمعنے لعل ہندی ہی فارسی نہین ہی اسواسطے کہ کلام شعرائے عجم مین قافیہ حال خال وغیرہ مین کہین نہین پایا جاتا لال رنگ سرخ کے معنے پر فارسی ہندی دونون مین مشترک ہی۔ مؤلف لکھتا ہی کہ لال رنگ سرخ اور گنگ کے علاوہ بمعنے جوہر سرخ رنگ بھی لغت سے ثابت ہی اور لعل اوسکا معرب لکھا ہو اہی دوسری کتابونکے سوا فرہنگ انجمن آرائے ناصری جیسی مستند کتاب مین اسکے متعلق یہ عبارت مرقوم ہی کہ۔ جوہریست گرانمایہ کہ رنگ آن سرخ باشد و بہترین انہا آن از کوہ بدخشان حاصل شود و معرب آن لعل است۔

تصحیح (۹۰) محرم اس لفظ کے متعلق شفق نے وجہہ تغلیط یہ لکھی ہی کہ۔ محرم لغت مین رازدان کے معنے پر ہی عورتون کی انگیا کی کٹوری کے معنے پر مصنوع ہی پس ترکیب

فارسی شد استعمال کرنا چاہیے مولف کہتا ہی کہ محرم بترکیب فارسی بھی اساتذہ کے کلام مین آیا ہی آتش ؎

کسیکی محرم آب رواں وہ یاد آئی ‖ حباب کے جو برابر کبھی حباب آیا

آبِ رواں مع اضافت ایک قسم کے کپڑے کا نام بھی ہی لہٰذا ہی اسی قسم کے الفاظ مین ترکیب فارسی کا جواز تصحیح (۶۴) مین مرقوم ہو چکا اور تصحیح (۸۴) مین بھی لکھا گیا ہی واضح ہو کہ مشفق نے جو محرم کے معنی انگیا کی کٹوری تحریر فرمائے شعر مسطور سے بھی وہی معنی پیدا ہین مگر اہل زبان مین محرم انگیا کو کہتے ہین نہ صرف کٹوری کو شاید شعر مین تسمیہ جز باسم کل بطور مجاز باندھا گیا ہو

تصحیح (۹۱) مخمور بمعنے مست و بیہوش غلط بمعنے نشاء خمار صحیح لکھکر وجہ تغلیط مشفق نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ لغات معتبرہ عربیہ مین کہین بمعنی مست و بیہوش نہین بمعنے صاحب خمار کہ خمار عبارت زوال مستی سے ہی پایا جاتا ہی ۔ اور مشفق کے والد مکرم نے منتخب اللغات مین یہ تحریر فرمایا ہی کہ مخمور بمعنے مست و بیہوش جو مشہور ہی اگرچہ لغات معتبرہ عربیہ مین کہین ان معنے پر نہین پایا جاتا لیکن کلام شعرائے پارس مین بمعنے مست و بیہوش مستعمل ہی سعدی ؎

گنہگار دخود راست وشہوت پرست ‖ بغفلت شب و روز مخمور و مست

نظامی ؎

اگر ہشیار وگر مخمور باشی ‖ چنان زی کز تعرض دور باشی

پس بطور فارسیان مخمور بمعنے مست درست ہی محل گفتگو نہین انتہے اب مشفق سے

؎ دیباچہ مین جو تحریر ہوا کہ مشفق نے اپنے والد مکرم کے خلاف مین کتاب لکھی ہی اگرچہ اکثر جگہ اوسکا ثبوت ناظرین کو ہو چکا اور آگے اور ہو جائیگا مگر اس جگہ تو صاف روشن ہی کہ باپ نے جن معنون مین صحیح لکھا بیٹے نے اون معنون مین غلط کہا کیون فضولی اور رشید فرزند ایسے ہی ہوتے ہین ضیا ۱۲

یہہ پوچہتا ہون کہ آپنے جو مخمور بمعنے مست دیباچہ میں غلط کہا یہ مانا جائے
یا آپکے والد مکرم نے جو معنے مذکور درست فرمایا اوسکو مانین۔
اِس کے جوابمین مشفق یہہ کہینگے کہ مین نے ازروئے لغت
عربیہ بمعنے مست غلط کہا ہی استعمال فارسیان سے بحث نہین ہی۔
اسکا جواب یہ ہی کہ جب کسی لفظ کو کسی معنے مین غلط لکہدیا تو اوس کا
استعمال صحیح کب ہو سکتا ہی جو باندہیگا غلطی پر محمول ہوگا
اور بوجہہ صحیح بوجہہ غلط یہ اجتماع ضدین ہو جائیگا
اور جمع ہونا دو ضدون کا محال ہی۔ تحقیق یہہ ہی کہ مخمور بمعنے مستی
و زوال مستی دونون طرح مستعمل ہی۔ اگرچہ بمعنے مستی اوپر کے
دونون شعرون سے ثابت ہی مگر اونکے سوا اور بہی
بہت جگہہ شعرائے عجم کے کلام مین ہی **مثال مخمور**
بمعنے مست حافظ

از فروغ نرگس مخمور چشم می پرست | حافظ خلوت نشین را در شراب انداختی

ولہ

چشم مخمور تو دارد ز دلم قصد جگر | ترک مست است مگر میل کباب دارد

صائب

ترک چشم مخمورش مست ناتوانی ہاست | سرمہ با نگاہ او گرم ہمصفائی ہاست

قاآنی

آن حسین سبزہ حسینی کہ چشم روزگار | از مے مینائے مہرت جاودان مخمور باد

جلال دیوان دوم

گلگشت مین سمجھکے اوسے آنکھ یار کی | بوسے چمن مین نرگس مخمور کے لئے

مثال مخمور بمعنے زوال مستی حافظ

فریاد کہ آن ساقی شکر لب سرمست | دانست کہ مخمورم و جامے نفرستاد

وله

مژدگانی بدہ ای دل کہ دگر مطرب عشق | راہ مستانہ زد و چارۂ مخموری کرد

صائب

چشم پرشش ز تو دارند چہ مخمور چہ مست | نرگسے نیست درین باغ کہ مخمور تو نیست [۱]

وله

ای مسیحا از علاجم دست کوتہ کن کہ نیست | صندلے از لالۂ زخم بہتر سر مخمور را

قولہ خمار عبارت زوال مستی سے ہی۔ مؤلف کہتا ہی کہ خمار زوال مستی کے سوا مست و بیہوش اور نشے کی حالت کے معنے مین بھی آتا ہی لغت سے ثابت ہی چنانچہ فرہنگ ناصری مین مرقوم ہی اور شعراے عجم مین مستعمل بھی ہی حکیم فرخی

تو یار خداے ہمہ خوبان خماری | وز عشق تو ہر روز مرا تازہ خماریست [۲]

اسیری

روزیکہ از شراب ز ساغر نبود نام | جانم ز جام وصل تو مست و خمار [illegible] [۳]

[۱] پہلے مصرع مین مخمور بمعنے زوال مستی ہی دوسرے مصرع مین بمعنی مستی ضیا ۱۲

[۲] یعنے تازہ مستی عشق۔ ضیا ۱۲

[۳] یعنے مست و بیخود۔ ضیا ۱۲

صائب

بنائے زندگی عصر ہم باب رسید ۔ ہنوز از دم تیغش خمار می ریزد

حافظ

خمار عشق تو دی شب درا اندرونم بود ۔ کجاست وقت عبادت چہ جائے دعا

صباحی کاشی

ساقی دوران اگر آبے بجام خاک ریخت ۔ کا نچہ اندر گلستان بے بادہ چشمش را خمار

رفیق اصفہانی

راحت و رنج است عادت بہر احباب و عدو ۔ چون خمار مے کہ او ہم مستی و ہم درد سر

قاآنی

بجز از چشم او ندیدہ کسے ۔ ترک سیہ بادہ در خمار بود

تصحیح (۹۲) مستانہ بمعنے مست مشفقی نے لکھا ہے کہ غلط ہے وجہ تغلیط یہہ تحریر کی ہے کہ یہہ لفظ بھی مثل بیتابانہ رندانہ شاہانہ وغیرہ کے صفت واقع ہوا کرتا ہے۔ مثل جلوہ مستانہ۔ دل مستانہ نغز مستانہ وغیرہ کے پس بمعنے مست اسکا استعمال کرنا غلط ہے سوائے اسکے مستان جو مست کی جمع ہے اس مین (ہے) نسبت کی لگا کر مستانہ کیا ہے مؤلف کہتا ہے کہ اگرچہ فارسی مین مستانہ ا۔ آیا ہے مگر وہان وے نسبت کی تاویل ہو سکتی ہے اور عاشق و شیدا کے معنے بھی ہوتے ہین اسلئے یہہ لکھا جاتا ہے کہ اساتذہ ہند کے کلام مین مستانہ بمعنے مست بھی مستعمل ہے لکھنوی

واعظو خیر ہے کیا ہی مستانہ عشق ۔ تلو کو ثر ہو مبارک ہمین پیمانہ عشق

ولہ

ہیچ سرخا ست محبت ہی پڑیا ل ملک	حوض کوثر پہ کھڑے رہتے ہین مستانۂ عشق

تصحیح (۹۳) مضطر ار ستے مخصوص بمعنے عاجز لکھکر یعنی مضطرب بمعنے بیقرار اسکو غنی مشفقی نے لکھا ہی یہ غلط ہی مؤلف کہتا ہی کہ اگرچہ مضطر بمعنے عاجز و بیچارہ ہی مگر بے اختیار اور ضرر رسیدہ کے معنے بھی لغت سے مستفاد ہین اور ضرر رسیدہ و بے اختیار کا بیتاب و بیقرار ہونا ضرور ہی پس ان معنون مجاز تصور کرنا چاہیئے حضوری ہی

بیقرار ہیں کہ عاشق بے تو ور شنت سپہر	با قرارش آبروے برق مضطر ریختند

اسیری

مضطر بجسم جانش ز بیم دسام تو	چون مرغ نو گرفتۂ صیاد در قفس

مشفقی نے جو خاقانی ہند ذوق دہلوی مرحوم کے اس شعر مین

ابر تر آنسو بہانا کوئی ہمسے سیکھ جائیگا	برق مضطر تلملانا کوئی ہمسے سیکھ جائے

لفظ مضطر کو غلط و نادرست کہا اس کہنے کو چاند پر خاک ڈالنا اور آسمان پر تہوکنا تصور کیا جائے ۔

تصحیح (۹۴) منصب بفتح صاد مہملہ غلط بکسر صحیح اور وجہہ تغلیط مشفقی نے یہ تحریر فرمائی ہی کہ یہہ لفظ بفتح صاد مہملہ غلط ہی کو کسب مکتب وغیرہ کے قوافی مین نہ لانا چاہیئے ۔ مؤلف کہتا ہی کہ اس لفظ کو بفتح صاد مہملہ باندہنا فارسیون کے تصرفات سے ہی جیسے تصحیح (۶۹) مین بیان ہوا صائب

مکن در مد احسان کوتہی گر منصبے داری	کہ باشد باد دستی لنگر آرام منصب را

جلال اسیر ؎

عزل و نصب بد و نیک تمنا دل است	کر دئی در عدم این مشق کہ منصب خواہی

فلکی ؎

خصم لرزان ز تو چون پرچم رایت زہوا	تیغ قایم بتو چون رایت تو بر منصب

دوسرے قافئے کوکب مکتب وغیرہ۔

تصحیح (۹۵) منت اس لفظ کو بمعنے خوشامد و عجز و انکسار عربی فارسی تصور کرنا منشقفی نے غلط فرمایا ہی مہند جاننا صحیح وجہہ تغلیط یہہ کہ۔ یہہ لفظ کتب لغت مین بمعنے مذکور نہین آیا احسان و نکوئی کردن کے معنے پر[1] ہی مؤلف لکھتا ہی کہ احسان و نکوئی کردن کے معنون کی تخصیص کیسی نیکی کرکے احسان جتانے کے معنے مین بھی آتا ہی۔ فی الصراح اَلمِنَّةُ تَهدِمُ[2] الصَّنِيعَة قول عرب از گلستان سعدی جُد وَلَا تَمُنَّ لِاَنَّ الفَائِدَةَ اِلَيكَ عَائِدَةٌ[3] قولہ تعالےٰ جل جلالہ يَا اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُبطِلُوا صَدَقَاتِكُم بِالمَنِّ وَالاَذىٰ[4] سعدی ؎

درخت کرم ہر کجا بیخ کرد	گزشت از فلک شاخ و بالا او

[1] تمام دستور الفصحی مین (معنے پر) ہی لکھا ہی یہہ خلاف محاورہ ہی فصحا (معنے مین) یا (معنون مین بولتے ہین) یہان بھی منشقفی نے ایجاد بندہ کی صنعت پیدا کی۔ ضیا ۱۲

[2] احسان جتانا ہدم کرتا ہی نیکی کو۔ ضیا ۱۲

[3] نیکی کر اور مت احسان جتا اسواسطے کہ فائدہ تیری طرف پھرنے والا ہی۔ ضیا ۱۲

[4] اے لوگو جو ایمان لائے ہو مت باطل کرو خیراتیں اپنی کو ساتھ احسان جتانے اور ایذا دینے کے۔ ضیا ۱۲

بمنّت منه ازه برپاے او		گرامیداری کز و بر خوری

ان مثالوں مین اگر احسان رکھنے احسان جتانے کے معنے نہ لئے جائین وہی احسان وتکوئی کردن کے معنے لئے جائین تو مطلب ہی کچھہ کا کچھہ یعنے مہمل ہوا جاتا ہی فافہم وتدبر اور قاموس مین احسان کرنا۔ احسان جتانا۔ ضعیف کرنا۔ قطع کرنا۔ تھکانا۔ نقصان۔ اِتنے معنے لکھے ہوئے ہین اب رہے التجا وخوشامد وعجز وانکسار کے معنے تو اون معنون مین بھی مستعمل فارسیان ہی خسرو ع خلقے بمنّت یکطرف آن شوخ تنہا یکطرف۔

	وصال شیرازی ع درآن رضوان بمنّت گشتہ مزدور	
	ملا محمد باقر فائز ؎	

کہ بجان آدم از منّت در بالے چند		ماہ من لطف کن از خانہ برون آے دمے
	روحانی ؎	
میروم دامن کشان چندانکہ منّت میکنم		من بمنّت در خیالش او زمن چابک روان

تصحیح (۹۶) موسم اس لفظ کو بفتح ثالث بمعنے فصل مشفقی نے غلط لکھا ہی

سلمہ جب بفتح ثالث لکھدیا تو معنے لکھنے کی ضرورت نہ تہی اِسلئے کہ بفتح ثالث دوسرے معنون مین بہین آتا خیر صراحت مزید سہی مگر بمعنے فصل جو مشفقی نے لکھا ہی اہل علم سے مخفی نہین کہ فصل۔ یک حصہ از سخن وبارۂ از کلام وجدا کردن وجدا شدن وپردہ وحجاب میان دو چیز وباز داشتن وبریدن وقطع چیزے وتمیز دہندہ شے از مشارکات ذاتیہ وغیرہ اتنے معنون مین آتا ہی جب موسم بمعنے فصل لکھا گیا تو جتنے فصل کے معنے ہین اُن سب معنون مین موسم ہی درست ٹھیرا کاش مشفقی اختراع کو کام نفرماتے اور وہی لغوی معنے ہنگام چیزے لکھدیتے تو بہتر تہا۔ ضیا ۱۲

بکسر تصحیح مؤلف لکھتا ہی کہ بفتح سوم باندہنا تصرفات سے ہی جیسے تصحیح (۶۹ و ۷۶ و ۹۴) مین لکھا گیا اور شوق صاحب نے اسکے ثبوت مین یہہ سند دی ہی محمد خلیل صاحب ماندرانی سے

مصرع اول	مصرع دوم
در روز خوش و بہار خرم	آمد ز بہشت عدن با ہم
ساقی فاسقنی براح	بر موجب اقتضائے موسم

جواب تصحیح ہو کہ اردو والون کا لہجہ بھی بفتح سوم ہی ہی اور استعمال شعرا بھی خاقانی ہند ذوق مرحوم سے

مصرع اول	مصرع دوم
پیے یار روز عید محرم سے کم نہین	جام شراب دیدۂ پرنم سے کم نہین
ٹپکا ہی رخ زرد پہ کیا اشک لالہ گون	اپنی خزان بہار کے موسم سے کم نہین

اوستاد کل میر تقی دہلوی سے

مصرع اول	مصرع دوم
بغیر دل کہ یہہ قیمت ہی سارے عالم کی	کسو سے کام نہین رکھتی جنس آدم کی
قفس مین میر نہین جوش داغ سینے پر	ہوس نکالی ہی ہمنے بھی گل کے موسم کی

تصحیح (۹۷) میت بمعنی مردہ بفتح یائے مشددہ مشفقی نے لکھا ہی کہ غلط ہی بکسر یائے مشددہ صحیح وجہ تغلیط یہہ لکھی ہی کہ یہہ لفظ بفتح یائے مشددہ غلط مستعمل ہی شعرا بسبب بے علمی کے اکثر تربت۔ رفعت۔ صحبت۔ وغیرہ کا قافیہ کرجاتے ہین یہہ نادرست ہی۔ مؤلف لکھتا ہی یہہ لفظ بکسر دوم از روئے لغت عربی بیشک صحیح ہی مگر بعض فارسی لغت مین اسکے متعلق یہہ لکھا ہی کہ بفتح دوم فارسیونکا تصرف ہی پس اگر شعرائے عجم کے کلام مین بھی بفتح نکلے گا تو وہی تصرف سمجہا جائیگا جو اوپر کی تصحیح اور تصحیح (۶۹ و ۹۴) مین لکھا گیا۔

تصحیح (۹۸) نشا اس لفظ کی تغلیط مین مشفقی نے یہہ عبارت لکھی ہے کہ ۔ بمعنے کیفیت کہ از نوشیدن شراب وغیرہ پیدا میشود بفتحتین بر وزن صبا ۔ اسکے بدلے لفظ نشہ کو صحیح لکھا ہے اور اسکا حلیہ یہہ تحریر فرمایا ہے کہ ۔ بفتح اول و سکون ثانی و ہمزہ مفتوح و تاے موقوفہ ۔ مؤلف لکھتا ہے کہ باعتبار لغت عرب بمعنے مذکور لفظ نشوۃ ہے غالباً فارسیون نے نشوۃ سے نشہ مفرس کرلیا ہے اگرچہ قیاس یہہ چاہتا ہے کہ نشوۃ کا واو ہمزہ سے بدلکر نشأہ حسب حلیۂ مرقومۂ بالا درست ہو مگر غیاث مین اسکو بروزن پشہ لکھا ہے دوسری کتابون سے پتا نہین چلتا اور چونکہ بروزن پشہ اور بروزن قشقہ دونون طرح فعلن کے وزن پر ہے اسلئے اشعار سے بھی ثابت نہین ہوسکتا کہ حرف دوم مشدد ہے یا ساکن پس مشفقی نے جو غیاث کے خلاف لکھا وہ کونسی کتاب سے لکھا اسی سے ملتبس جو ایک دوسرا لفظ ہے جسکا تثنیہ نشئین آتا ہے اگر اوسکا خیال کیا تو غلط خیال کیا اسلئے کہ اوسکے آخر مین ہمزہ بصورت الف لغت سے ثابت ہے اور رسم الخط مین یون لکھتے ہین (نشأ) اور معنے بھی آفریدہ و عالم کے ہین المختصر نشا بروزن صبا اردو والون کا لفظی تصرف ہے الف کیساتھہ یہہ لفظ ٹھیٹھ کہلائے گا اور اسکا امالہ و جمع (نشے) سب کے ساتھہ ہوتے ہین خاقانی ہند ذوق دہلوی ؎

رات پیتا تھا مین ساقی جو نشے مین بہکا	خس شیشہ کو لگا کہنے خس جام شراب

۱۵ فارسی لفظون فارسی ترکیبون تک تو مشفقی تصرفات بیجا کرتے ہین پھر اردو کی کتاب مین یہ فارسی عبارت کیون لکھی یا تو اس بیان کو اپنی زبان مین ادا نکرسکے یا اپنا فارسی دان فارسی گو ہونا ظاہر کیا بات کا بیان تھا اس سادہ بیانگی کے گئے ضیا ۱۲

ولہ

دشنام ہوکے وہ ترش ابرو ہزار دے | یہان وہ نشے کہ جھیلین ترشی اتار دے

رند سے

مئے حسن کی کیا ہوئین وہ ترنگین | نشے رند نے کیا اوتارے تمہارے

فرہنگ آصفی جو اردو لغات مین نہایت مستند کتاب ہے اس لفظ کی سند مین اوسمین بھی اشعار ذیل مرقوم ہین معروف سے

زاہدا بیدار یون سے گرچہ تم ہو مست خواب | اوسکو دیکھو تو ہیرن ہوجائے حضرت کا نشا

ذوق سے

جتنے نشے ہین بہار وش نشہ شراب | ہو جاتے بدمزہ ہین جو بڑھ جاتے حد سے ہین

میر سے

کھلا نشے مین جو پگڑی کا پیچ اوسکی میر | سمند ناز کو اک اور تازیانہ ہوا

انور شاگرد ذوق سے

وہ ہی کچھ ہی باخبر جو ہی ادھر سے بیخبر | یہان ہی وہ ہشیار جو وہان کے نشے مین چور ہی

حالی سے

نشے مین تکبر کے ہی چور کوئی | حسد کے مرض مین ہی رنجور کوئی

سرور لکھنوی سے

نشے مین چور ہو اور ہاتھ مین مینا پری ہو | ہمارے گھر مین گر وہ جلوہ گر یون ہو تو بہتر ہی

انشا سے

لے نشے مین جو مجھے یون قوس و رنگ اڑے | تو نہ کیون سبزی سبکے مزا رنگ اڑے

تصحیح (۹۹) نقاہت مشتقی نے بمعنے ناتوانی اِسس لفظ کو غلط لکھا ہی

دیکھہ تغلیط یہہ لکھی ہی کہ نہ لغات عربیہ مین پایا جاتا ہی نہ شعراے پارس کے

کلام مین۔ مؤلف لکھتا ہی کہ نقہ جو اِسس کا مادہ ہی قاموس و محیط مین اوسکے

متعلق یہہ تحریر ہی نَقِهَ مِنْ مَرَضِهِ کَفَرِحَ وَمَنَعَ نَقَهًا وَنُقُوْهًا صَحَّ وَفِيهِ ضَعْفٌ

اَوْ اَفَاقَ وَهُوَ نَاقِهٌ اور منتہی الارب مین یہہ مرقوم ہی نَقِهَ مِنْ

مَرَضِهِ نَقَهًا مُتَحَرِّكَةً نُقُوْهًا بہ شد و برخاست از بیماری و ہنوز ضعیف

باقی است۔ اب رہا استعمال عرب تو آغا سید علی صاحب شوشتری

نے اِسکے متعلق یہہ فرمایا کہ۔ اَلنَّقَاهَةُ کَالْکِتَابَةِ جَائِزَةُ الْاِسْتِعْمَالِ لِکَوْنِهِ

مِنَ اللَّازِمِ نَقِهَ نَقَاهَةً کَکَرُمَ کَرَامَةً مَصْدَرٌ لِاَنَّهَا مِنَ الْخِصَالِ النِّسْبِيَّةِ اللَّازِمِيَّةِ

کَمَا اِذَا دَلَّتْ بِمَرَضٍ وَعَرَضٍ اَوْ صِفَةٍ ذَاتِيَّةٍ کَالشَّجَاعَةِ[1] وَالْکِتَابَةِ وَالْاِصَالَةِ

يُقَالُ اَصُلَ اَصَالَةً بِالْفَتْحِ قَالَ الطُّغْرَائِيُّ ع اَصَالَةُ الرَّأْيِ

صَانَتْنِي عَنِ الْخَطَلِ فَيَجُوْزُ فِيْمَا اَوَّلُهُ مَفْتُوْحٌ کَمَا مَرَّ وَ

مَکْسُوْرٌ کَمَا مَضٰى وَمَضْمُوْمٌ کَمَا ذُکِرَ۔ قطع نظر اِس کے

فارسیون مین مستعمل ہی۔ شیخ علی حزین نثر تا آنکہ بیماری من روی

بانحطاط نہاد و از شدت اندوہ نقاہت[2] طرفہ حالتے بود ایضاً تا چار با ضعف

و نقاہتے تمام از لاہور بصوب سلطان پور حرکت نمودہ۔ قاآنی سہ

---

[1] شجاعت بضم اول و بفتح اول دونون طرح لغات عرب سے پایا جاتا ہی۔ ضیا ۱۲

[2] اگر نقاہت کے بدلے کوئی شخص لفظ نحافت لکھے تو ہرگز درست نہین نحافت اور نقاہت کے معنے مین جو فرق ہی اہل علم سے مخفی نہین۔ ضیا ۱۲

چون مہ چاردہ رخشان زصباحت فرید	لیک تن شان ز نقاہت چو مہ نو لاغر

حالتی ؎

او بیا لینم نشستہ چون تو انجم دیدنش	از نقاہت چشم بکشادن نمی آید مرا

برق لکھنوی ؎

ایسا جو نقاہت سے گھٹے گا بدن اوسکا	خود پاؤن مین مجنون کے سلاسل نہ رہیگی

تصحیح (۱۰۰) نقشہ مشفقی نے تحریر فرمایا ہی کہ بمعنے صورت مع اظہار ہا اسکو عربی فارسی تصور کرنا اور بترکیب استعمال مین لانا غلط ہی۔ اسکے بدلے نقش بغیر ہا صحیح لکھکر وجہ تغلیط یہہ لکھی ہی کہ۔ یہہ لفظ مع اظہار ہا کتب لغت مین کھین نکلتا ہی نہ کلام شعراے پارس مین مستعمل ہی پس اسکو عربی و فارسی تصور کرکے مضاف الیہ یا معطوف الیہ نکرنا چاہیئے ہان لغت ہندی کا جاننا چاہیئے اور آخر مین اسکے بجاے ہا الف لکھنا چاہیئے۔ مؤلف کہتا ہی کہ نقش بمعنے نگارش عربی مین ہی اور بقول رضی[1] ہر مصدر کے آخر مین (تے) کو زیادہ کرنا جائز ہو ثلاثی ہو یا رباعی۔ مجرد ہو یا مزید پس نقشۃ بھی مصدر ہوا تاے فوقانی کے وقف سے نقشہ بمعنے نگارش صحیح ہوا۔ بمعنے شکل و حال و کیفیت جو اردو مین مستعمل ہی ہندی ہی اگر مع اظہار لکھین کے تو صرف معنوی تصرف سے معنی مصدر سمجھا جائیگا اور اگر دریا صحرا کے قافیون مین آئیگا تو الف سے لکھا جائیگا اور لفظاً و معناً دونون طرح ہندی ٹھیرے گا یہہ کیا ضرورت ہی کہ بمعنے مذکور لائین تو الف ہی سے لکھین اگر یہہ کہا جاے کہ

[1] یہ شخص عربی مین محقق کامل گزرا ہی کافیہ وغیرہ کی شرح اسی نے لکھی ہی۔ ضیا ۱۲

ہندی مین ہاے مختفی نہین آتی جواب یہہ ہے کہ ہندی مین تو حاے حطی صاد
حطی طوے عین وقاف وغیرہ حروف بھی نہین آتے پھر لفظ محرم انگیا کے معنے مین
اور لفظ صفت فرش کے معنے مین اور طرحدار وصفدار اور غریب صندامیر اور
مقیش وغیرہ کو جو مشفقی نے مہند لکھا یہہ الفاظ بغیر تبدل حروف ہندیہ
کیونکر درست سمجھے جائین گے یعنے جب تک حاے حطی کی جگہہ ہاے ہوز
صاد کی جگہہ سین طوے کے بدلے تے عین کے عوض گاف قاف کے
بجاے گاف نہ ہوگا ہندی کسطرح لکھے جائین گے اور اگر صرف معنوی تصرف
سے مہند ٹھہرے تو وہی معنوی تصرف لفظ نقشہ مین بھی ماننا پڑے گا جیسے
لفظ جلسہ وعرصہ کو مع الہا مشفقی نے مہند لکھا ہے اسیطرح لفظ نقشہ بھی ہندی
معنون مین مع الہا مہند ہے

مشفقی نے تحریر فرمایا ہے کہ جب ذم کا پہلو شعر میں واقع ہو جاتا ہے تو اوس سے علاوہ فصاحت سے گر جانے کے معیوب ہو جاتا ہے - اور مثالیں یہہ لکھی ہیں - ای تاج دولت بر سرت[ف٢] ع لوٹ جاو لگا پکڑ کر دامن جاد کو ع وہ شوخ گرم گرم جو آ کر چلا گیا -

مصرع		مصرع
جو روسیہ چڑھا تیغ سے سر اوسکا اتار		جس طرح سے نغمے کی صدا تار پہ دوڑے

	مصرع	
	چو دالی تکبر چرا میکنی	

اور مشفقی نے یہہ بھی لکھا ہے کہ ایک زبان کا لفظ دوسری زبان میں ضم کا پہلو رکھتا

ف١ چونکہ مشفقی نے اپنی کتاب کے تین حصے بیان کئے ہیں اور در اصل وہی حصے ہیں اسلئے اس ضمیمے کو اگر کوئی شخص تیسرا حصہ قرار دے تو صرف خفت شانی ہے ضمیمہ تیسرا حصہ ہرگز نہیں ہو سکتا اور مشفقی نے خود بھی نہیں لکھا کہ یہہ ضمیمہ تیسرا حصہ سمجھا جائے - ضیا ١٢

ف٢ اگرچہ اس کا قصہ مشہور ہے مگر دال کو مضموم پڑھنا اور ایک ایک رکن کے مقابل ایک ایک

ہو یا کوئی لفظ کسی دوسرے کی اصطلاح مین مذموم معنے مین آتا ہو خواہ
وہ اصطلاح بازاریون کی ہو تو ایسی صورتون مین بھی احتیاط چاہیے مؤلف
لکھتا ہے کہ فارسی گو جتنے ہندی گو مقلد ہین اون مین تو ذم کا پہلو کوئی چیز
نہین ۔ ایک بین [illegible] دل سے شعر کہتے ہین اوسی سے غرض رکھتے ہین

مصرع
از نیستان تا مرا ببریدہ اند

اس مصرع مین لفظ ریدہ ذم کا پہلو رکھتا ہے مگر فارسی والے اس سے
غرض نہین رکھتے مشفقی سنتے تھے منجملہ تمام مثالون کے سعدی علیہ الرحمہ
کے مصرع مین ذم کا پہلو بیان کیا کمال ہی کیا واقعی سعدی نے بڑی غلطی
کی کہ باوجود ہندمین رہنے اور ہندی زبان جاننے کے لفظ چو دالی مین ذم کا
پہلو رہنے دیا اسیطرح لفظ مرا اور لفظ دستے فارسی مین آتا ہے اوسکو
کبھی اہل عجم نہین سمجھتے کہ ہندی مین ذم کا پہلو ہی کمال صاحب اعتراض
کرین کہ فارسیون کو چاہیے کہ ایسے کل لفظ ترک کردین جنہین ہندیون کے
نزدیک ذم کا پہلو ہو ماشاء اللہ مشفقی سنتے تو ہندی زبان کو فارسی پر
حاوی کردیا۔ یا تو ہندی والے فارسیون کے مقلد تھے اب فارسیون کو
ہندیون کا مقلد ہونا پڑا اور جب ایک زبان کا صحیح و فصیح لفظ دوسری

بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۴۰
ٹکڑا موزون یہ کاٹ بنایا یہ بتکلف ضم کا پہلو پیدا کرنا ہے اس طرح تو اکثر اشعار ذم کے پہلو سے خالی نہین
ہوسکتے مثلاً جہان لفظ ذکر بکسر ذال آئے بفتح پڑھین جہان لفظ کس بفتح کاف ہو بضم پڑھین تو یہ کوئی
بات نہین اور تقطیع مین جو الفاظ کے ٹکڑے ہوکر دوسری قسم کے لفظ بنجاتے ہین وہ بھی کچھ اعتبار نہین رکھتے ضیا ۱۲

زبان مین مضمون ہونے سے برُا سمجھا جائے تو ہند والے بھی اون فارسی لفظون کو نہ باندہین جنھین فارسیون کے نزدیک قبیح معنے ہون جیسے لفظ پرزہ کہ ہندی مین ٹکڑے کے معنے مین بولا جاتا ہی مگر لغت مین پرزہ حیض کے کپڑے کے معنے مین لکھا ہوا ہی بلکہ ایسے لفظون کا ہندی ترجمہ بھی ہندی والے مذموم سمجھین جیسے تنخواہ لینا۔ کہ فارسی مین باصطلاح لوطیان تنخواہ گرفتن بیسے کو گرفتن ہی اور کسی کی خبر لینا فارسی مین خبر گرفتن باوے جمع کردن کے معنے مین ہی شعرا کے دیوان دیکھو تو بہت سی جگہہ ذم کا پہلو پایا جائے گا

برق لکھنوی مصرع

چلکے اب عالم ارواح سے صحبت کیجیے

صحبت کرنا ذم کے معنے رکھتا ہی اشک لکھنوی

مصرع

دست و پا دین گے گواہی مری روز محشر

اِس مصرع مین لفظ دست اور پا دین گے مذموم معنے بھی رکھتے مین مستفتی کے والد مکرم کے کلام مین بھی موجود ہی جلال دیوان اول۔

مصرع

اوٹھ بھی کھڑا ہوا تو بیٹھین کا بیٹھین رہا

اِس مصرع کی قباحت ظاہر ہی ولہ

کیا یہ سمجھا تھا کہ مین عرصۂ محشر مین نہین	حشر سے پہرکے بہت جلد چلا او ظالم

اِس شعر کے پہلے مصرع مین جو لفظ چلا ہی اوس مین ذم کا پہلو بعینہ اوسی

مصرع کی طرح ہی جو شفقتی نے لکھا ع وہ شوخ گرم گرم جو آکر چلا گیا ولہ

دل مرا اون کے پاس ہی قاصد		پوچھ لین اوس سے کیونکر آتے ہین

کیونکر آنا شعر مین الف وصل کے کرنے سے اِس طرح بندہا ہی کہ ذم کا پہلو یعنے کروانے کے معنے ہوگئے۔ ولہ

سب ترے ناز ہین گو زندہ ہی کرنیوالے		ڈہونڈہ لینے مین بہانا کوئی مرنے والے

اِس شعر مین لفظ گو زندہ ذم کے معنے رکہتا ہی ولہ ع کبھی اوٹھتا ہی تو اون تلووُن ملنے کے لئے۔ اِس مصرع مین اوٹھتا ہی مذموم معنے کو ظاہر کرتا ہی ولہ دیوان دوم ع حال کھل جائے گا جب آپ سے صحبت ہوگی۔ اِس مصرع مین لفظ صحبت اِس طرح بندہا ہی کہ ذم کا پہلو پیدا ہی ولہ دیوان سوم

دبانے لگا اوٹھتا جوبن کسیکا		اوٹھانے لگا دل کڑاپن کسیکا۔
اب آنکھوں مین کب جھرکی آتی ہین نظرین		کہین دیکھ پایا ہی روزن کسیکا۔

مؤلف کی رائے مین تو اگرچہ سمجھنے والے کے نزدیک شعر مین ذم کا پہلو ہو مگر وہ قابل گرفت نہین اِسلئے کہ کہنے والے نے قصداً مذموم معنے نہین رکہے ہین بلکہ حُسن کے معنے مین کہا ہی اور قصد قائل داخل تعریف شعر اسیواسطے ہی کہ جو کچھہ وہ قصداً لکھے وہ قابل اعتبار ہو پس اس قسم کے اشعار پر حسن معانی سے چشم پوشی کرکے ذم کے معنی پیدا کرنے یا جو ذم کے معنے پیدا ہوگئے ہون ادہر ہی فہم کو متوجہ کرنا حسن شناسان سخن کے نزدیک قصور فہم و فتور عقل کا باعث ہو کر اِس شعر کے مصداق ہی

ایسا کوئی ہنر پر نہین کرتا ہی نظر		اب یہان عیب سخن اہل سخن دیکھتے ہین

واضح ہو کہ آخر کے ورق پر مشفقی نے اصطلاح کنایہ۔ مثل محاورہ مین فرق بیان
کرکے چارون کی تعریف مین چند سطرین تحریر کی ہین۔ مؤلف کہتا ہے کہ فرق اون چند
الفاظ مین بیان کیا جاتا ہے کہ بظاہر جنکے معنے ایک معلوم ہوتے ہون ایک معنے
مین اوسے جاتے ہون اور درحقیقت علیحدہ علیحدہ ہون جیسے باعث۔ سبب
وجہ یا جیسے۔ الفت۔ عشق۔ محبت۔ کہ بظاہر ایک سے معنے مین استعمال پاتے ہین
مگر باعتبار لغت فرق ہے۔ اصطلاح کنایہ مثل محاورہ مین تو بظاہر فرق ہے متحد کب
سمجھے جاتے ہین جو مشفقی نے فرق بتایا کتاب مین کہین ذکر نہین ضمیمے مین
داخل نہین پھر بے محل ان لفظون کو علیحدہ لکھکر فرق بتانے کی کیا ضرورت تھی
کتاب تو مشفقی نے متروک و مستعمل غلط و صحیح الفاظ کے بیان مین لکھی اور
اوس مین فرق اصطلاح وکنایہ ومثل ومحاورہ بیان کیا اس سے مدعا نہ معلوم
ہوا یا تو مشفقی نے چار قسم کے چار لفظ اور اون کی تعریف مین چند
سطرین بطور مشتے نمونہ لکھکر اپنا ہمہ دان ہونا ظاہر کیا یا یہ کہ دیباچہ مین کتاب کو
جو تین حصون پر منقسم کیا ہے اور دو حصے موجود مین تیسرا حصہ معدوم وہ حصہ
شاید ان چار لفظون چند سطرون سے عبارت ہوا اسکے سوا کوئی اور وجہ
سمجھ مین نہین آتی اَللّٰہُ یَعْلَمُ مَا فِیْ قَلْبِہٖ نہین معلوم کیا سمجھکر لکھا۔

ضمیمۂ تحقیقات ضیا

متعلق حصہ اول

از ۔ ملاحظہ ہو تصحیح (۲) مشفقی نے اس کلمہ کو متروک لکھا ہے اوستاد مکرم کے چوتھے دیوان مین موجود ہے ؎

مرے جذب کا تم اثر دیکھ لینا	دل از خود کھچیگا ادھر دیکھ لینا

ولہ

آیا تو ہی یہان مگر از خود گزشتہ سا[1]	میرا پیام بر ابھی شاید وہین نہو

الف واو یا ان حرفون کو عربی فارسی الفاظ کے آخر سے گرانا مشفقی نے متروک تحریر فرمایا ہے تصحیح (۹) مین اس کی بحث مفصل لکھی گئی ہے اور (واو) گرتا ہوا اوستاد مکرم کے تیسرے دیوان سے سند مین پیش کیا گیا ہے چوتھے دیوان سے (یے) بھی گرتی ہوئی مستند ہے

وہ ہمکو وصل مین کیا رونمائی مین دیتا	کہ جسکے دل سے اک ارمان تک نکل نسکا

[1] فارسی ترکیبون اور فارسی جملون فارسی لفظون کو مشفقی برا سمجھتے ہین اس شعر مین (از خود گزشتہ) فارسی کا جملہ ہے دیکھئے اسپر کیا اعتراض کرین ۔ ضیا ۱۲

اگر کوئی یہ کہے کہ (رونمائی) ہندی ہے تو اوس کا کہنا خلاف ہے اسلئے
کہ ہندی مین (موںہ دکھائی) کہتے ہین (رونمائی) فارسی ہے جامی ؎

جان پیش کشت ساختم اگر چہ نیست لائق		دل رونمائی و ہم اروے نمائی

رونما و درست رونما اور رونمائی و درستہ نمائی یہ سب لفظ فارسی ہین -
تاکہ فرہنگ آصفیہ مین شفیق نے متروک لکھا ہے تصحیح (۲۵) مین اوستاد مکرم
کے کلام سے مثالین لکھی گئی ہین اب چوتھے دیوان سے بھی مثالیہ شعر
پیش ہوتا ہے ؎

جو کوئی تاکتا ہے عاشق آئے دہان سے بیٹھے مرے منہ نہ جائے	فرہنگ مین تاک کو مٹانے کے نام ہو جائے بے نشان کا -

تلے اس لفظ کو شفیق نے متروک لکھا ہے تصحیح (۲۶) مین اس کی بحث
لکھی گئی ہے اور اوستاد مکرم کے کلام سے اشعار مثالیہ لکھے گئے ہین
اوستاد موصوف کے چوتھے دیوان مین بھی یہ لفظ موجود ہے ؎

یاد مین زانوے قاتل کے نہ آئی کبھی نیند		گو مرے سر کے تلے حور کا زانو ہوتا

متعلق حصۂ دوم

اضافہ شفیقی نے بمعنے افزونی اس لفظ کو غلط لکھا ہے تصحیح (۵۳)
مین مشرح اس کا بیان کیا گیا ہے چونکہ تصحیح مذکور مین مولف نے جامع اللغات
و فرہنگ اندراج کا ہی داخلہ دیا ہے اسلئے معترض یہ کہے گا کہ کسی عربی
مستند لغت سے کیون نہ لکھا لہذا لکھا جاتا ہے کہ کتاب مجمع البحرین مولفہ
شیخ طریحی نجفی جو لغات شرعیہ مین نہایت مستند ہے اوس مین اضافہ بمعنے

افزونی موجود ہی اور مشارق مین شیخ مرحوم نے یہ حدیث لکہی ہی
وَاَضَافَ اِلَی الْمُقِیْمِ رَکْعَتَیْنِ نماز سافر قصر ہوتی ہی یعنے صرف
دو ہی رکعتین ہوتی ہین مقیم کے واسطے دو رکعتین اضافہ ہوا کرتی ہین۔

افشان اس لفظ کو مشفقی نے مہند فرمایا ہی تصحیح (۵۵) مین شعرائے
عجم کے سوا اوستاد مکرم کے کلام سے بہی سند لکہی گئی ہی اب جو چہوتے
دیوان سے بہی لکہی جاتی ہی ع

چمک تہی جسکی جھپکا جو نہ چشم انجمن کی ۔۔۔ دکہا رہی تہی وہ افشان جمال نور آگین

ولہ

لے لیتے ہین جتنی ہوئی افشانکے بوسے ہم ۔۔۔ ستارے تہین لگاکے جبین جبین جبین

ولہ

جانفشانی میری دیکہین جنکے افشان وصل مین ۔۔۔ تجکو لازم تہی کہ انکے پردہ بلا گردان کرین

تینون شعرون مین لفظ افشان بطور فارسی نون کے اخفا سے موجود
ہی اور تصحیح (۱۶ و ۶۱) مین مشفقی کا قول مرقوم ہی کہ ہندی الفاظ باعلان نون ہی
بولے جاتے ہین۔

جوبن بمعنے پستان مشفقی نے غلط لکہا ہی تصحیح (۶۸) مین اوستاد مکرم
کے کلام سے سند تحریر ہو چکی ہی اب جو چہوتے دیوان سے بہی لکہی جاتی ہی ع

جہکادے آنکہ میری کیا مجال اوس اوجوبن کی ۔۔۔ یہان تک سر کشی کی سرکشی سے ہو نہین سکتا

ولہ

ع جہنڈ بہی نصرفا گویا ہندی ہی ہوا۔ ضیا ۱۲

نمود اوٹھتے جوبن کی کیا کیا ہے سینہ ‎ ‎ دو بیٹے دکھاتے ہین سینے سے ڈہلکر

ولہ

غرور کرتے ہین کیا جو ہین نہ اپنے حسین ‎ ‎ یہ دیر رہتے نہین جلد ڈہلکے جاتے ہین

ولہ

اپنی محرم کے ذرا بند کسے رکھیے تم ‎ ‎ اوٹھتے جوبن کو جوانی کے نہ ڈہلنے دیجیے

مخمور بمعنے مست مشفقی نے اس لفظ کو غلط کہا ہی تصحیح (۹۶) مین اسکی بحث ہو چکی ہی اوستاد مکرم کے چوتھے دیوان سے بھی مثالیہ شعر لکھا جاتا ہی

وہ آنکھین نرگس مخمور پر چشمک زن ‎ ‎ کبھی نہ چار کرے جنسے انکا آہوے چین

تصحیح مذکور مین مشفقی نے لفظ خمار کے معنے صرف زوال مستی کے بیان کئے ہین اور مؤلف نے اس لفظ کو بمعنے مستی بھی ثابت کیا ہی اوستاد مکرم کے چوتھے دیوان مین ان معنے مین بندھا ہی دیکھو یہ شعر

کیا یاد آرہی ہین کسی شوخ مست کی ‎ ‎ کچھ بند کچھ خمار مین آنکھین کھلی ہوئی

اوستاد مکرم نے اس شعر مین صاحب خمار کو مست فرمایا ہی اور مست جبتک نہین کہلا سکتا جب تک اوسکو نشا ہنوز بہرحال ہمارے واسطے تو ہمارے اوستاد کا کلام سند ہی مشفقی مانین یا نہ مانین

شقیش اس کی تغلیط مین مشفقی نے وجہ اغلاط یہ لکھی ہی کہ یہ لغت ہندی ہی بضم میم و قاف مشدد مفتوح و سکون یاے تحتانی جسطرح عرف مین بولا جاتا ہی اوسیطرح صحیح ہی بضم میم و فتح قاف و تحتانی مشدد

مفتوح ہے بکر عربی فارسی تصور کرنا غلط ہے۔ مؤلف لکھتا ہے کہ صاحب غیاث
نے بہار عجم سے اِس لفظ کو لکھکر اسکے متعلق یہہ عبارت لکھی ہے کہ مقیش
بر وزن مشوش تارہائے نقرہ کہ آنرا پہن کردہ باشند از بہار عجم و
بخاطر مؤلف میرسد کہ این صیغہ اسم مفعول است از باب تفعیل ماخوذ
از قیش چون لفظ قیش در قاموس و صراح و منتخب وغیرہ یافتہ نشدہ
ظاہرا عربی نیست و فارسی ہم نباشد چراکہ قاف در فارسی نیاید غالباً
قیش معرب کیس باشد کہ لفظ ہندی است بمعنے موئے سر و تعرب از
لفظ ہندی بسیار آمدہ است چنانکہ قرنفل معرب کرن پھل و اطریفل معرب
تری پھل پس مادہ قیش را در باب تفعیل بردہ اسم مفعول ازان مقیش
برآوردہ اند بر وزن مشوش پس انچہ مقیش بضم میم و تشدید قاف مفتوح
و سکون تحتانی شہرت دارد درست نباشد چراکہ براین وزن صیغہ اسم
مفعول از ہیچ باب نیامدہ و سوائے آن معمول چنانست کہ ہرگاہ اسم مفعول
یا اسم فاعل از لفظ عجمی یا جامد ماخوذ نمایند اکثر از باب تفعیل میسازند۔ مؤلف لکھتا ہے کہ
مقیش بر وزن مشوش بمعنے قاش قاش شدہ معرب کردہ فارسیان ہے
طغراے

طلا[1] دو زنجیرا ہن شوخ مل		مقیش گر رخت رز تار گل

اسیطرح فارسیوں نے دوسرے لفظ بھی معرب کئے ہیں جیسے

[1] طلا بمعنے ذہب عربی میں نہیں آتا اور طائے حطی فارسی کا حرف نہیں ہے پس معلوم ہوتا ہے
کہ مقناطیس وغیرہ کی طرح طلا بھی یا تو یونانی لفظ ہے یا کسی دوسری زبان کا واللہ اعلم بالصواب۔ ضیا ۱۲

[illegible] ۱۲

زلف مزیب ۔ مترش ۔ مطلا وغیرہ وحید سے

چنین کز زیر خط پوشیدہ حسنش میبرد دل را — عجب دارم کہ آن شوخ مزلف آدمی باشد

موجی سے

زلف چون شود دلبر بدولت میرسد عاشق — خط مشکین او خاصیت بال ہما دارد

شولت سے

زلف است رخ خانہ ام زبخت سیاہ — سواد شام فراقم خط لب جام است

والہ ہروی سے

تاریخ بناش گفت والہ — حمام شریف شد مزیب

ابو نصر نصرا سے بدخشانی سے

نزد مسلمان ہندوستانیان — بھر امامت مرد مترشش

منصور سے

ازبسکہ بہمدمان بدیار شدی — چون حسن مترشش بنظر خوار شدی

ہاتفی سے

فگندند گردان سبئے وہم و بیم — بر اسپان تازی مطلا گلیم

طغرا سے

چو عکسش دہد زر کف تاک را — مطلا کند قبضۂ خاک را

مخلص کاشی سے

پنجگان کے روسے زردسے بہر زینت می کشند — در حقیقت نقرہ از خامی مطلا می شود

اردو مین متقیش بقاف مشدد جو بولا جاتا ہے کثرت استعمال

کے سبب اسے مہمل ٹھیرا لیجئے ورنہ صاحب
غیاث نے تو اس طرح بولنے کو نا درست لکھا ہے
جیسے اوپر مرقوم ہو چکا

غرض مؤلف

تصنیف ہو یا تالیف اٹکل پچو تو ہر شخص کتاب لکھکر دعوے کر سکتا ہے کہ ہم بھی
پانچوین سوارون مین ہین۔ مگر مدلل اور ثبوت کے ساتھ لکھنا آسان بات نہین
اس کتاب کی تالیف مین جسقدر محنت مشقت کی گئی ہے اسکو وہی لوگ خوب
سمجھینگے جو اس قسم کی تالیفون مین مشقتین کرتے ہین۔ ناظرین بانصاف مزاج
غور فرما سکتے ہین کہ تلاش و فراہمی اسناد وغیرہ کے واسطے کہان کہان
دوڑنا پڑا ہوگا اور کن کن کتابون کی ضرورت پڑی ہوگی اور کیسی کیسی دقتون سے
ملی ہونگی۔ دولون علما و امرا کے کتب خانون اور کتب خانہ آصفیہ مین ورق
گردانی کرتا رہا ہون۔ مہینون دماغ سوزی اور شب بیداری کی ہے غرض سات برس
کی سخت محنت کا نتیجہ یہ کتاب ہے ہر ہندی ا ہر منشی کے لئے کارآمد ہے بقول سعدی
علیہ الرحمہ۔ مشکلہا نزا بکار آید و مترسلان را بلاغت افزاید۔ جن روشن دلون
بیدار مغزون نے سنا نہایت تعریف فرمائی چنانچہ عالم بے عدیل و بے نظیر
شاعر کامل زباندان مستند جناب مولوی علی حیدر صاحب نظم طباطبائی لکھنوی نے
کتاب سنکر بکمال خوشنودی اسکی تعریف مین یہ قطعہ ارشاد فرمایا ہے **قطعہ**

اردو مین ہوئے تھے تازہ شبہے پیدا	کیا خوب ضیا نے اوس کا لکھا ہی جواب
ای دیدہ وران بزم معنی مژدہ	ہی سرمۂ دیدۂ بصیرت یہہ کتاب

عجب نہین جو منصف مزاج لوگ یہہ فرمائین کہ آجتک ایسی کتاب نظر سے
نہین گزری جو صاحب فہم ہائین گے اون کی تحقیقات کو اس سے نہایت
وسعت و قوت ہوگی اور ضرور اسکی قدر کرکے مؤلف کو دعائے خیر سے
یاد فرمائینگے اور جو کج رائے کہ خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ
وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ کے مصداق ہین وہ ہرگز راہ پر نہ آئینگے نہ مانین گے
مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ سَبِيْلٍ خبر نہاین فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا
مؤلف کو جو کچھہ صحیح سمجھا پہنچا دیا مَا عَلَى الرَّسُوْلِ اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِيْنُ ع
بر رسولان بلاغ باشد و بس۔

شکریہ

شکر ہی کہ یہہ کتاب اللہ جل شانہ کے نام سے شروع ہوکر رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم کے نام پر تمام ہوئی اسکے بعد اون علما و شعرائے محققین اور بعض
اہل عجم و اردو ہند کا شکرگزار ہون جنسے مدد ملی اور امید کرتا ہون کہ دوسری
کتاب ضیاء التحقیق جو تالیف کر رہا ہون اوسمین بھی مدد سے ممنون فرمائینگے
واضح ہو کہ اوس کتاب مین بھی تحقیقات و صحت لفظی کی گئی ہی اور جو کچھہ بسبب
سہو مؤلف و سہو کاتب اس کتاب مین رہگیا ہوگیا وہ بھی اوس مین
صاف کردیا جائے گا اور مستفتی کی کتاب سے بعض لفظ جو بوجہہ سند نہ ملنے

چھوڑ دیئے گئے ہیں سند کی تلاش ہے اگر مل گئے تو وہ بھی لکھے جائینگے بہر حال ضیاء التحقیق بھی نہایت مفید و بکار آمد کتاب ہے اگر عموماً اہل ملک اور خصوصاً حضور بندگان عالی دام اقبالہ اس کتاب کی کچھ قدر کریں گے تو وہ کتاب بھی طبع ہو جائے گی۔

تقریظ علامۂ متبحر عالم یگانہ شعرائے عرب و عجم سرگروہ محققین سرتاج کاملین امام العلما مجتہد الفضلا جناب آغا سید علی صاحب شوشتری المتخلص بہ طوطی المخاطب بہ سلطان العلما ادیب الدولہ سناد الملک دام فیوضہ

منیر الدین مرزائے ضیا را — کہ این خانہ سپہر آفتاب است
بدیدم کاملے گوہر کمالے — نمودہ آنچہ ظاہر بے حجاب است
مرا در صحبت تحقیق و تنقید — ضرورہ پیش از مدح جناب است
گرفتم اینکہ از شہزادگی حیف — نمودم این نہ لایق بر کتاب است
کلامش در حقیقت از ملوک است — ملوکی گر نہ کلام از اکتساب است
بواقع جملہ تحقیقات او نغز — عجب پر مغز چون لب لباب است
بہ تحقیق کلام اوستادش — اگر کوشید با جور و شتاب است
کمال ابن جلال داد و ست مورد — کہ ایرادش بقول و فعل باب است

اگر صائبے بہم از بدی بود — کہ ناحق بد رسم خود صواب است
درایں جا کہ خطا رفتہ است باللہ — جوابے از ضیائش لاجواب است
بہ تحقیقات و تدقیقش تمامے — چو منخول الدقیق احتساب است
سند قیق و تحقیقاتش ہر جائے — تصنیفش ہر طرف کامل نصاب است
اگر بردہ است سنج آوردہ گنجے — کہ افزودن از اعداد وار حساب است
اگر دودے چراغے خوردہ آما — بکف آوردہ نورے کافتاب است
ہزاران آفرین بر انتقادش — کہ صراف نقود اختلاب است
کہ برق خلب از مطر ستناسد — خبیر اختلاب و انسکاب است
باستدلالہائے او نہ چوبین — کہ پائے فشردن تحقیق ناب است

جزاہ اللہ خیرا گفت طوبے
وطوبی للہ کہ آن حسن ماب است

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ العظیم الحکیم۔ جاعل اللسان ترجمانا عما فی القلوب للتعلم والتعلیم القائل وفوق کل ذی علم علیم۔ ونصلی علی المبعوث لتتمیم مکارم الاخلاق بالخلق العظیم المنعوت بقول ربہ الکریم لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم وبعد چون تحقیق ضیائی را دیدم و ضیاء تحقیق ازان فہمیدم۔ برائے تصدیق آن بعد التصور گفتم الحق یقال والصدق لا یکتمھا العالم المفضال لھذا میگویم کہ شان تصنیف علمی ہر علم کہ باشد تباحث و تدقیق است و تناکث و تحقیق۔ فمن باحث تبلن وتعرف ومن صنف

استهداف پس اگر تیر اصابه بهدف رسد نباید ازان رنجید و البته
تیر از روے عقل باید تخمین نمود بلکه سنجید که در صفحات دهور باید بماند و
خلایق را باید بامصابه بکشاند - گو اضلال سالکین و خطاء مصنفین گاہے
واقع شود پس باید اول بتعمق و تفتیش تصور و تنکش نمود آنوقت
آن چیز نوشت که توان اورا بیادگار هشت - پس اوّل بموعظهٔ حسنه
باید کوشش و داد آن وقت صحته بر قول خیر خواه نهاد - اگر سے فی المثل
نکته در بین مباحثه دیدند و از زبان حریف خود در بازی بحث حرف مفید
شنیدند - باید آن را بدامن عمامهٔ خود ببندانند تا بکار سے در جاے نهند
نه آنکه بر وحشت زدند شعر

خذ العلوم ولا تعبا بقائلها	من این کان فان العلم ممدوح
کدرة انت تلقها بمزبلة	الست تاخذها والزبل مطروح

بنا بر علیه اگر مباحثه بمشاجره نکشد و مناد مهر شبنم نه انجامد - شرح لطیف
و سخے ترصیف و الاز سے تکلیف و سخے تسویف - و دا سے بر تعسف و تمرد
تاسف بران تلهف - در اصل واقع امرا این است که کتاب ضیا بهر ورق
راد قرسے ثنا در خور است - و در ابتعاشش از طبع مستقیم و قریحه قویم و
فکر انور است - بضیائے خود خوب دیده و درست فهمیده - استدلالش
موصله الے المطلوب است و استشهادش واصله المحبوب - خدایش
جزائے جزیل و ثواب جمیل عطا فرماید و ابواب سعادة بر رویش کشاید - که هم
تحقیق وافی و تدقیق شافی کرده و هم حق او ستاد ادا کرده است

فاتِ ولدٌ لکَ واتِ زوّجک واتِ علمک پس ایں
ولد تعلیم را آفرین است و آن ولد تولید را پنجاہ درجہ بر آفرین سجدہ
اولین۔ وان اللہ لایضیع اجر المحسنین ولمثل ھذا فلیعمل العاملون من اھل الدین
وصلی اللہ علی محمد وآلہ الطیبین الطاہرین وآخر دعوی نا عن الحمد للہ رب العلمین

تقریظ سخنور بےمثال شاعر باکمال جناب سید نوازش علی صاحب لمعہ

خلف منشی کاظم علی مرحوم المتخلص بہ شعلہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد خدا و نعت مصطفی و منقبت ہر چہار اصحاب کبار صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم ما قامت الارض والسما مدعا نگار یون کہ الحق مطلق تصنیف یہ ہو کہ بغرض احقاق حق ہو نہ بنظر مکابرہ ناحق و مجادلہ مطلق۔ ہر چیز محل و مقام کے اعتبار سے محمود یا مردود سمجھی جاتی ہے۔ سرکہ اور شراب دونون سے ٹئے انگور بادۂ ذاتی ہے اچھی چیز جہان بری جگہہ مستعمل ہوئی اچھاپن جاتا رہا بری ہو گئی۔ پانی کا قطرہ صدف مین جاکر دُر آبدار بنجاتا ہے اور مزبلہ مین گر کر نجس کہلاتا ہے۔ خون ناف آہو مین مشک اور پستان مین شیر ہو رگ گردن مین قابل تزکیہ و تطہیر کیسا ہی اچھا کام ہو اگر بری نیت سے کیا گیا تو کسیطرح نیک نہین ہو سکتا۔ شعر

دو کس چہ کنند از پئے خاص و عام	یکے نیک محضر دگر زشت نام
یکے نا کند تشنہ را تازہ حلق	دگر تا بگردن در افتند خلق

مَنْ حَفَرَ بِئْرًا لِاَخِيْهِ فَقَدْ وَقَعَ فِيْهِ میں اپنے اس دعوے کے
ثبوت میں دو کتابیں پیش کرتا ہوں مضمون دونوں کا متحد ہے مگر مقصد منفرد
ایک دستور الفصحا دوسری تحقیقات ضیا محقق اول نے کوس انا ولا
غیری بجایا ہے مدقق ثانی نے تمام اسلاف کو بچایا ہے اعتراضوں کو مٹایا ہے جسکو
انھوں نے بلا دلیل غلط بتایا ہے اوسکو انھوں نے بدلیل ثابت کر دکھایا ہے
جس بات کو کمال صاحب نے ذریعہ کمال خیال کیا وہی موجب وبال ہوگیا مگر ضیا صاحب
نے وہ رستہ اختیار کیا جو موصل الی المطلوب ہے اور ہر شخص کو مرغوب
کمال صاحب کے دریاے کمال نے وہ جوش زنی کی کہ تمام اسلاف کو ڈبو
دیا موجودہ کاملین کے علم و فضل کو بھی کھو دیا۔ یہاں تک کہ اپنے والد کے کلام
پر بھی پانی پھیر دیا مگر ضیا صاحب نے اپنے اوستاد حضرت جلال کے ساتھ کل
اوستادوں کو طعن بیجا سے بچا لیا۔ زہے شاگرد رشید و خہے تلمیذ سعید شعر

نام نیک رفتگان ضایع مکن	تا بماند نام نیکت یادگار

الحمختصر یہ کتاب میرے مخلص جناب صاحب عالم حافظ مرزا میر الدین صاحب
ضیا گورگانی کی برق طبیعت کا شرر ہے اور شعلہ جودت کا اخگر اسلئے میں تو
منزہ ہے اسکی توصیف کروں گا اور ہر طرح اچھا ہی کھوں گا۔ مصرع حاجت مشاطہ
نیست روے دل آرام را۔ یہ معاملہ میرا دیکھا ہوا ہے کہ اکثر علما نے اسکو
سنا اور پسند فرمایا۔ بس اس کتاب کے لایق مصنف کی محنت قابل
داد ہے اور جو کچھ انھوں نے لکھا ہے لایق استناد۔ اسلئے اس کا فیصلہ
میں نے اہل انصاف پر چھوڑا۔ السلام علی من اتبع الہدیٰ۔ کتب ذالک

خادم العلماء والفضلاء سید نوازش علی لمعہ ابن میر کاظم علی شعلہ خ
حضرت میرزا محمد علی خان میر الشعراء الشہید لکھنوی غفر اللہ لہ ولہما اجمعین و ائمہ الہد

قطعات تاریخ

قطعۂ تاریخ از زمزمہ سنجی بلبل ہندوستان یکتائے ہم صفیران جہاں کامل زماں سخن سنج شاعر بلند فکر عالی دماغ عالیجناب نواب مرزا خان صاحب داغ دہلوی المخاطب ناظم یار جنگ دبیر الدولہ فصیح الملک بہادر جہان استاد ظلہ

کتاب اچھی لکھی جناب ضیا نے زہے محنت بجد و سعی موفور
جو پوچھے سن تو، داغ تاریخ اتمام یہ لکھ دو پسندیدہ تصحیح دستور
۱۳۱۲ھ

قطعات تاریخ از گہر ریزی شناور دریائے فضل و کمال محقق کامل و شاعر بے مثال فخر خوش بیانان زندہ کن نام برق و رشک[۱] و مثال[۲] جناب حکیم سید ضامن علی صاحب جلال دام برکاتہ

۱؎ یہ صاحب شاہ نصیر دہلوی کے شاگرد تھے شاہ صاحب مغفور کے ساتھ حیدر آباد آئے تھے منصب اور خانی و میر الشعرائی کا خطاب سرکار نظام سے عطا ہوا تھا۔ ضیا ۱۲

۲؎ برق اور رشک اور مثال یہ تینوں حضرت استاد مکرم کے استاد تھے استاد مثال استاد اول رشک استاد دوم برق استاد سوم ضیا ۱۲

سرتاج سخنوران ضیائے ذیشان — فرمود چہ لایق دحیہ فایق تحقیق

سال ختمش چنین رقم کرد جلال — یکتا و یجا بود محقق تحقیق

۱۳۲۱ھ

دیگر

منیر الدین ضیا یکتا محقق — لغتہا فی الحقیقہ خوب حل کرد

جلال از سال طبعش آگہی داد — چہ تحقیقات نو نو بے بدل کرد

۱۳۲۱ھ

دیگر اردو

جدا تنقیح و تحقیق ضیا — کیا محقق ہیں یہ شاعر بے بدل

طبع تحقیقات کا سال اے جلال — لکھ و تحقیقات نادر بے بدل

۱۳۲۲ھ

قطعہ تاریخ از طبع خیالی شاعر یگانہ عالم کامل و یکتائے زمانہ از دولتمندی جمیع علوم مستغنی جناب مولوی عبد الغنی صاحب غنی دام فیضہ

از منیر طبع ضیائے سخن شناس — از مطلع حقایق الفاظ چون دمید

غلط اللغات کہ بکمال از غلط نمود — چون آفتاب صحت آنجلہ شد پدید

ن بود در کمال غلط در غلط کمال — سوئے صواب طبع منیر ضیا کشید

ال شد بجا ق از مقابلہ — مدراز بان زنا لش عمر ضیا رسید

٭ چونکہ حضرت اوستاد مکرم نے یہ خیال فرمایا کہ کتاب جو ۱۳۲۱ھ میں چھپنی شروع ہوئی ہے غالباً سال ۱۳۲۲ھ میں چھپ جائیگی اسلئے یہ ایک مادہ ۱۳۲۲ھ میں بھی تحریر فرمایا۔ ضیا ۱۲

جائیکہ با جلال بتابد ضیا چو مہر — نور مہ کمال بیارد شدن سفید

گو شمم عشقی بسال کتابش ز آسمان — زائل شدہ چہ ماہ کمال از ضیا شنید

قطعہ تاریخ از نتائج فکر عالی سخنور بے مثال شاعر باکمال جناب سید نوازش علی صاحب لمعہ خلف میر کاظم علی صاحب مرحوم المتخلص بہ شعلہ

دور شد ظلمت اغلاط کمال — تا فتد لمعہ تحقیق ضیا

کلک من لمعہ رقم زد سالش — امر حق شد متحقق زیبا

دیگر اردو

خوب چمکا مہر تحقیق ضیا — ہو گیا ظاہر حق و باطل کا حال

صحت الفاظ کی تائید مین — معتبر اشعار لکھی مثال

طرفہ تر خوبی ہی اس مین یہ اک اور — ہر قسم تمثیل مین قول جلال

مصرع تاریخ لکھا لمعہ نے — کی ہی تکذیب اباطیل کمال

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر بلند صاحب طبع وقاد جناب مولوی ابوالحمید صاحب آزاد وکیل درجہ اول ہائی کورٹ تلمیذ حضرت داغ دہلوی

خوب تالیف ہے ضیا نے کی — جس مین ایک ایک جواب ہی بے مثل

لکھ دو تاریخ طبع ای آزاد — کیا ہی نادر کتاب ہی بے مثل

قطعہ تاریخ از نتائج طبع بے عدیل و نظیر جناب نواب حسن علیخان صاحب امیر تلمیذ داغ دہلوی

کی ہے محنت کسقدر مرزا ضیاء الدین نے / صحت الفاظ سے عالم ہوا ہے آشنا
مصرع تاریخ اسکا عیسوی لکھدو امیر / مرحبا زیبا ہے نادر ہے یہ تالیف ضیا ۱۹۰۳ء

قطعہ تاریخ از مولف کتاب ہذا

شقت سالہا کردم پئے تحقیق این الفاظ / رسد بر منزل آنکس دررہ تحقیق بخرامد
ضیا چون مصرع تاریخ جستم ہاتفم گفتہ / انیس جان مفید مبتدی ۱۳۲۱ منتہی آمد

دیگر عیسوی اردو در ذو بحرین

لکھی ہے میں نے کتاب خلق کے حق میں مفید / دینگے وہ لوگ اسکی داد جنہیں ہے توفیق علم
فکر تھی ضیا عیسوی اسکا ہو سال / غیب سے آئی ندا مظہر تحقیق علم ۱۹۰۳

قطعہ تاریخ از نتیجہ طبع سرآمد شعرا شاعر یکتا جناب شاہزادہ مرزا ولی الدین صاحب فدا برادر خورد مولف کتاب ہذا

خوب ہی تالیف ہے یہ خوب تحقیقات الفاظ / فائدے اس سے اٹھا کر داد دینگے اہل آداب
اے فدا لکھدو تم اسکے طبع ہونیکی یہ تاریخ / ہادی آفاق و زیبا درج تحقیقات نایاب ۱۳۲۱ھ

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر شاعر ذی لیاقت جناب محمد بدر الدین صاحب بدر تلمیذ مولف کتاب ہذا

میرے استاد ایسے کامل ہیں / جسکا آفاق میں نہیں ہے جواب
ایسی نادر کتاب لکھی ہے / جس سے روشن ہے صاف راہ صواب
بدر تاریخ سوچتے کیا ہو / لکھدو جان سخن مفید کتاب ۱۳۲۱ھ

تاریخ از نتیجہ طبع واقف نکات خفی و جلی جناب ابو المعنی سید منتجب الدین صاحب تجلی سلمہ تلمیذ ایضاً

کتاب لکھی ہے میرے استاد کامل نے / صحت الفاظ با تنقیح با تدقیق ہے

اے تجلی عیسوی تاریخ اسکی یہہ کہو ۔ بینظیر و بے بدل کیا جادۂ تحقیق ہے

سنہ ۱۹۰۳ء

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر سخنور ماہر جناب ابو الفخر سید محبوب علی صاحب فاخر رضوی سلمہ تلمیذ ایضاً

چہ تالیف نایاب حضرت ضیا ست ۔ کز و پیروان کرد گلگشت علم
بگو فاخرا مصرع سال او ۔ زہے بے بدل رہبر دشت علم

سنہ ۱۳۲۱

دیگر اردو

نئی کتاب ہے تحقیق مین خدا شاہد ۔ خدا کا شکر کہ آیا زمانۂ تحقیق
مؤلف اسکا وہ استاد ہے کہ ہے مشہور ۔ نکات فہم معانی یگانۂ تحقیق
جنون فکر کی سے یہ تاریخ طبع ایفاخر ۔ ندا یہ آئی یہی ہے خزانۂ تحقیق

سنہ ۱۳۲۱

قطعہ تاریخ از نتیجۂ فکر سخن ور والا جناب محمد عبد اللہ خان صاحب فضا سلمہ تلمیذ ایضاً

کتاب ایسی لکھی ہے اوستاد نے ۔ کہ لفظونکی صحت کا اسیر ہے ابتہر
جو پوچھے کوئی اسکے چھپنے کی تاریخ ۔ فضا کہدو تحقیق فرزانۂ عصر

سنہ ۱۳۲۱

قطعہ تاریخ از نتیجۂ طبع شاعر خوش گفتار جناب مولوی محمد عمر صاحب وقار سلمہ تلمیذ ایضاً

اوستاد من محقق بے نظیر ۔ آنکہ تحقیقش ندارد انتہا
کرد تالیف آن کتاب لاجواب ۔ مثل او نشنیدہ کس دیدن کجا
بس مفید و با دلیل با ثبوت ۔ در طریق شعر گوئی رہنما
فکر کردم چون پئے سالش وقار ۔ ہاتفم گفتا بگو بحث ضیا

سنہ ۱۳۲۱

دیگر اردو

ہے خوب یہ اے وقار تالیف ۔ ہے فائدہ جملہ نکتہ دان کا
آنکھون مین جگہ ہو کیون نہ اسکی ۔ یہ سرمہ ہے چشم شاعران کا

سنہ ۱۳۲۱

تمت

غلط نامہ کتاب ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۶	کے	نے	۷	۹	خزائن	خزاین
″	۱۱	راست	راہ راست	۸	۴	زیپر	زیر
″	۱۸	دیباچیمین مسفقی	دیباچمین مشفقی	″	۵	پر	زیر
″	۱۹	یا تو دو	یا دو	″	۷	بنو	نیو
۴	۴	گھلم	گھلم	″	۱۷	کشتی	کشتی
″	۱۰	اُس	اُس	۹	۳	یہ سامان میر	سامان اپنے میر
″	۱۸	ایسے	اسے	″	۷	میر	میہ
۵	۳	فادات	افادات	۱۰	۱۵ مصرع اول	زیر پا بالا سر سکے	زیر سر بالا پا سکے
″	۸	یہ کہ	نہ یہ کہ	۱۴	۱۵	تر	نشر
″	۱۰	راہ	رہ	″	۱۶	چکھنا رکھنا	چکھا رکھا
″	″	مطالع	مطالعہ	۱۶	۱۹	وب	دب
″	۱۴	مستند	مستند	۱۷	۱	خفط	لفظ
″	۱۶	سید اصطفے	سید محمد اصطفے	″	۳	ہی	ہی
۶	۸	اجتہا دینا	اجتہاد دینا	″	۱۲	دربان	دربان
″	۱۰	سنسکرت	سنسکرت	″	۱۴	ہیں معنی	ہیں معنی
″	۱۵	آسے نہ آسے	آسے یا نہ آسے	″	۱۵	(اُن)	(آن)

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۹	۱	دوبوان	دیوان	۳۰	۱۳	صرف	حرف
"	۸	دل طرح	دلکی طرح	"	۱۴	اگر ہمین	گھر ہمین
"	۱۸	گہر طین سوئے	گہر ہین سونا	"	"	ابن	این
۲۰	۱۵	دلّی	دلّی	"	۱۶	ق	قو
۲۲	۳	گذرا	گزرا	۳۱	۱۷	بین	ہین
"	۱۰	کہشا	کہشاّ	"	"	من	ہین
"	"	ترشدوئی	ترشروی	"	۱۹	ر	رہا
"	۱۲	دہوئین اٹر	دہوین اٹر	۳۲	۱	اہل	اہل
۲۳	۱۴	(الف واوے)	(الف واو)	"	۳	الی	آلی
"	۱۷	نکلیں	نکلین	"	۴	سمو	سبو
۲۵	۹	سینھلیو	سنبھلیو	"	۱۸	نغط	لفظ
"	۱۳	بیچیبو	پیچیبو	"	۱۹	اجتماع	یہ اجتماع
"	۱۹	واہد	واحد	۳۳	۲	ٹہیرے	ٹھیرے
۲۶	۶	دلکی طرح	دلکی ابر	"	۵	بو	ہو
۲۷	۱۳	فلل	خلل	"	۱۸	غلط	شاید غلط
۲۹	۷	دلبنر	دلبر	۳۴	۵	ہی	بہی
۳۰	۵	ابل ظلم	اہل ظلم	۳۵	۱۴	سکہرن ناہیں	کلمون مینا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۵	۱۹	ملا	بلا	۴۶	۱۹	نشل	شل
"	"	اونکاکون	اونکاکو	۴۸	۱۰	مستعمل	اسکی جگہ مستعمل
۳۶	۸	بہ	یہ	"	۱۲	ہندی	ہندی
"	۱۴	دور	اور	۴۹	۶	غفف	مخفف
۳۷	۹	نہیں	نہیں	"	۱۸	بہی	ہی
۳۸	۲	میبی	مسی	۵۱	۸	آشکارم	آشکارم
"	"	البدو	مالبدہ	"	۹	بی	ہی
"	"	دخوان است	دخوانست	۵۲	۱۲	عیث	عبث
"	۶	سے	ہی	۵۳	۱۲	بجے	بجنے
"	۸	ماننے	سامنے	۵۴	۱۸	دہر	جوہر
۳۹	۱	تہیز	تغیر	۵۶	۳	اکثر	کثر
"	۶	تفیر	تغیر	"	۸	مدامن	بدامن
[illegible]	۱۵	متشدمین	متقدمین	"	۱۹	درے	دربجنے
"	۱۹	بہ	بہ	۶۱	۱۴	انسظار	انتظار
۴۲	۱۹	قلمکا	قطعکا	۶۵	۸	یاندہین	باندہین
۴۴	۳	ام	الم	"	۱۷	مہرکرر	پہر مکرر
"	۵	ادون	ان	"	۱۸	خارسی تو	فارسی تصور

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۶۵	۱۸	بکرار	مکرر	۸۰	۵	جشیع	تشیع
۶۶	۱	نہی	ہی	۸۱/۸۲	۲ و سطر اول	افتاد	اُفتاد
״	۳	تحیین	تحسین	״	۴	صنعت	صفت
״	۱۰	بس	پس	۸۵	۱۱	نہ	سر
۶۸	۱	نکند	بکنند	״	۱۶	بازیک	باریک
״	۷	چہ	یہ	۸۷	۷	باندہتے	باندھتے ہیں
۷۱	۱۳	علاو	علاوہ	״	۸	مشہر	شہر
״	۱۵	ہی ا	ہی	״	۱۴	املی	آملی
۷۲	۱۷	لکہا اور	لکہا	۸۹	۲	دساتیر	دساتیر
۷۳	۷	ورنہ اس	ورنہ ایس	״	۱۲	ایسزد	ایزد
״	۱۰	ہیں) اور	ہیں اور	۹۰	۸	صر	حرا
״	۱۳	زیادہ	زیادہ	۹۱	۵	مؤلفہ	مؤلفۂ
۷۴	۱۴	یارس	پارس	״	۱۳	جلنا	جاننا
۷۵	۱۵	ہیں	ہیں	۹۳	۲	نظار	نظائر
۷۶	۳	سو	گو	״	۱۰	تعویذلحد	تعویذ لحد
״	۹	ہیں	ہیں	״	۱۲	بترتیب	بترکیب
״	۱۰	حارالله	جارالله	۹۵	۹	جگر	جگہ
״	۱۹	مؤلفہ	مؤلفۂ	״	۱۱	فلک	ملک

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۷	۵	سبزہ بینیہ	سبز بنشینید	۱۰۱	۱۸	چھپاتییاں	چھپاتیاں
"	"	کہ	نہ	۱۰۲	۶	تہیں	نہیں
"	۹	کشکشت	شکست	۱۰۳	۳	لے	نے
"	۱۱	تظلم	تنظلم	"	۶	کسد	کند
۹۸	۱	ودہ	وردم	۱۰۴	"	توبیہ	توجیہ
"	۲	سے بہی	سے بہی	"	۱۴	رکہتے	کہتے
"	۶	شیرین	سشیرین	۱۰۵	۱۰	پید	پیدا
"	۱۳	آیتہ بہہ	آئینہ بہہ	"	۱۹	باغرض	یاغرض
"	۱۵	ٹہیٹرا	ٹہیرا	"	"	نہیں	انہیں
"	۱۷	والہ	والد	۱۰۶	۵	اجرو	اجروا
۱۰۱	۱	باشہ	باشد	"	"	نادین صفے	نادیگا
"	۳	تراد ہیر	نراد ہیر	"	"	ادستقر	اواستقر
"	"	نیخ	نخ	۱۰۷	۶	شیشہ	نشہ
"	۴	جیو	جور	۱۰۹	۴	تجثیت	تجثیت
"	۸	ہثی	ہتی	"	"	نوح	نوحا
"	۱۰	پگر	پدر	"	"	لہ	لہٗ
"	"	تہی	ہی	"	"	فلک	فلک
"	۱۱	ایمان	مان	"	۶	وضع	وضع

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
١١١	٣	سدہ	شدہ	١٣٥	١٣	نشّار	نشا
١١٢	٧	نصیح	فصیح	١٣٦	١٥	سد	حسد
١١٣	١٣	ذَرا	ذرا	١٣٧	٤	لقہا	قہقہا
١١٥	١٣	دارند	دارندہ	"	١١	آشاکر	آشنا
"	١٧	جورسہ	جومست	"	١٩	ہیں	نہیں
١١٧	١١	عَدلُ	عَدلٌ	١٣٨	١	لاغِر	لاغر
١١٨	٤	بعی	بعضی	"	٨	بغیب	بغیر
"	١٩	بیکشت	بگشت	"	١٥	سکے	سگے
١٢٣	٣	بی	ہی	"	١٩	سکاہل	سکال
١٢٦	١٩	رازدان لے	رازدان کے	١٤٥	٨	گرابا	گرانا
١٣١	٥	سرر	ضرر	"	٩	تینیح	تصحیح

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴۸	۶	(۹۶)	(۹۱)
۱۵۰	۱۷	محلص	مخلص
۱۵۱	۱۱	ودونون	دونون
〃	۱۳	کارامد	بکارآمد
[illegible]	۱۶	حیدرہ	حیدر
۱۵[illegible]	۱	ناحق	ناحقّ
	۱۱	لا	لہ
۱۵[illegible]	۱۳	ودواسنے	دوائے
〃	۱۴	ورق	ورقش
۱۶[illegible]	۹	حقص	حق
۱۶[illegible]	۵	شابہت	صحیح ثابت
۱۶[illegible]	۳	لمعہ	لمحہ
۱۶[illegible]	۶	ملتقی	ملتہی

خدا کی مار اُس مطبع پر جس نے ۱۶۲ صفحہ میں (۲۰۶) غلطیاں کیں ایسے مطبع میں چھپوانے سے بہتر تھا کہ نہ چھپوایا ہوتا فقط

اطلاع

اگرچہ مطبع نے کوشش کر کے یہ غلط نامہ مرتب کیا ہی تاہم احتمال ہی کہ شاید اسکے سوا کہیں اور بہی غلطیان ہون پس اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ناظرین بقدر فہم درست فرمالین یا مولف سے دریافت کرلین فقط

اشتہار

یہ کتاب گورنمنٹ نظام اور گورنمنٹ انگلشیہ مین حسب ضابطہ رجسٹری ہوگئی ہی کوئی صاحب بغیر اجازت مولف معظم قصد طبع نفرمائین ہان جسقدر جلدین مطلوب ہون فی جلد ایکروپیہ حالی اور بذریعہ ڈاک ایکروپیہ کلدار مع محصول ڈاک بھیجکر یا بذریعہ ویلو پی ایبل ذیل کے پتے سے طلب فرمائین ویلو کا خرچہ خریدار کے ذمہ ہوگا جس جلد پر مولف معظم کی مہر نہو مال مسروقہ سمجھکر اسکو نہ خریدین — مولف معظم نے مناقب اصحاب کرام رضوان اللہ تعالے مین جنگ شام کو نظم فرمایا ہی قابل دید ہی ہدیہ ۴ مع محصول ڈاک۔

پتا مولف معظم کا یہ ہی — حیدرآباد دکن اندرون بلدہ — دفتر صدر محاسبی سرکار نظام

المشتہر

ابو المعنی سید منتجب الدین — تجلی

فہرست حصہ دوم کتاب ہذا

نمبر تصحیح	لفظ	صفحہ	نمبر تصحیح	لفظ	صفحہ
۷۶	زمرد	〃	۸۹	لال	۱۲۶
۷۷	سرشار	۱۱۵	۹۰	محرم	〃
۷۸	شایق	〃	۹۱	مخمور	۱۲۷
۷۹	صدقہ	۱۱۶	۹۲	مستانہ	۱۳۰
۸۰	صف	۱۱۷	۹۳	مظفر	۱۳۱
۸۱	صفا	〃	۹۴	منصب	〃
۸۲	عادی	〃	۹۵	منت	۱۳۲
۸۳	عوصہ	۱۱۸	۹۶	موسم	۱۳۳
۸۴	عطر اگر عطر گلاب	۱۱۹	۹۷	سیت	[illegible]
۸۵	عظمت	۱۲۱	۹۸	نشا	۱۳۵
۸۶	کستر	۱۲۲	۹۹	نقاہت	۱۳۶
۸۷	کمخاب	〃	۱۰۰	نقشہ	۱۳۷
۸۸	لاشہ	۱۲۳		[illegible]	

اطلاع

غلط نامہ سے کتاب کو صحیح کرلیا جائے